DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_224713
UNIVERSAL LIBRARY

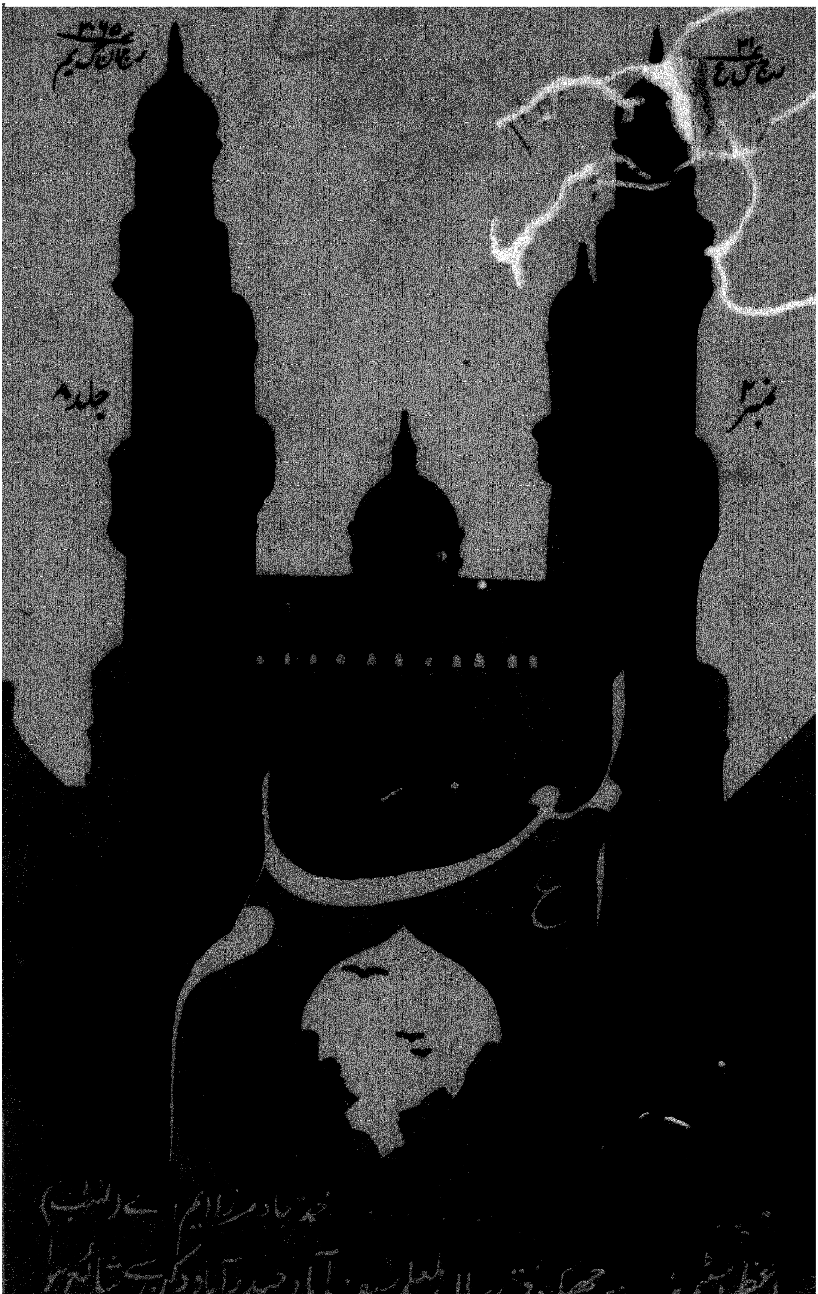
جلد ۸
نمبر ۲
المعلم
محمد جواد مرزا ایم اے (المرتب)
اعظم اسٹیم پریس میں چھپکر دفتر رسالہ المعلم سیف آباد حیدرآباد دکن سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین المعلم

(۱) تعلیم کیا چیز ہے . . . . مولوی عبدالعزیز صاحب بی اے بی ٹی لکچرار ٹریننگ کالج بلدہ (۱ تا ۴)

(۲) مدرسین کی تعلیمی ڈائریاں . . . . مولوی عبدالغنی صاحب مددگار مدرسہ گونڈ . . (۵ تا ۱۸)

(۳) بالک گھر مانٹی سوری تعلیم . . . . ابوالمکارم فیض محمد صاحب صدیقی بی اے . . . (۱۹ تا ۳۲)

(۴) مدارس تحتانیہ کا دوسرا رخ . . . { مولوی محمد حسن صدر مدرس مدرسہ چنڈر کی / مولوی عبدالجبار صاحب سبحانی بی اے بی ٹی مددگار مدرسہ فوقانیہ نامپلی بلدہ } (۳۳ تا ۴۲)

(۵) شذرات . . . . (۴۳ تا ۴۴)

جلد ۸	ماہ دے ۱۳۴۱ف	نمبر ۲

تعلیم کیا چیز ہے؟

حیوانوں کی طرح انسان بھی چند جبلتیں لے کر پیدا ہوتا ہے جو اس کے حیاتیاتی ورثہ کا حصہ ہی ہیں۔ کتے یا بھیڑئے یا شیر کی مانند انسان بھی جوں جوں بڑا ہوتا ہے فطری طور پر بہت ابتدائی تحریکات کی تعمیل کرتا ہے مثلاً خواہش عمل جسمانی اور ذہنی دونوں کی، جرأت آزما کاموں کا حوصلہ، ملکیت اور تسلط کا شوق، ہم جولیوں کی ضرورت، جماعت کی اُمنگ، کھیل کا ولولہ تعریف کا تقاضا، عام تجسس کا میلان جو دریافت و تحقیق کی رہبری کرتا ہے، اور تقلید کا شدید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین المعلم

(۱) تعلیم کیا چیز ہے . . . . . . مولوی عبدالعزیز صاحب بی اے بی ٹی لکچرار ٹرننگ کالج بلدہ (۱ تا ۴)

(۲) مدرسین کی تعلیمی ذمہ داریاں . . . . . . مولوی عبدالغنی صاحب مددگار مدرسہ گونڈہ . . (۵ تا ۱۸)

(۳) بالک گھر مانٹی سوری تعلیم . . . . ابوالمکارم فیض محمد صاحب صدیقی بی اے . . . (۱۹ تا ۳۲)

(۴) مدارس تحتانیہ کا دوسرا رخ . . . { مولوی محمد حسن صدر مدرس مدرسہ چنڈرکی / مولوی عبدالجبار صاحب سبحانی بی اے بی ٹی مددگار مدرسہ فوقانیہ نامپلی بلدہ } (۳۳ تا ۴۲)

(۵) شذرات . . . . (۴۳ تا ۴۴)

جلد ۸	ماہ دے ۱۳۴۱ ف	نمبر ۲

تعلیم کیا چیز ہے؟

(۱)

حیوانوں کی طرح انسان بھی چند جبلتیں لے کر پیدا ہوتا ہے جو اس کے حیاتیاتی ورثہ کا حصہ ہی ہیں۔ کتے یا بھیڑیے یا شیر کی مانند انسان بھی جوں جوں بڑا ہوتا ہے فطری طور پر بہت ابتدائی تحریکات کی تعمیل کرتا ہے مثلاً خواہش عمل جسمانی اور ذہنی دونوں کی، جرأت آزمائی کا حوصلہ، ملکیت اور تسلط کا شوق، ہم جولیوں کی ضرورت، جماعت کی امنگ، کھیل کا ولولہ، تعریف کا تقاضا، عام تجسس کا میلان جو دریافت و تحقیق کی رہبری کرتا ہے، اور تقلید کا شدید

رجحان۔ لڑکوں اور لڑکیوں میں یہ زبردست محرکات ہیں اور قدم
ہوتے ہیں اچھے بھی برے بھی یہ افعال کا سرچشمہ ہیں اور اصطلاح
وکردار کے محرک ہیں یہ قدرتی ساز و سامان یا اصطلاح میں اصلی فطرت ہر فرد کا
ہے جسے مادر فطرت نے ہر تندرست بچے کے نظام عصبی میں نصب کر دیا
قدیم تنازع البقا کے آثار پر مشتمل ہے۔ خوش قسمتی سے یہ سب اور دیگر جبلتیں ایک دم
نقطۂ بدر پر نہیں پہنچتے۔ جوں جوں بچہ بڑھتا ہے وہ بھی آہستہ آہستہ نمودار ہوتے ہیں بعض جلد
ظاہر ہوتی ہیں بعض دیر میں۔ سب سے اول جبلتِ غذا اور سب سے آخر جبلت جنسی۔
اس طرح فطرت ہمارے نوعی ماضی کو آہستہ آہستہ بے نقاب کرتی ہے اور ہمیں ہر نئی
لہر سے نبٹ لینے کی مہلت دیتی ہے۔

حیوانوں میں فطرت کا عمل یہیں ختم ہو جاتا ہے۔ یہی اصلی فطرت زندگی بھر
ان کی رہبر اور رہنما قوت بنی رہتی ہے۔ ہمارے پاس یہ یقین کرنے کی کوئی دلیل نہیں کہ
حیوان واقعات پر تدبر کر سکتے ہیں اور سمجھ بوجھ کر اپنا طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ حیوان
اپنے کسی فعل یا صنعت میں مشق سے خوبی پیدا کریں۔ اسی طرح اس فعل یا صنعت پر قادر
ہونے کے لئے مختلف سامان اور طریقوں کے انتخاب میں ہوشیاری ظاہر کرے لیکن ایک
حیوان کی منتہائی ترقی صرف اس کی اصلی فطرت کی پختگی پر ختم ہوتی ہے۔

اصلی فطرت انسان کے بھی بہت سے اعمال کی محرک ہوتی ہے۔ نوجوان شوخ
بھگوڑا لڑکا، خانہ بدوش، بدو، زیان کار، رازجو، لڑاکو، ڈاکو، اور فسادی انبوہ یہ سب فطرت
اصلی (کے مظاہر ہیں) کی کارسازیاں ہیں۔ برخلاف حیوانات کے انسان جان بوجھ کر اپنے
اعمال کو ایک ایک خاص ڈھنگ پر جدا طور پر ڈھال سکتا ہے اور اپنی فطرت اصلی میں
من مانی تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔ قانون پسند طبیعت، حب الوطنی، حب قوم، عالمانہ
روح، غلط کاری پر نیک اندیشی، غصہ، زر و دولت کے لئے سخت اور طویل محنت

لئے عامہ کے تقاضا سے اصلاح قوانین کی آہستہ رفتار طمانیت کے
مذکورہ بالا فطرت اصلی میں انسانی ترمیمیں ہیں۔ ایک نوجوان کا خود
کا چھوڑ کر ۔ ۔ ۔ بن جانا، خودسری کی بجائے اطاعت پذیری اختیار کرنا،
کی بجائے ایثار، ناروا داری کی بجائے رواداری، بے پروائی ضبط وتحمل
نی اور لڑنے بھڑنے کی بجائے منظم کھیلیں اور بازیاں نفس پرستی کی بجائے
نیکوکاری، نفع ذاتی کی بجائے خدمت خلق، اور خودپسند بے نیازی کی بجائے اشتراک
عمل۔ انسان کی فطرت اصلی میں یہ سب ترمیمیں تعلیم کی برکات ہیں۔
تو پھر تعلیم کیا چیز ہے؟ ہر فرد چند موروثی فطری قابلیتوں اور رجحانات کا ایک مجموعہ ہے
جو محرک افعال ہوتے ہیں۔ تعلیم ان رجحانات میں اصرار، امتناع، انحراف، اور کے
ذریعہ سے آہستہ آہستہ ایسی ترمیم کرتی ہے کہ نہ صرف وہ اُس ہستی سے کم وبیش ایک
جداگانہ شخصیت بن جاتا ہے جو بغیر ایسے دخل کے قدرت اُسے بناتی بلکہ وہ بہت
کچھ اُس نمونے پر ڈھل جاتا ہے جسے ایک منظم سوسائٹی ضروری اور پسندیدہ خیال کرتی ہے
یہ تربیت پرداخت کا عمل ہے۔ اور اسی کے اثر کی سمت اور مقدار سے ہم اُس تعلیم
کی نوعیت اور وسعت کو بتا سکیں گے جو اُس فرد کے لئے ممکن الحصول ہوگی۔ تربیت
میں گھر مسجد گلی بازار مکتب اور ہماری مرکب معاشرتی زندگی کے اور سب تشکیلات کے
اثر شامل ہیں۔ گھر میں اور مدرسے میں پہلے کے محرکات کو نئی اطراف میں دلچسپی پیدا کرنے
کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مدرسہ کے بے جان مشاغل کو جاندار فطری تقاضوں کے
ساتھ پیوند کیا جاتا ہے۔ حتی الامکان ناپسندیدہ رجحانات کو بیکار رہنے دیا جا کر نکما بنا دیا
جاتا ہے یا حسب ضرورت امتناع اور سزا سے اُن کا سدباب کیا جاتا ہے ایسے
اُمور میں اگرچہ تعلیم کا نہایت اہم کام دانشمندانہ انحراف اور ۔ ۔ ۔ ۔ ہوا کرتا ہے۔
نوجوانوں میں اِن پسندیدہ تبدیلیوں کو بروئے کار لانا گھر اور مدرسے کا فرض ہے

د مانۂ حال کی ضروریات کے تحت اس محنت کا بڑا حصہ اور کثیر التعدا
ذات کا باعث کے ذمے ہوتے ہیں۔ ان ہی ترمیمات کے پیدا کرنے میں مدر
کے رفتار ی کرتا۔ نمایاں ہوتی ہے ایک قابل باغبان کی مانند مدرس زرخیز بنا
ی ورثہ قلم کرتا ہے، آراستہ کرتا ہے کبھی اس پسندیدہ رجحان کی ہمت افزائی کرتا ہے کبھی ا
ہے یہ ورثہ رجحان کو دباتا اور موڑ دیتا ہے ایک شاخ کو بڑھاتا اور آراستہ کرتا ہے اور دوسری کا

تعلیمی مسائل

۱۔ انسانوں میں کونسی تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے ؟

۲۔ ان تبدیلیوں کو کن وسائل سے بروئے کار لا سکتے ہیں ؟

۳۔ ان تبدیلیوں کو قبول کرنے کے لئے انسانوں میں کیا کیا استعدادیں فطرتاً موجود ہیں ؟

۴۔ وہ کون سے کفایت شعار طریقے ہیں جن کے ذریعے یہ تبدیلیاں پیدا کی جا سکتی ہیں ؟

اور روشن خیال

مدرسین کی تعلیمی ڈائریاں

ابتہ انتظار

غرض

خود بیز بچوں کو تعلیم دینے کے لئے "کیا پڑھایا جائے" کے بعد جو بات سب سے زیادہ ثانیہ مدنظر رکھنی ہے وہ "کس طرح پڑھایا جائے" ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سلسلہ میں ٹریننگ سکول بہت کچھ کر رہے ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ ہمارے مدرسین میں سے ۹۹ فی صدی اسباق کے نوٹ اور اشارات تیار کرنے کی ضرورت کو محض انہیں اسباق تک محدود خیال کرتے ہیں۔ جو انہیں نورمل سکول کی تعلیم کے دوران میں طلبا کو دینے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی لیاقت پر اتنے نازاں ہوتے ہیں۔ کہ سبق کی تیاری کرنے اور ڈائری میں نوٹ اور اشارات لکھنے کو اپنی اور اپنی لیاقت کی توہین خیال کرتے ہیں وہ نورمل سکول کی تعلیم کو بہت کچھ سکول ہی میں چھوڑ آتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اُس تعلیم سے جو انہیں نورمل سکولوں میں دی جاتی ہے دس فیصدی بھی فائدہ حاصل نہیں کرتے۔

اگرچہ بعض اربابِ تعلیم اسے ٹریننگ سکولوں ہی کا قصور خیال کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ ان سکولوں کا طریق تعلیم و تربیت ہی ایسا نہیں ہوتا۔ کہ مُدرسین عملی دنیا میں اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھا سکیں۔ لیکن اگر بنظرِ تعمق دیکھا جائے۔ تو ماننا پڑے گا کہ اس معاملے میں وہ بالکل بے بس ہیں مقررہ نصاب اور مدت انہیں "اصولِ تعلیم" رٹوانے پر مجبور کر دیتے ہیں اور حالات کو پیدا کرتے ہوئے عملی کام کروانے کے لئے جو ہیں سکولوں کی تعلیمی زندگی میں پیش آنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی موقعہ اور وقت نہیں ہوتا۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے اکثر مدرسین باوجود اصولوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کر سکنے کے بھی سہل انگاری سے کام

لیتے ہیں. بالخصوص پرائمری جماعتوں تک کی تعلیم کو تو اتنا آسان فرض کر لیا جاتا ہے
کہ اس کے لئے تیاری کی کوئی ضرورت ہی خیال نہیں کی جاتی لیکن یہ حقیقت ہے کہ
"تعلیم کی ابتدائی" اور "بچے کی فطرت" وغیرہ کے پیش نظر تدریس دنیا میں سب سے
مشکل کام یہی ہے فرض کو ٹلنے اور محکمانہ احکام کی بجا آوری کے لئے جو نا پسندیدہ
اشارے لکھے جاتے ہیں وہ اپنی تحریر کے لحاظ سے اس قابل نہیں ہوتے کہ
انہیں اشارے یا نوٹ کہا جائے۔ چہ جائیکہ ان سے کوئی تعلیمی فائدہ بھی حاصل کیا
جا سکے۔ یا حاصل ہونے کی اُمید ہو۔

عام طور پر ان ڈائریوں میں لکھا ہوتا ہے۔

مورخہ . . . . اُردو ۔ اُردو . . ری کتاب صفحہ . . . . . سے . . . .
تک پڑھائی جائے گی۔

حساب ۔ سلسلہ حساب نمبر ۲ نمبری . . . . . . کے سوال نمبر . . . . . سے نمبر . . .
تک ۴ سوال نکلوائے جائیں گے۔

۱۳ کا پہاڑہ ۱۳ × ۵ تک پڑھایا جائے گا۔

سود سادہ کا قاعدہ سکھایا جائے گا۔

جغرافیہ ۔ اطراف کا تصور دلایا جائے گا۔

پنجاب کی نہروں میں سے نہر جمن غربی کا حال پڑھایا جائے گا۔

شمالی ہند کے دریاؤں میں سے دریائے گنگا اور جمنا کا حال پڑھایا جائیگا۔

ایشیا کی بارشں کا حال پڑھایا جائیگا۔ وغیرہ . . . . . وغیرہ

اگر یہ درست ہے اور یقیناً درست ہے کہ ایک تیر نشانے پر بٹھانے کے
لئے کم از کم دس تیر ترکش میں ہونے ضروری ہیں۔ تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ ہم اپنے آپ کو
خواہ کتنا بھی لائق کیوں نہ خیال کریں۔

"سبق کی تیاری نہ کرنے" اسباق کے نوٹ اور اشارات نہ لکھنے" اور طلبا کی
تعلیم و تربیت کے لئے صحیح لائحۂ عمل مرتب کرتے ہوئے اس پر عمل نہ کرنے کی
میں ہمارے تدریسی ترکش میں ایک بھی تیر نہیں ہوگا جو بچوں کے دماغ میں پیوست
ہو سکے۔

اس سلسلہ میں اپنے فرائض کی حیثیت سے ہمارا تعلق مندرجہ ذیل بڑے
بڑے امور سے ہے۔

۱۔ طلبا (اپنی عمر۔ دماغ اور ذہنیت کے لحاظ سے)

۲۔ تعلیم، (مقررہ نصاب مقررہ مدت اور جماعت بندی کے نقطۂ نظر سے)

۳۔ طریقۂ تعلیم۔

فرائض کی اہمیت کے پیش نظر مدرسین کے لئے ہر سہ امور متذکرۃ الصدر کے
ں پوری پوری واقفیت بہم پہنچانے اور ڈائری میں ان کا ریکارڈ رکھنے کی ضرورت
پر بحث کرنا مضمون کی طوالت کا موجب ہوگا۔ میں اپنی بساط بھر مختصراً حصہ مڈل تک کی
جماعتوں کے لئے ڈائری میں ان امور کا ریکارڈ رکھنے کے طریقوں پر روشنی ڈالونگا۔
خدا کرے کہ ہمارے مدرسین کے لئے مفید ثابت ہو سکے۔ اور اس طرح میں
اپنے بھائیوں کی ایک بہترین خدمت بجا لانے میں کامیاب ہوسکوں۔ مضامین کے
تنوع اور عمر اور لیاقت کے مختلف ہونے کی وجہ سے حصہ مڈل تک کی ڈائریوں کی
نوٹ اور اشارات لکھنے کے طریقوں کے لحاظ سے مندرجہ ذیل تین مختلف قسمیں
کی جا سکتی ہیں۔

جماعت اول کی ڈائری۔

جماعت ہائے حصہ پرائمری کی ڈائریاں۔

جماعت ہائے حصہ مڈل کی ڈائریاں۔

اگرچہ ان میں ریکارڈ رکھنے کے لئے نقشہ جات تقریباً ایک ہی قسم کے ہوں گے تاہم اسباق کے نوٹ، اشارات، اور طریق ہائے تعلیم کی تحریر میں کچھ اختلاف ضرور ہوگا بحیثیت مجموعی ان ڈائریوں میں مندرجہ ذیل کوائف درج کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ ہر ایک مضمون کا نصاب۔

۲۔ سلیبس یعنی اس کی ماہواری تقسیم۔

۳۔ نقشہ جات انضباط اوقات موسم سرما و گرما۔

۴۔ فہرست طلبا اور اُن کی ماہوار تعلیمی، اخلاقی، اور دماغی، ترقی کا نقشہ،

۵۔ طلبا کے اندرونی امتحانات کے نتائج۔

۶۔ طلباء کے مطالعہ کا ریکارڈ۔

۷۔ ریمارکس وہدایات ہیڈ ماسٹر و افسران معائنہ کنندگان۔

۸۔ روزنامچہ کارگزاری یعنی اسباق کا روزانہ پروگرام اور سبق کے متعلق نوٹ واشارات۔

ان کوائف کی تفصیل مضمون کی بے حد طوالت کا موجب ہوگی۔ میں صرف نقشہ جات پیش کرتے ہوئے ان کی خانہ پُری کے متعلق نہایت مختصر ہدایات ہی پر اکتفا کروں گا

جماعت اوّل کی ڈائری

انڈکس تعلیمی ڈائری جماعت اوّل

نمبر شمار	نمبر صفحہ	کوائف
۱	۱	انڈکس ڈائری ہذا،
۲	۲ تا ۴	نصاب تعلیم جماعت اول،
۳	۵	نقشہ (۱) مشتمل بر تعداد طلبا، رفتار داخلہ، خارجہ اور اوسط حاضری ماہوار،

۴	٦	گروپ وار ٹائم ٹیبل،
۵	٧	گروپ وار نصاب،
٦	٨	طلبائے جماعت اول کی معرفت داخل ہونے والے طلباء کے نام،
٧	٩	جماعت اوّل کی حاضری کی ٹولیاں،
٨	١٠ تا ۴٠	پروگرام کار تعلیم و کارگزاری ماہوار،
٩	۴٠ تا ٧٠	روزنامچہ کارگزاری،
١٠	٧١ تا ٨٠	نقشہ تاریخ داخلہ و ماہوار تعلیمی ترقی طلبائے جماعت اوّل،
١١	٨٠ تا ١٠٠	متفرق نوٹ۔ ریمارکس ہیڈ ماسٹر و افسران معائنہ کنندگاں،

نصاب تعلیم جماعت اوّل

ا۔ پڑھنا۔ اُردو پڑھنے میں رواں پڑھنا مطلب فہمی، اور اُردو کے چھوٹے چھوٹے فقرات میں گفتگو کر سکنا شامل ہوگا۔

ب۔ لکھنا۔ لکھنے میں قطع نظر خوشخطی کے نہایت باریک اصولوں کے عبارت کا صاف نقل کر لینا اور اپنے لکھے ہوئے کو پڑھ کر اس کا مطلب بتا سکنا شامل ہوگا۔

ج۔ ہندسے۔ ہندسوں میں سو تک ہندسے اپنے اجزائے ترکیبی سے

اعداد کی صحیح قیمتیں اشیا اور اعداد کے تعلق سے،

دو اعداد میں سے بڑے چھوٹے کی تمیز،

اور آسان زبانی جمع اور تفریق کے سوالات شامل ہوں گے۔

د۔ پہاڑے۔ پہاڑوں کے صحیح مطلب سمجھنے اور ١٠×١٠ تک کے پہاڑوں سے متعلق ضرب اور تقسیم کے زبانی سوالات حل کر سکنے پر مشتمل ہوں گے۔

نقشہ (۱) کوائف تعداد طلبا۔ رفتار داخلہ۔ خارجہ اور اوسط حاضری ماہوار۔

نمبر شمار	ماہ	مہینے کے شروع میں تعداد طلبا	دوران ماہ میں داخل شدہ طلبا کی تعداد	دوران ماہ میں خارج شدہ طلبا کی تعداد	تعداد طلبا مہینے کے اخیر پر	اوسط حاضری	کیفیت
۱	امرداد	۰	۰	۰	۰	۰	
۲	شہریور	۰	۰	۰	۰	۰	
۳	مہر	۰	۰	۰	۰	۰	
۴	آبان	۰	۰	۰	۰	۰	
۵	آذر	۰	-	-	۰	۰	
۶	دے	-	-	-	-	-	
۷	بہمن	-	-	-	-	-	
۸	اسفندار	-	-	-	-	-	
۹	فروردی	-	-	-	-	-	
۱۰	اردی بہشت	-	-	-	-	-	
۱۱	خورداد	-	-	-	-	-	
۱۲	تیر	-	-	-	-	-	

ٹائم ٹیبل مقامی حالات کے مطابق ترتیب دے لئے جا سکتے ہیں۔

نصاب۔ اس جماعت کا نصاب باقی جماعتوں کی طرح ماہوار نہیں ہوگا۔ بلکہ سال بھر کے اوقاتِ مدرسہ کو دس حصوں میں تقسیم کر کے نصاب کی تقسیم کر لی جائیگی۔ سال بھر میں بحساب اوسط ۴۰۰ وقت سکول جاری رہتا ہے۔ لہٰذا نصاب کی ۴۰ چالیس چالیس اوقات کے دس حصوں میں تقسیم کر لی جائیگی۔ اور یہ اس طرح مرتب کر لیا جا سکیگا۔

نصاب کارِ تعلیم جماعت اول

مضامین	۴۰ اوقات مدرّس کیلئے	۴۰ اوقات مدرّس کیلئے	۴۰ اوقات مدرّس کیلئے	۴۰ اوقات مدرّس کیلئے	۴۰ اوقات مدرّس کیلئے	۴۰ اوقات مدرّس کیلئے	۴۰ اوقات مدرّس کیلئے	۴۰ اوقات مدرّس کیلئے	۴۰ اوقات مدرّس کیلئے	۴۰ اوقات مدرّس کیلئے
پڑھنا	اعضائے انسانی، مدرسہ اور گھر کی چیزوں کے نام مادری زبان کے مقابلہ سے اردو میں مفرد اور مرکب حروف کی شناخت اور آوازیں	حروف کی ابتدائی درمیانی اور آخری اشکال اور حروف کے ساتھ "الف" کے اتصال سے بننے والے الفاظ بابا۔ چاچا وغیرہ اور ان کے متعلق فقرات	حروف کے ساتھ "و" اور "ے" کے اتصال سے بننے والے الفاظ اور ان کے متعلق فقرات۔	حروف کے ساتھ "ی" کے اتصال سے بننے والے الفاظ اور ان کے متعلق فقرات۔	فتحہ کسرہ اور ضمہ کا تصور اور دو حرفی مفتوح، مکسور اور مضموم الفاظ اور ان کے متعلق فقرات۔	چار حرفی مفتوح مکسور اور مضموم الفاظ اور ان کے متعلق فقرات۔	الفاظ میں حروف ساکن اور متحرک اور تین حرفی۔ مفتوح۔ مکسور اور مضموم الفاظ اور ان کے متعلق فقرات۔	نون غنہ اور تشدید	واؤ معدولہ اور بے قاعدہ الفاظ	آسان عبارتیں
لکھنا اور خوشخطی	حروف کی بناوٹ	حروف کی بناوٹ اور حرف کے ساتھ "الف" کا اتصال	حروف کے ساتھ "ب" کا اتصال اور روزانہ سین کی مشق۔	حروف کے ساتھ "ک" اور "ف" وغیرہ کا اتصال	حروف کے ساتھ "ر"، "د"، اور "واؤ" وغیرہ کا اتصال	حروف کے ساتھ "ط ظ" وغیرہ کا اتصال۔	حروف کے ساتھ ن ب ص وغیرہ جیسے سیدھے دائروں کا اتصال۔	حروف کے ساتھ ج ع وغیرہ الٹے دائروں کا اتصال	عام مشق اور نہایت	نقل نویسی آسان املا
ہندسے	۱۰ تک قرأت	۱۰ تک کتابت	۱۰ تک گنتی ان ہندسوں کی مشق	۲۰ تک قرأت کتابت	۳۰ تک قرأت کتابت	۵۰ تک قرأت کتابت	۷۰ تک قرأت کتابت	۹۰ تک قرأت کتابت	۱۰۰ تک قرأت کتابت	۱۰۰ تک گنتی ان ہندسوں کی عام مشق
پہاڑے	-	۲×۵ تک پہاڑے اور ان کا عملی استعمال	۲×۵ تک پہاڑوں کی مشق	۲ × ۱۰	۳ × ۱۰	۵ × ۱۰	۷ × ۱۰	۹ × ۱۰	۱۰×۱۰ تک پہاڑے اور ان کا عملی استعمال	عام مشق

یہ پروگرام کند ذہن سے کند ذہن طلبا کے لئے ہے۔ اوسط درجے کے لڑکے اسے اس سے نصف وقت میں ختم کر لیں گے۔ اس کے بعد انہیں کوئی آسان سی کتاب شروع کرائی جا سکتی ہے اور دوسری جماعت کی ابتدائی تعلیم شروع کی جا سکتی ہے۔

حاضری کی ٹولیوں کے نقشے میں ٹولی وار لڑکوں کے نام کے سامنے ان طلباء کے نام لکھ دئیے جائیں، جن کو سکول میں حاضر کرنے کے وہ ذمہ دار ہیں۔ اس طرح لڑکوں کی حاضری کا بہت سا کام لڑکوں ہی میں تقسیم ہو جانے کی وجہ سے استاد کا کام بہت کچھ ہلکا ہو جائے گا۔ اور لڑکوں کی حاضری باقاعدہ ہونے کی وجہ سے تعلیم بھی بہتر ہو سکیگی۔

وقتاً فوقتاً تعلیمی جلسوں کے انعقاد پر حاضر باش طلباء میں ان کی حاضریوں کے لحاظ سے اور ٹولی وار طلباء میں ان طلباء کی تعداد کے لحاظ سے جن کی حاضری کے وہ ذمہ دار ہیں، انعامات تقسیم کرتے رہنے سے اس کام میں اور بھی بہت سی مدد مل سکتی ہے۔

پروگرام کار تعلیم و کارگزاری ماہوار کے ضمن میں مہینے کے شروع میں گروپ وار طلباء کی تعداد اور لیاقت کے لحاظ سے اس مہینے کا پروگرام مرتب کر لیا جائے گا اور ہر مہینے کے اختتام پر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ظاہر کیا جائے گا کہ اس پروگرام میں سے کتنا کچھ ختم ہوا۔

اگر ڈائری کے ایک صفحے پر پروگرام اور اس کے سامنے والے صفحے پر کارگزاری لکھنے کا اہتمام کر لیا جائے تو بہتر رہے گا۔

روزنامچہ کارگزاری روزانہ نقشۂ ذیل میں ترتیب دیا جائے گا۔

روزنامچہ کارگزاری روزانہ جماعت اوّل مدرسہ ۔ تحصیل ۔ ضلع

نمبر شمار	پڑھنا	لکھنا	ہندسے	پہاڑے	تاریخ ہائے کارگزاری گروہ کی		کیفیت
	گلاس۔ دوات اور کوٹ دکھا کر ان کے نام پوچھنا	-	گوٹیوں وغیرہ کے	-			
			تعلق سے	-			
			۱-۲ اور ۳ کی قرأت	-			

۲	تاش. انار. کتاب دکھا کران کے نام پوچھنا		۴ کلمے قرات	-		
۳	اپنی مادری زبان کے مقابلے سے "یہ کیا ہے" کا مفہوم سمجھانا اور ایسی چیزوں کے نام پوچھنا جو اُردو اور مادری زبان میں ایک ہی نام سے موسوم ہیں۔	-	۵ کلمے قرات	-		
۴	آم کان۔ ناک اور ہاتھ کے اردو نام اپنی مادری زبان کے تعلق سے بتانا۔ اور مشق یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے وغیرہ کے جواب مکمل فقرات میں لینا۔ یہ آم ہے! یہ کان ہے۔ یہ ناک ہے وغیرہ	-	۶اور۷ کی قرات خود چیزیں گن کر دینا اور طلباء سے گن کر لینا۔ اجزائے ترکیبی			
۵	یہ کیا ہے کے جواب میں ضمیر "میرا" اور "تیرا" کا استعمال۔ یہ میرا آم ہے۔ یہ میرا ہاتھ ہے۔ یہ میرا کان ہے وغیرہ	-	۸-۹ اور ۱۰ کی قرات طریق بالا سے اور مشق اجزائے ترکیبی کی			

نوٹ:۔ اسباق کی ترتیب اور طریقۂ تعلیم سے متعلق ایسے امور جو سبق پڑھانے کے بعد معلوم ہوں. خانۂ کیفیت میں درج کردئے جائیں گے۔

اگر شروع ہی سے فقرات بامعنی اور گفتگو یا ڈرامے کی شکل کے ترتیب دئے جائیں تو گفتگو، مطلب فہمی اور انشاپردازی میں بہت مدد ملیگی۔

اگرچہ مضمون کے عنوان سے اس کا ایسا زیادہ تعلق نہیں پھر بھی جماعت اوّل کی تعلیم کے سلسلے میں ایک مفید بات خیال کرتے ہوئے اس طریق تعلیم سے متعلق اپنے زیر ترتیب "قاعدۂ اُردو" میں سے (جس کے تمام اسباق گفتگو یا ڈرامے کی صورت میں مُرتب کئے گئے ہیں چند اسباق کا نقل کردینا غیر ضروری نہیں ہوگا۔ اس میں حروف کی

آوازوں کے بعد "آ" "لا" اور "جا" کو حروف تہجی میں شامل کرتے ہوئے پہلا سبق اس طرح ترتیب دیا گیا ہے۔

آ لال آ۔

لال جا آگ لا۔

لالا جا آر لا۔ آج آر لا آر

لالا جا آم لا۔ آج آم لا آم۔

لالا آج آٹھ لال لال آم لا۔

لال جا جال لا۔

لالا جا آپ جال لا آپ آر لا۔ آپ آم لا۔ آپ آگ لا۔

اس کے بعد حروف کی ابتدائی، درمیانی، اور آخری، اشکال کی شناخت کروانے کے بعد حروف کے ساتھ "الف" کے اتصال سے جو آوازیں ادا ہوتی ہیں۔ انہیں اس طرح لیا گیا ہے۔ (یاد رہے کہ "واؤ" کی آواز "او"۔ "ے" کی "اے" اور "ی" کی "ای" بتائی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ حروفِ علت میں سے جب دو حروف اکٹھے ہو جائیں تو دوسرے حرف پر ہمزہ لکھ دیا جاتا ہے۔ لاؤ۔ لائے۔ لائی وغیرہ)

ا د ر

آ دا را

دادا۔ دارا۔ آرا۔ کالا۔ صافا۔ باجا۔

نانا۔ بابا۔ تالا۔ جالا۔ راما۔ مالا۔

دال رام بال جار باغ صاف۔ تھال

ناک ناگ کان تاش باپ تاج ہاتھ

دارا جاؤ آم لاؤ۔ چار صاف صاف آم لاؤ۔ چار لال لال آم لاؤ

راما جاؤ سات آٹھ پات لاؤ۔

لال دال لاؤ۔

لالا جاؤ چار تاج لاؤ۔ شام جاؤ چار ٹاٹ لاؤ۔

رام تاش لاؤ۔

بابا! آج شام داس نانا ن کیلا ، سا فالائے۔لال آٹا دال لائے

رام داس تالا لائے۔ راما مالا لائے۔

چار حرفی مفتوح الفاظ کی مشق سے متعلق سبق کو اس طرح مرتب کیا گیا ہے۔

شَربَت بَرتَن مَلمَل مَخمَل گَلگَل لَڑکا کَپڑا بادل چاول

کاغذ گوبر دھوبن کپڑے کترے درزی ریشم بین کیسر

بابا۔ رام لال جا بازار سے چار گز کالا ململ لے آ۔ چار گز مخمل لے آ

دو گز ریشم بھی لے آ۔

(رام لال بازار کو جاتا ہے۔ چار گز کالا ململ لے آتا ہے۔ چار گز مخمل لے آتا ہے۔
دو گز ریشم بھی لے آتا ہے۔)

بابا۔ رام لال لے آئے کپڑا؟

رام لال۔ لے آیا باباجی دس گز کپڑا لے آیا۔

بابا۔ شام لال جاؤ بازار سے جاکر دو آنے کی گلگل، دو آنے کا شربت،
دو آنے کے کاغذ، چار آنے کی کیسر، اور دو آنے کا بین لے آؤ۔

شام لال۔ باباجی بارہ آنے دے دو۔

بابا۔ لو شام لال بارہ آنے لے جاؤ۔

شام لال۔ باباجی کوئی برتن بھی دے دو۔

بابا۔ لو شام لال یہ بوتل لے جاؤ۔

شام لال۔ بابا جی آج تو سردی بھی ہے، بادل بھی، کوئی موٹا سا کپڑا بھی دے بابا۔ شام لال جاؤ کالی داس درزی کے پاس رام لال کا کوٹ ہے۔ لاکر اوڑھ لو۔

نون غنہ کی شناخت اور مشق کے لئے رہا ہے۔

ں - ں -

مان - ماں - جان - جاں - زبان - زباں -

ماں - ہاں وہاں گاؤں چھاؤں - ہوں - یں - دیں -

میں - ہیں - تھیں - ماریں - جائیں - گائیں - [illegible]وں -

ایک دن رام لال گھر آکر اپنی ماں سے کہنے لگا۔ اماں جان! آج ہمارے گاؤں میں تھانے دار صاحب آئے ہیں۔ گاؤں سے باہر وہ جو پیپل ہے نا! اس کی چھاؤں میں بیٹھے ہیں۔ ان کے ساتھ پانچ سات سپاہی بھی ہیں۔ انہوں نے ایک چور کو پکڑ رکھا ہے۔ اس چور نے کسی کی گائیں چرالی تھیں۔ میں ابھی ابھی وہاں سے آرہا ہوں۔ سپاہی اس سے کہتے تھے مان جاؤ چھوڑ دیں گے۔ مگر وہ کہتا تھا گائیں میں نے نہیں چرائیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ اب سپاہی اسے ماریں گے اور ہتھکڑی لگاکر تھانے میں لے جائیں گے۔ وہاں لے جاکر اسے حوالات میں قید کردیں گے۔

طلباء کی ماہوار تعلیمی ترقی کا نقشہ اس طرح مرتب کیا جائیگا۔

نقشہ تاریخ داخلہ و ماہوار تعلیمی ترقی جماعت اول۔

نمبر سلسلہ مندرجہ رجسٹر داخل خارج	کاشتکار یا غیر کاشتکار	تاریخ داخلہ	نمبر شمار	نام طالب علم	امرداد					شہریور ← مہر — وغیرہ
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

ہر مہینے کے اختتام پر ہر طالب علم کے نام کے سامنے اُس کا اُس مہینے کا ختم کردہ تعلیمی کام درج ہوگا۔

ڈائری کے آخری صفحات میں ہیڈ ماسٹر و افسران معائن کی آرا وغیرہ کے اندراج کے لئے مندرجہ ذیل نقشہ تیار کر لینا مفید ثابت ہوگا۔

نمبر شمار	تاریخ معائنہ	ریمارکس و عام نقائص	ان نقائص کے رفاع کیلئے کون کون تدابیر اختیار کی گئیں	نتائج

باقی جماعت ہائے حصہ پرائمری کی ڈائریوں کا بھی قریب قریب یہی نمونہ ہوگا۔ صرف روزنامچہ کارگزاری میں بجائے ایک ہی صفحے پر تمام مضامین کے نوٹ اور اشارات لکھنے کے ڈائری کو مضمون اور مختلف حصص میں تقسیم کر لیا جائے گا۔ اور ہر مضمون کے لئے حسب حال مختلف کالم بنا کر اندراجات کی تکمیل کر لی جائیگی مثلاً اردو کے لئے۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	نمبر صفحہ	نفس مضمون	الفاظ و تراکیب	محاورات	ضرب الامثال	خاص الفاظ کا فقرات میں استعمال	قابل نوٹ عبارتیں

۹	۱۰	۱۱				
گرامر	سبق سے بعد کی یاد داشتیں	تاریخ ہائے کارکردگی				

حساب کے لئے۔

نمبر شمار	قاعدہ	طریقہ تعلیم و امثلہ	سبق سے بعد کی یاد داشتیں	تاریخہائے کارکردگی		

جغرافیہ کے لئے

۱ نمبر شمار	۲ نفسِ مضمون	۳ تشریحات	سبق سے بعد کی یادداشتیں	تاریخہائے کارکردگی

اُردو میں الفاظ وتراکیب کے خانے میں بعض خاص الفاظ کے معانی نکلوانے اور تراکیب کا مفہوم ذہن نشین کرنے کا طریقہ نیز سبق کے لئے اسی قسم کی اور ترکیبیں اختصار سے لکھی جائیں گی۔ چھوٹی جماعتوں میں یہ امور کسی قدر تفصیل سے اور بڑی جماعتوں میں نسبتاً اجمال سے درج کئے جائیں گے۔

حساب کے ضمن میں ہر نیا قاعدہ ذہن نشین کرنے کے لئے طریقۂ تعلیم سے متعلق مختصر نوٹ اور اشارات کا اندراج ہوگا۔ اور اس کے بعد کی تاریخوں میں حسب حال مشق (زبانی یا تحریری) سوالات درج ہوں گے۔

جغرافیہ کے ضمن میں ابتدائی جماعتوں میں مشاہدات اور نتائج کو جن میں بہت زیادہ حصہ طلبا کا ہو خاص اہمیت دی جائیگی زبانی تشریحات میں استاد کا حصہ جس قدر تھوڑا ہو بہتر ہے۔

اس کے ساتھ اگر ایک نقشہ طلبا کی مضمون وار تعلیمی حالت سے متعلق مرتب کرلیا جائے تو طلبا کی انفرادی ترقی یا تنزل کا اندازہ کرنے میں آسانی ہوگی وہ نقشہ اس طرح ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

نمبر شمار	نام طالب علم	امرداد			شہریور			مہر ← وغیرہ			
		اُردو	حساب	جغرافیہ	اُردو	حساب	جغرافیہ	اُردو	ء	ء	جغرافیہ وغیرہ

بالک گھر اور مانٹی سوری نظامِ تعلیم

تعلیم بچہ کا پیدائشی حق ہے۔ وہ سماج کا ایک رکن ہے اور آئندہ سماج کی برائی اور بھلائی کی باگ اُس کے ہاتھ میں ہے۔ جب سے اس کو محسوس کیا جانے لگا تعلیمی دنیا میں بچوں کی تعلیم کے مسئلہ نے ایک اہم صورت اختیار کر لی ہے۔ خود بچہ کا بچپن اس کی آئندہ زندگی کا سنگ بنیاد ہوتا ہے، ماہرین عضویات اور نفسیات کی حالیہ تحقیقات نے بھی بچہ کی ابتدائی زندگی کو بہت ہی قابل لحاظ بتلایا ہے اس وجہ سے بھی بچہ کی تعلیم کا مسئلہ اور زیادہ نازک اور پیچیدہ ہوتا چلا جا رہا ہے اس لئے ماہرین تعلیم نہ صرف بچہ کی تعلیم جس کو عرف عام میں پڑھنے لکھنے اور حساب تک ہی محدود کرتے ہیں۔ کی حد تک نئے نئے اصول وضع کر رہے ہیں بلکہ بچہ کی صحت کردار اور سیرت کی طرف بھی اُن کی خاص توجہ ہے، یورپ بچہ کی ان تعلیمی ضروریات کو بہت زمانہ پہلے ہی سے محسوس کر رہا ہے اور اس کے قوم پرست اور انسان دوست دماغ دن رات اسی مسئلہ کے حل کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جب ہم یورپ کی تعلیمی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں تو کمنیس پستا لوزی فروبل اور ڈاکٹر مانٹی سوری وغیرہ کے نام افق تعلیم پر جگمگاتے نظر آتے ہیں ہم اپنے اس مختصر سے مضمون میں انہی ماہران تعلیم کے اصول اور طریقوں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے جو انہوں نے بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں وضع کئے ہیں۔

عضویاتی تحقیقات کے تحت یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ بچہ کی زندگی میں تین سے سات سال تک کا زمانہ بہت ہی اہم اور نازک ہوتا ہے، اگر اس زمانہ میں اس کی پوری نگہداشت اور کافی تربیت نہ کی گئی تو بچہ کی آئندہ زندگی میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو جانے کا امکان ہے۔ بیّن کے خیال کے مطابق سات سال کی عمر تک بچہ کا

دماغ نہایت اہمیت کے ساتھ ترقی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس ترقی کے تعاون کو برقرار رکھنے کے لئے بہت سی زندہ توانائی درکار ہے۔ اس زمانۂ ترقی میں بچہ کے دماغ پر بیجا اور غیر معمولی بوجھ ڈالا گیا تو اس سے نہ صرف دماغ ہی متاثر ہوگا بلکہ عضوی ترقی بھی ایک بہت بڑی حد تک رک جائے گی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ بچہ آئندہ چل کر ذہنی اور جسمانی ہر دو لحاظ سے کام کرنے کے قابل نہ رہے گا۔

جو والدین یا سرپرست اپنے بچوں کی بچپن میں اچھی طرح دیکھ بھال نہیں کرتے ان کے بچے ہمیشہ بیمار، نحیف الجثہ اور کمزور دل و دماغ کے ہوتے ہیں۔ یہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ میں نے اکثر لوگوں کو یہ فخر کے ساتھ کہتے سنا ہے کہ "ہمارا بچہ آٹھ سال کی عمر میں پانچ پاروں کا حافظہ ہوگیا" اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت حاصل ہوسکتی ہے!! لیکن اب سوال یہ ہے کہ کیا بچہ اس غیر معمولی بوجھ کو سنبھالنے کے قابل ہے؟ کیا اس طرح حفظ کر لینے سے اسے روحانی یا مادی کسی قسم کا فائدہ پہونچنے کی امید ہوسکتی ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ سوائے نقصان کے کوئی فائدہ بھی پہونچ سکتا ہے مشرقی مدارس میں اسطرح رٹائی کا مرض عام ہے۔ ممکن ہے کہ اس اصول کے موافقین چند سربرآوردہ ہستیوں (جن کی تعلیمی بنیاد اس اصول پر ہوئی ہے) کے نام اس طرز تعلیم کی برتری کے ثبوت میں پیش کریں لیکن ان استثنائی صورتوں کو لیکر کلیہ اخذ کرنا کسی سنجیدہ دماغ کا کام نہیں۔

اسی طرح بچہ کی نشو و نما کے وقت اچھی غذا اور عمدہ ماحول کی سخت ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اچھی غذا اچھا جسم پیدا کرسکتی ہے اور اچھے جسم میں اچھے دماغ کا ہونا یقینی ہے عمدہ ماحول اس لئے درکار ہے کہ ہم ... کے قول کے مطابق کتاب فطرت سے بچہ کی تعلیم دینا چاہتے ہیں، وہ کہتا ہے "کیا ہم قدرت کے باغ میں نہیں ہیں؟ پھر کیوں ہم عالم کی زندہ کتاب کی بجائے اوراق پارینہ کو رٹائیں"۔ یہ بالکل درست ہے کیونکہ بچہ کا ماحول لاانتہا عجیب و غریب چیزوں سے مالامال ہے، اگر بچہ ان کی سرسری معلومات

حاصل کر کے اُن کی قدر و توقیر کرنے لگے، ان کے ساتھ مطابقت پیدا کرے اور اپنے سادہ خیالات کو صحیح طور پر سمجھنے لگے تو ہمارا ابتدائی تعلیم کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ پس اس لحاظ سے جس طرح اچھے جسم کے لئے اچھی غذا کی ضرورت ہے اچھے دماغ کے لئے اچھے مہیجات درکار ہوں گے۔

یورپ کے بچوں پر نظر ڈالئے تو آپ بلا تکلیف اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ عام طور پر یورپ کے بچے ہندوستانی بچوں سے کہیں زیادہ ذہین، طباع اور ہوشیار ہوتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ جس ماحول میں پرورش پاتے ہیں وہ ہمارے ماحول سے کہیں زیادہ بلند اور اعلیٰ ہے۔ لاسلکی پیغام رسانی، ہوائی جہاز اور دور نمائی جو ہمارے ملک کے ایک بالغ کی نظر میں عجوبہ اور باعث حیرت و استعجاب ہیں ایک یورپی بچہ ان کو بالکل ادنیٰ چیز سمجھتا ہے اس کے علاوہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ یورپی بچے عام طور پر کس قدر تندرست اور صحیح الدماغ ہوتے ہیں ان کو اچھی غذا میسر آتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم کو اچھی غذا نہیں ملتی۔ ملتی ضرور ہے لیکن استعمال کے طریقوں میں اختلاف ہے۔ یورپ میں بچوں کی غذا اور ان کی صحت کی طرف خاص طور پر توجہ دی جاتی ہے اور ان کی تربیت میں کسی قسم کا پس و پیش نہیں کیا جاتا۔

بچہ کی نگہداشت اور تربیت کی ذمہ دار زیادہ تر ماں ہے۔ یورپ کی مائیں بالعموم تعلیم یافتہ ہوتی ہیں تعلیم کے طریقوں اور حفظان صحت کے عام اصولوں سے واقف ہوتی ہیں اور جانتی ہیں کہ بچہ کی پرورش کس طرح کی جانی چاہیئے، اس کے لئے اس قسم کا ماحول مفید ہوگا لیکن بالعموم ہندوستانی مائیں جاہل ہوتی ہیں اور اکثر دفعہ نشہ محبت میں چور ہو کر وہ اپنے بچوں کی حقیقی اچھائی اور برائی سے بے نیاز ہو جاتی ہیں، اس میں شک نہیں کہ یورپ میں بھی اس قسم کی خامیاں ابھی موجود ہیں ورنہ Ecole Maternelle اور Ecole Gardiennes وغیرہ کی ضرورت کیوں لاحق ہوتی

لیکن نسبتاً ہم ہندوستانیوں کی بہت بُری حالت ہے اور ہمیں اپنے بچوں کی تعلیم کے طرف توجہ دینے کی خاص ضرورت ہے۔ اس معاملہ میں اگر ہم یورپی ممالک میں بچوں کی تعلیم کے لئے جو اصول وضع کئے گئے ہیں ان سے مدد لیں تو بہتر ہوگا کیوں کہ یورپ بھی اس دور سے گذر چکا ہے جس سے اب ہم گزر رہے ہیں، اس لئے اب ہم ناظرین کے فائدے کی غرض سے ان چند اہم نظام تعلیم کا ایک سرسری خاکہ پیش کرنے کی کوشش کریں گے جو مغرب نے اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے وضع کئے ہیں۔

بالک گھر اگرچہ کہ بالک گھر یا Kindergarten کی ابتدا فروبل سے ہوئی تاہم اس کے بنیادی اُصول ماہر تعلیم پِستالوزی کی دماغی کاوشوں کے مرہون منت ہیں اپنے وطن کے کاشتکاروں کی حالت کو درست اور بہتر بنانے کے لئے پِستالوزی نے بچوں کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا اور خود کھیت اور باغ میں ان کے ساتھ رہا کرتا تھا بچے اکثر کام خود اپنے ہاتھ سے کرلیا کرتے تھے، ابتداء میں پِستالوزی کا کام بہت زوروں کے ساتھ چلنے لگا لیکن کچھ دن بعد معاشی حالات نے اس کے شریف جذبہ کو اُبھرنے کا موقعہ نہ دیا اس لئے مجبوراً ۱۸۰۸ء میں اسے اپنا مدرسہ بند کردینا پڑا۔ اس کے کوئی اٹھارہ سال بعد اس نے مقام ایورڈم پر ایک مدرسہ کھولا جس میں دو سو طالب علم تھے تھوڑے ہی عرصہ میں اس مدرسہ کی شہرت عام ہوگئی اور یورپ کے اکثر علاقوں سے لوگ آ آکر اس مدرسہ کا معائنہ کرنے لگے ان میں ہربارٹ اور فروبل بھی شامل ہیں پِستالوزی اس بات پر بہت زیادہ زور دیا کرتا تھا کہ تعلیم کا زیادہ تر انحصار طالب علم کے ذاتی تجربہ پر ہونا چاہیئے اور تعلیم ایسی ہونی چاہیئے کہ انسانی فطرت میں ایک قسم کی موزوں اور مناسب ترتیب ہو۔ مزید برآں پِستالوزی اس چیز پر بھی بہت زور دیتا ہے کہ بچہ اور اُستاد کے درمیان ایک قسم کی محبت ہونی چاہیئے ورنہ تدریس مکمل نہیں ہوسکتی۔ یہی وہ چوٹی کے اُصول ہیں جن پر چل کر یورپ کے اکثر مدارس نے کامیابی حاصل کی۔

حقیقی طور پر بالک گھر کی ابتدا فریڈرک فروبل سے ہوئی ہے، خاص حالات کے تحت فروبل کو اپنی زندگی کا کچھ حصّہ جنگل میں گزارنا پڑا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی قوت مشاہدہ بہت ترقی کر گئی اور مظاہر قدرت سے ایک لگاؤ پیدا ہو گیا۔ جب اس نے روزی کمانے کے لئے جدوجہد شروع کی تو بالآخر اس کو ایک مدرس کی جگہ مل گئی، فروبل نے اپنے مفوضہ کام میں کسی قدر ترمیم کی ضرورت محسوس کی اور چند دن تک پستالوزی کے تحت کام کرتا رہا اور اس کے اصولوں کو پیش نظر رکھ کر اس نے ایک مدرسہ اس مقصد کے تحت کھولا کہ ہر مضمون کا تعلق دستی مشاغل سے کر کے طلبا میں خود سعی کا مادہ پیدا کرے چنانچہ اس نے اپنا پہلا مدرسہ بالک گھر (Kindergarten) بمقام بلاکن برگ پر کھولا اور اس مقولہ کے ساتھ کہ

"آؤ ہم کو اپنے بچوں کے ساتھ رہنے دو"

Kindergarten کنڈرگارٹن جرمنی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بچوں کے باغ کے ہیں اس کو ہم بالک گھر بھی کہتے ہیں؛ بالک گھر کے نظام تعلیم میں بچوں کے ذہنی قوٰی کو تربیت دی جاتی ہے نہ کہ ان کے دماغوں میں علم ٹھونسا جاتا ہے، فروبل نے اس کا نام بالک گھر اس لئے رکھا ہے کہ وہ بچہ کو ایک پودا فرض کرتا ہے، استاد باغبان ہے اور مدرسہ باغ۔ اب پودے کے بڑھنے پھولنے پھلنے کا دار و مدار قوانین فطرت پر ہے باغبان بیرونی طور پر اس کی تھوڑی بہت نگہداشت کرتا ہے تاکہ پودا اچھی طرح پھولے پھلے۔ بالکل اسی طرح بچہ کی تعلیم میں استاد کو ایک باغبان کی حیثیت حاصل ہے اور اس کا یہ فرض ہے کہ وہ بچہ کے قدرتی نشو و نما و ترقی میں رکاوٹ پیدا کئے بغیر ایسی صورتیں پیدا کرے کہ بچہ کی نشو و نما میں قدرتی نشو و نما کے ساتھ مزید ترقی ہو اس لئے کہا جاتا ہے کہ بالک گھر میں بچہ کو راست ہدایت بہت کم دی جاتی ہے بلکہ زیادہ تر اس کو اپنی فطرت ہی پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اس نظام کے چند اہم اور اساسی اصول ذیل میں درج کیے جاتے ہیں تاکہ اس نظام کا ایک سرسری خاکہ ذہن نشین ہو جائے۔

(۱) تعلیم کا انحصار بچے کی فطرت کے مطالعہ اور نفسی قوانین کے علم پر ہونا چاہیے

(۲) بچہ کے قوائے ذہنی کی تربیت کے وقت اس کی رضا و رغبت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے اس لئے چونکہ بچے بالعموم کھیلوں کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں ان کی تعلیم کھیلوں ہی کے ذریعہ دی جانی چاہیئے تاکہ وہ کسی قسم کا بار محسوس نہ کریں۔

(۳) مسرت بچے کی زندگی کی مناسب تربیت کے لیے ضروری ہے۔ اس لئے اگر ان سے ایسے کام لئے جائیں کہ جن سے ان کو خوشی اور مسرت حاصل ہو تو زیادہ بہتر ہے

(۴) بچے طویل کاموں سے اکتا جاتے ہیں اس لیے اسباق مختصر ہونے چاہئیں۔

(۵) تربیت اس قسم کی ہونی چاہیئے کہ بچہ کی زندگی کے تینوں پہلو ذہنی، اخلاقی اور جسمانی ہموار طور پر تربیت پائیں۔

(٦) بچہ کی انفرادی اور سماجی زندگی کا کافی خیال رکھا جائے۔ انفرادی اس طرح سے کہ ہر ایک بچہ کی دیکھ بھال اچھی طرح کی جائے اور سماجی اس طرح سے کہ ان کو بالک گھر کے مختلف کھیلوں میں آزادی کے ساتھ حصہ لینے کا موقع دیا جائے۔

بالک گھر نظام تعلیم کے یہ چند اصول ہیں جو ہر طرح سے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مناسب و موزوں ہیں تین سے سات سال تک کے بچے ان کی وجہ سے کما حقہ مستفید ہو سکتے ہیں۔ اور اگر ان کے ساتھ دستی مشاغل کا تعلق پیدا کر دیا جائے تو ان میں سے چند اصول بڑوں کے لئے بھی کار آمد ہو سکتے ہیں بہر حال بالک گھر نظام تعلیم کے اصولوں کا تعلق زیادہ تر بچے سے ہے کیونکہ بڑے یا بالغ اس سے زیادہ مصروفیت کے اور سنجیدہ کام انجام دے سکتے ہیں۔

ان اصولوں کے تحت فروبل نے بالک گھر میں تین چیزیں شامل کی ہیں۔

پہلے تحفے اور مصروفیات ہیں۔ دوسرے باغبانی اور پالتو جانوروں کی نگہداشت اور تیسری پیپر رنگ یا گیت ہے۔ ان سب اور مصروفیات کا ذکر ہم آگے تفصیل کے ساتھ کریں گے یہاں صرف یہ بتلا دینا کافی ہوگا کہ تحفوں اور مصروفیات کا مقصد بچوں کو ابتدا ہی سے کھیل کے ذریعہ فطرت کی بیجان اشیاء سے روشناس کرانا اور قدرت کی قدر و توقیر کی طرف مائل کرنا ہے پالتو جانوروں کی نگہداشت اور باغبانی سے فروبل کا یہ منشا تھا کہ بچوں میں جاندار چیزوں سے دلچسپی انس اور محبت کرنے اور بچوں کو ان کے فائدوں سے واقف کرائے، راگ اور گیتوں کے شامل کرنے کا یہ مدعا ہے کہ بچے ان کے ذریعہ جاندار چیزوں کے اندرونی جذبات کے اظہار سے واقف ہو سکیں اور چونکہ بچوں کو گیتوں کے ساتھ خاص لگاؤ ہوتا ہے اس لئے گیت کے ذریعہ بچوں کی تعلیم مفید ہوگی کیونکہ جو چیز بچوں کے جذبات کو اپیل کرتی ہے اس کے نقوش بڑے دیر پا اور ان مٹ ہوتے ہیں۔

فروبل نے بچوں کی تکمیل تعلیم کے لئے بیس تحفوں کا ایک سلسلہ مرتب کیا ہے لیکن اب ان میں سے صرف پہلے سات کو تحفوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگرچہ کہ بادی النظر میں یہ سب کھلونے ہی معلوم ہوتے ہیں تاہم ان میں ایک قسم کا تعلیمی وصف موجود ہے، ان کے ذریعہ بچوں کے مختلف قوئی ذہنی و جسمانی کی پوری پوری تربیت ہوتی ہے، ذیل میں ہم ان تحائف پر سرسری نوٹ لکھیں گے جس سے ایک بڑی حد تک ان کی اہمیت واضح ہو جائے گی۔

تحفہ نمبرا چھ رنگین اونی گولے تین اساسی رنگ (سرخ، زرد، سفید) اور تین ثانوی رنگ (نارنجی، سبز، شوخ سرخ) کے۔ یہ گولے بچوں کو کھیلنے کے لئے دئے جاتے ہیں، ان سے بچوں کو وضع، رنگ، مادہ اور سمت کے متعلق احساس ہوگا۔ خاص جسمانی ورزش ہوگی اور تجسس اور توجہ کی تربیت ہوگی اور بچہ میں شروع ہی سے انفرادی

طور پر کام کرنے کی عادت پیدا ہو جائے گی۔

تحفہ نمبر ۲ جب بچہ ذرا بڑا ہوتا ہے یعنی کھڑا ر ہنا اور چلنے لگتا ہے تو اس کو کھیل کے لئے بجائے اونی کے سخت لکڑی کا گولہ دیا جاتا ہے، فروبل کی تجویز ہے کہ اس گولے کو دوسرے سال سے تیسرے سال تک استعمال کرایا جائے۔ علاوہ اس چوبی گولہ کے اس تحفہ میں ایک ارطوانہ اور ایک مکعب بھی شامل ہے۔ اشیاء کی شکلوں کے باہمی مقابلہ کے لئے بہت موزون ہیں۔

تحفہ نمبر ۳ ایک بڑا مکعب جس کو طول، عرض اور موٹائی کے وسط میں سے علی القوائم تراش کر آٹھ مساوی مکعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ان کے ذریعہ بچہ مختلف ہندسی اشکال بنا سکتا ہے اس کو (First Building Box) کہتے ہیں۔ اس سے باضابطہ اشکال کی ترتیب کی صلاحیت اور ایجادی مادہ پیدا ہوتا ہے علاوہ ازیں جمع، تفریق اور کسور کا ابتدائی مفہوم بھی بچہ کے ذہن نشین ہوتا ہے۔

تحفہ نمبر ۴ ایک بڑا مکعب آٹھ ٹیڑھے منشوروں میں منقسم ہے۔ ان میں ہر ایک کا طول عرض سے دوگنا اور عرض موٹائی سے دوگنا ہوتا ہے۔ اسکو Second Building Box کہتے ہیں۔ اس سے مختلف نمونے بنائے جاتے ہیں اور بچہ پہلے ڈبہ کے چند ٹکڑے استعمال کر کے مختلف نمونے اور اشکال بنا سکتا ہے

نمبر ۵ اس میں تیسرے تحفہ کو وسعت دی گئی ہے یعنی ایک بڑے مکعب کو ۲۷ مساوی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان میں سے تین کو وتر میں تراش کر دو مساوی حصوں میں اور تین کو چار چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اسی طرح کل ۳۹ ٹکڑے ہوئے۔ ان سے مختلف اشکال بنائی جاتی ہیں اور مختلف اعداد سکھلائے جاسکتے ہیں۔ اس کو (Third Building Box) کہتے ہیں۔

تحفہ نمبر ۶ چوتھے تحفے میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں ایک بڑے مکعب سے

جس کو ۸ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ۹ چھوٹے ٹیڑھے ہیں۔ اس کا منشا بھی شکل وضع، تعمیر اور اعداد وغیرہ بتلانا ہے۔

تحفہ نمبر ۷ اس میں لکڑی کے مختلف رنگین مربعے اور مثلثی ٹکڑے شامل ہیں۔ یہ سات تحفے بہت اہم ہیں۔ ان کے علاوہ بقیہ تحائف مثلاً کاغذ موڑنا، برما کرنا، منکوں کو پرونا، زردوزی، دری بننا، کاغذ کترنا، ٹوکریاں تیار کرنا، تاروں کا کام نقاشی اور نمونے بنانا وغیرہ کے سامان پر مشتمل ہیں۔ اس سے بچوں میں لاکان توجہ کی عادت ہوتی ہے۔ اور بچوں کی حس جمالی کی بھی خاص تربیت ہوتی ہے

اگر ان تحفوں کو حسب ہدایت استعمال کیا جائے تو بچوں کو اپنی انگلیوں کے استعمال، قوت مشاہدہ کی نزاکت اور شکل ورنگ میں ایک قسم کا حسن محسوس کرنے کی قابلیت پیدا ہو جائے گی۔ پالتو جانوروں کی نگہداشت ان میں جانداروں سے ہمدردی، محبت اور خلوص پیدا کر دے گی اور مزید برآن وہ مناظر قدرت کا بہت دلچسپی کے ساتھ لطف اٹھانے لگیں گے۔ گیت نے بھی ان کے فطری رجحانات کو تقویت حاصل ہوگی۔ الغرض بالک گھر نظام تعلیم بچوں کی ذہانت کو تیز کرتا ہے اور آئندہ چل کر مدرسہ کے اسباق میں دلچسپی پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے، اس کے ذریعہ صفائی، ضبط، اطاعت اور رحمدلی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ خود بچے ہر کام میں حصہ لیتے ہیں اور مختلف کھیل کھیلتے ہیں اس لحاظ سے ان کی جسمانی نشوونما میں بھی خاص ترقی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے بالک گھر بچے کی ذہنی، اخلاقی اور جسمانی تربیت کے لئے بہت موزوں اور مفید ہے اور انہی وجوہات کی بنا پر اس کو اس قدر عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔

مانٹی سوری نظام تعلیم | بالک گھر اپنے اہم خصوصیات اور مضبوط اصولوں کی وجہ سے تعلیمی دنیا میں بہت وقعت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور بے شمار مدارس میں اس کا

رواج ہے لیکن حال ہی میں اس کے اصولوں میں زمانہ حال کے ماہرین تعلیم نے بہت کچھ ترمیمات اور اضافے کئے ہیں۔ روم کی مشہور مصلح تعلیم ڈاکٹر میریا مانٹی سوری نے ایک نئے نظام تعلیم کی بنیاد ڈالی ہے جو ایک بڑی حد تک بالک گھر نظام تعلیم کے اصول پر مبنی ہے۔ بالک گھر نظام تعلیم میں اجتماعی تعلیم کا عنصر شامل ہے لیکن ڈاکٹر منٹسوری بچہ کی انفرادی شخصیت اور اس کی کامل آزادی پر زور دیتی ہے اس کا خیال ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک آزاد نہیں کہلایا جاسکتا جب تک کہ وہ خود مختار نہ ہو نیز وہ بچہ کے اندر غور و فکر کا مادہ پیدا کرنے پر زور دیتی ہے، وہ کہتی ہے "اب ہمارے بچوں کی فطری ترقی کے لئے جو طریقہ منتخب کیا گیا ہے وہ غور و فکر کا ہے کیوں کہ سوائے اس کے وہ کسی دوسرے طریقے سے انفرادی کام پر اتنی زیادہ دیر تک توجہ نہیں دے سکتے اور اس طرح سے ہم ان میں تدریجی طور پر ایک قسم کی پختگی پیدا کر سکتے ہیں، یہی وہ عادت ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی ذہانت کو مالا مال کر سکتے ہیں ان کا غور و فکر ان کو ترقی کی غیر محدود راہ پر گامزن کر دے گا۔"

ڈاکٹر مانٹی سوری نے اس خیال کو یاد رکھئے فلسفہ کو مشرق سے حاصل کیا ہے اور وہ چاہتی ہے کہ اس طریقے سے بچوں کے اندرونی شعور کو ابھارا جائے۔ ان سے جو تعلیمی آلات تیار کئے ہیں ان میں اس کا بھی خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے وہ چاہتی ہے کہ بچے خود سے جسمانی، اخلاقی اور ذہنی تعلیم حاصل کریں، اس کے طریقہ تعلیم کے اساسی پہلوؤں کو ہم ذیل میں کسی قدر تفصیل سے بیان کریں گے۔

ڈاکٹر مانٹی سوری کا خیال ہے کہ تعلیم بچہ کے انفرادی مطالعہ پر منحصر ہے، ابتدائی زمانہ میں اس نے "مدرسہ" کی اصلاح کو غیر موزوں خیال کر کے تعلیم گاہ کو "بچوں کا گھر" نام دیا، اور روم میں گھر کے اندر ایک مدرسہ کی بنا ڈالی یہاں تعلیم بالکل مفت دی جاتی تھی اور ہفتہ میں دو ایک مرتبہ بچوں کی گھریلو زندگی کے متعلق وہ ماؤں کو مفید مشورہ

دیا کرتی تھی، ہر ماہ ۔ کے قد، وزن، سر اور سینے کے ناپ، آنکھوں بالوں اور عضلات
اور دیگر چیزوں کے حالات کا ریکارڈ رکھا جاتا تھا، اِس سے بچّہ کی صحت و تندرستی
کی اچھی طرح حفاظت کرنا ممکن ہے، اور بچہ ایک بڑی حد تک ان تمام بیماریوں سے
محفوظ رہتا ہے جن کا وہ والدین کی عدم توجہی کی وجہ سے شکار ہوتا ہے، مثلاً عام طور پر
بچوں (Rickets) میں مبتلا ہوتے ہیں، اس کا بہترین علاج سُورج کی شعاعوں
سے کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ بالکل حال کی تحقیق ہے کہ سورج کی شعاعوں میں جو
بالابنفش (Ultra-violet) شعاعیں ہوتی ہیں وہ (Rickts) کا
پورا علاج کرتی ہیں، اسی لئے اگر بچوں کے جسم پر سورج کی زیادہ سے زیادہ شعاعوں
کے پڑنے کا انتظام کیا جائے تو بچے ان امراض سے محفوظ رہیں گے، غرض
صحت کے متعلق بہت سی ایسی چھوٹی بڑی باتیں ہیں جن کا لحاظ رکھنا سودمند ہوتا
ہے، چونکہ ڈاکٹر مانٹی سوری خود ایک تجربہ کار ڈاکٹر ہے اور بچوں کی بیماریوں سے
خوب واقف ہے اسی لئے اس نے ان کی صحت کی نگہداشت کی طرف پُوری
توجہ دی ہے۔ اُس نے جس مکان میں مدرسہ قائم کیا تھا اس کا سامان آرائش بہت ہی
سادہ، دلچسپ اور آرام دہ تھا۔

ڈاکٹر مانٹی سوری کے نظام تعلیم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تعداد
طلباء کے کم ہونے کی وجہ سے نگرانکار ہر بچہ پر انفرادی طور سے توجہ دے سکتا
ہے۔ نگرانکار نہ تو بچوں کو درس دیتا ہے اور نہ ان پر ضبط قائم رکھنے کی زیادہ کوشش
کرتا ہے، بلکہ وہ ہر وقت ان کے کام کا مشاہدہ کرتا ہے اور وقتاً فوقتاً تھوڑی بہت
مدد بھی دیتا ہے، بچّہ کو سوچ بچار اور کام کاج کی پُوری آزادی دی جاتی ہے لیکن
جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے اس کی پُوری طرح سے نگہداشت کی جاتی ہے۔
اس نظام کی سب سے زیادہ اہم خصوصیت یہ ہے کہ حقیقی اشیاء کی مدد سے

حواس کی تربیت کی جاتی ہے، انفرادی میلانات کا خاص کھا جاتا ہے۔
اور انفرادی طور پر رہبری بھی کی جاتی ہے مگر انکار کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی تمام قوت
اس بات پر صرف کرے کہ بچے کے اندر خود سے تعلیم پانے کا جو مادہ موجود ہوتا
ہے اس کو اُبھارا جاتا ہے جبر کو وہ جائز قرار نہیں دیتی چنانچہ ایک واقعہ وہ ا
طرح بیان کرتی ہے کہ ایک بچی کی جو گویا اس کے زیر تعلیم تھی، یہ عادت تھی کہ تمام
کھلونوں کو توڑ پھوڑ کر وہ ایک بینچ کے نیچے جاکر بیٹھ جایا کرتی تھی، کئی عرصہ تک
یہی حال رہا لیکن ڈاکٹر موصوفہ نے کبھی اس کو منع کیا اور نہ اس سے کچھ کام کرنے کو
کہا، البتہ وہ صرف مشاہدہ کیا کرتی تھی بالآخر ایک روز وہ بچی خود سے کھلونوں کا سامان
لے کر اُن کو جوڑنے اور ان سے کھیلنے لگی اور اس کے بعد وہ خود سے اس کام میں
بہت دلچسپی لینے لگی، یہ کام اب اس کے لئے کوئی بار نہ تھا۔ اسی لئے ڈاکٹر موصوفہ
چاہتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے ایسے تدابیر اختیار کئے جائیں کہ بچہ خود سے کام
کی طرف مائل ہو جائے لیکن ساتھ ہی ان کے ساتھ اس قدر بے اعتنائی بھی نہ برتی
جائے کہ بچے اُکتا جائیں، اس کا خیال رہے کہ کسی تعلیمی طریقہ کی حقیقی کامیابی یہ ہے کہ
بچے خود اختیاری طور پر ترقی کرنے لگیں، اس لئے کہ اس طرح سے بچہ جو کچھ کرتا ہے
اس کی اہمیت کو سمجھتا ہے اور جب کسی کام کی اہمیت یا اس کے معنیٰ و مفہوم کو سمجھ کر وہ
کرتا ہے تو لازمی طور پر اس کے اندر کام کرنے کی خواہش پیدا ہوگی۔ انہیں مقاصد کے
تحت ڈاکٹر موصوفہ نے جو تعلیمی آلات تیار کئے ہیں وہ بچے کے حواس کی تربیت کیلئے
موزوں اور مناسب ہیں اور ایسے ہیں کہ بچہ خود ان پر توجہ دیکر کام کرنے لگتا ہے،
اس کے تمام آلات کا ذکر کرنا ہمارے موجودہ مضمون کی بساط سے باہر ہے اس لئے
ہم نمونے کے طور پر چند کا ذکر کریں گے جن سے اس کے کام کی خصوصیت کی وضاحت
ہو جائے گی۔

حس بصارت کی تربیت کے لئے اس نے لکڑی کے تین مستطیل کندہ لیکر اس میں مختلف سوراخ کئے اور لکڑی کے مختلف اسطوانے لئے جو ان سوراخوں میں پوری طرح بیٹھ جاتے تھے، پہلے سٹ (Set) میں اس نے ساوی بلندی مگر مختلف قطر کے اسطوانے استعمال کئے، دوسرے میں ساوی قطر مگر مختلف بلندی کے اور تیسرے میں مختلف بلندی اور مختلف قطر کے اسطوانہ رکھے۔ اس سے ابعار اور بلندی کا مفہوم بھی بچوں کے ذہن نشین ہوتا ہے اور وہ بچہ ان آلات کو دیکھکر اسطوانوں کو سوراخ سے باہر نکالتے اور پھر ان میں بٹھلاتے رہتے ہیں اور غیر ارادی طور پر بلندی اور ابعار کا مفہوم سمجھنے لگتے ہیں۔

ایک دوسرا آلہ یہ ہے کہ ایک دری پر لکڑی کے مختلف ابعار کے کندے بکھیر دئے جاتے ہیں اور بچہ ان کو ترتیب وار جوڑ کر ہتیار بناتا ہے، اس سے اٹھنے بیٹھنے جھکنے کی کافی مشق ہوتی ہے۔

بچوں کا مفہوم سمجھانے کے لئے دس چھوٹی بڑی سلاخیں دی جاتی ہیں اور ان میں سے نصف سرخ اور بقیہ نصف نیلے رنگ سے رنگی ہوئی ہیں، اگر ان سب کو جما کر بچے سے کہا جائے کہ سلاخوں کو رنگ کے لحاظ سے یکے بعد دیگرے جوڑا جائے تو بچہ خود اس کام کو دلچسپی سے کرے گا۔ اس سلسلہ میں حساب کی اساسی تعلیم یعنی گنتی وغیرہ کی تعلیم دی جاسکتی ہے۔

اسی طرح دیگر حواس کی بھی تربیت تیار کردہ آلات کی مدد سے کی جاتی ہے اس کے علاوہ کپڑے پہننے، اتارنے، گنڈیاں لگانے، جوتوں میں ڈوریاں ڈالنے، باغبانی کرنے، درختوں کو پانی دینے اور پالتو جانوروں کو چارہ کھلانے سے کافی جسمانی ورزش کی تعلیم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بچہ میں خاص عضویاتی ترقی بھی ہوتی ہے۔ اس نظام تعلیم میں بچوں کو انعامات وغیرہ کچھ نہیں دئے جاتے اور نہ ان کو

سزا دی جاتی ہے، کیونکہ ڈاکٹر موصوفہ کا خیال ہے کہ اگر انعامات دیئے جائیں تو بچے انعام کی خاطر کام کریں گے اور ہمارا منشا کام کی خاطر ہے، سزا سے بچوں میں ایک قسم کا اخلاقی انحطاط پیدا ہو جاتا ہے اسی لئے وہ اس کو بھی ناپسند کرتی ہے، درست بھی یہی ہے۔ کیوں ہم بچوں سے اس طرح غافل رہیں کہ بچے ایسا کام کریں کہ جن کی وجہ سے اس کو سزا دینے کی ضرورت لاحق ہو؟

اگرچہ مانٹی سوری نظام تعلیم ایک بڑی حد تک پسٹالوزی اور فروبل کے اصولوں سے ملتا جلتا ہے تاہم بعض نقاط نظر کے لحاظ کرتے وہ بالک گھر سے کسی قدر مختلف ہے، جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے مانٹی سوری نظام بالک گھر کی طرح اجتماعی تعلیم پر زور نہیں دیتا بلکہ انفرادی کی تائید میں ہے تاکہ بچوں کے اندر خود اعانتی اور خود سعی پیدا ہو جائے ان بچوں کے گھر کے نگرانکار کے فرائض بالک گھر کے نگرانکار سے مختلف اور زیادہ اہم ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ اس کو ہر بچہ پر خاص طور سے نظر رکھنا، ان کی مدد کرنا اور ان کے لئے کام تجویز کرنا پڑتا ہے، چنانچہ جب مانٹی سوری نے روم میں اپنا پہلا مدرسہ کھولا تھا تو اس کو سارا سارا دن بچوں کے ساتھ رہنا پڑتا تھا کیونکہ وہ کہتی ہے کہ غریب بچوں اور بالخصوص مزدوروں کے بچوں کے لئے تعلیم کا وقت گرما میں صبح ۸ تا شام ۶ اور سرما میں صبح ۹ تا شام ۵ ہونا چاہیئے، اس اثنا میں ان کو ایک گھنٹہ کامل آرام دینا یا سلا دینا ہی بہتر ہوگا۔ اگر تعلیم کے اوقات اتنے طویل ہوں تو لازمی طور پر نگرانکار کے فرائض سخت مشکل ہو جائیں گے

دوسرا امتیازی فرق یہ ہے کہ بالک گھر میں تخیل کی خاصی تربیت ہوتی ہے اور تعمیری کام کم ہوتا ہے، بالکل برعکس حال مانٹی سوری نظام میں ہے، اگرچہ کہ اس میں بھی تخیل کی تربیت ہوتی ہے لیکن اس میں تعمیری اور عملی کام پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، ایک اور فرق جیسا کہ اوپر کہیں بیان کیا جا چکا ہے یہ ہے کہ اس میں آزادی زیادہ دی گئی اور بالک گھر میں کم۔ بہر حال ان دونوں میں بالکل تضاد نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے کے اصول ملتے جلتے ہیں

تعین کیا جاتا ہے۔ اس قسم سوم کے مدارس آباد قصبات میں رہنے کی وجہ آباد و معمور ہیں مگر تعداد کے سوال سے کسی کو بھی اطمینان نصیب نہیں اس لئے سررشتہ سے مودبانہ یہ گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو تعلیم کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہئے اب تعلیم کی نسبت غور فرمائے ہائی سکول سے لے کر تحتانیہ مدارس کے طبقہ تحتانیہ تک ایک ہی نصاب تعلیم مقرر ہے دیہاتی مدرسین کو دو دو تین تین جماعتوں کا کام کرنا پڑتا ہے ایسی صورت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ جملہ مضامین کی تکمیل کر کے وہ اپنے کو باقاعدہ مدرس ثابت کریں۔

اسی وجہ تنقیح میں ان کا کام لایق پسندیدگی ثابت نہیں ہو سکتا اور وہ کچھ نہ کچھ مالی نقصان اٹھاتے رہتے ہیں۔ ہمارے مدارس کی تنقیح زیادہ تر ناظر صاحبوں کے معاینوں پر موقوف ہے اور ان ہی کی رپورٹوں پر سرسبزی بہتری کا دار و مدار ہے اس لئے صاحبان موصوف سے دست بستہ یہ گزارش کیجاتی ہے کہ بزمانۂ دورہ اصلاح مدارس اور توفیر طلبہ کے اصول کی تبلیغ فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں تو ممکن ہے کہ یہ طریقہ کچھ مفید ثابت ہو۔ صرف ایکدن کا معاینہ کیا کسی مدرسہ کی خرابیوں کو دور کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ غرض یہ کہ ناظر صاحبان کو بھی جو اپنے حلقہ کے مدارس کے آباد و غیر آباد ہونے کے ذمہ دار ہیں اصلاح مدارس و ازدیاد تعداد طلبہ کی نسبت جد و جہد کرنی ضروری ہے۔

مدارس تحتانیہ کا دوسرا رخ

المعلم ماہ شہریور ۱۳۴۰ف کے شذرات میں عنوان بالا پر نوٹ دیکھ کر اصل مضمون ماہ دے ۱۳۴۰ف کے رسالہ میں دیکھا جناب مدیر صاحب نے جن باتوں کو مبالغہ آمیز فرمایا ہے وہ باتیں در اصل بالکل سچ ہیں اس ضمن میں مزید بران ابھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ چشم پوشی کے خیال سے بعض خود اپنے عیوب کو پوشیدہ رکھنے کی

وجہ سے اور بعض اس ڈر سے کہ دوسروں کے عیوب لکالنا خود اپنی کمزوریوں کو منظرِ عام پر لانے کی دعوت دینا ہے، ناگفتنی باتوں پر گفتگو کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

تعداد طلبہ | تعداد طلبہ کے متعلق یہ امر واقعہ ہے کہ ماہ امرداد سے اساتذہ کو اضافہ کرنے کا نوٹس مل جاتا ہے، ضلع کے مدارس کے معائنہ کنندہ افسران کی بڑی حد تک اپنی توجہ صرف اضافہ تعداد پر مرکوز رکھتی ہے نقشہ تختہ جات کے معنی صرف یہ سمجھ لیے گئے ہیں کہ جہاں تختہ وصول ہو جواب میں کمی تعداد پر افسوس کرکے اضافہ کی کوشش پر توجہ دلائی جائے۔

بعض اضلاع میں دفاتر ناظران سے حلقہ متعلقہ کے تمام مدارس کے کمی و بیشی تعداد کے تختہ جات طلب کیے جاتے ہیں، ماہ شہریور کے بعد بھی اگر اضافہ نہ ہو تو برآیندگی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے لوکل فنڈ مدارس یا تحتانیہ مدارس کے مدرسین دیہات میں اتنا رسوخ کبھی حاصل نہیں کرسکتے کہ دیہاتیوں کو اس بات پر راضی کرلیں کہ ان کے بچے کھیتوں میں کپاس چننے کے بجائے مدرسہ میں آکر اُن کے نزدیک وقت ضائع کریں۔

موجودہ تعلیم اور تعداد طلبہ | اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ موجودہ مروجہ نصاب دیہات کی ضروریات کے بالکل منافی ہے۔ دیہاتیوں کے بچے پڑھ لکھ کر فیشن ایبل بن جاتے ہیں، موروثی پیشوں کے اختیار کرنے کے قابل نہیں رہتے، مانگ پٹی کی عادت سے زراعت جیسا محنت طلب کام کرنا دشوار ہو جاتا ہے، فٹ بال کھیلنے اور انگریزی کے چند جملے یاد کرنے کے بعد گنوار کا بیٹا اپنے کو عزیز و اقارب سے بالاتر سمجھتا ہے۔ یہ نقص اعلیٰ تعلیم میں اور بھی اعلیٰ نمونہ پر پایا جاتا ہے۔

اس مغالطہ سے انفرادی نااہلیت کے ساتھ ساتھ طریقہ تعلیم نصاب تعلیم اور تعلیمی فضا کی خرابی پر بھی روشنی پڑتی ہے پہلے زمانہ میں اعلیٰ تعلیم صرف وہ لوگ

حاصل کرتے تھے جن ۔ اس کی مقدرت ہوتی تھی، اب ہر شخص تعلیم تعلیم کرتا ہے
اور تعلیم کے معنی یہ سمجھتا ہے کہ مدرسوں میں شریک ہو کر انگریزوں کی انگریزی پڑھے
اور انگریزوں کے رسم و رواج انگریزوں کی معاشرت کا علم اس طرح حاصل کرے کہ
اس کی خوبیاں جان کر ہر دوسرے ملک کی تہذیب و معاشرت سے اس کو افضل تر
سمجھے طریقہ خیال اور طریقہ ادا بھی انگریزوں کا اختیار کرے۔

جب ہر کس و ناکس تعلیم حاصل کرے اور تعلیم بھی وہ جو سات سمندر پار کی ہے
جو ہماری مقامی ضروریات اور خواہشات کے مدنظر نہیں دی جاتی بلکہ جو مصلحت کے
مدنظر ہیں حاصل کرنی پڑتی ہے تو پھر کیا تعجب کہ آسمان کا کونہ زمین سے ملا دکھائی
دے اور قیامت کی نزدیکی کے آثار نظر آئیں۔

آج کل تعلیم عام ہو گئی، تعلیم مفت ہو گئی تعلیم لازمی ہو گئی، مدارس شبینہ جاری
ہو گئے مدارس بالغان بھی شروع کر دئے گئے یہ سب کچھ ہوا مگر اس جانب بھی کسی نے
غور کیا کہ حقیقت کو حقیقی طور پر دیکھیں اور سچائی کی برہنہ تصویر دیکھ کر مکدر نہ ہوں بلکہ غور
و فکر کریں دیہاتی گنوار جب اپنے بیٹے کو کپاس چننے کے واسطے بھیجنا چاہتا ہے تو
کیوں مدرسہ تحتانیہ کا مدرس اُسے مدرسہ آنے کی ترغیب دے۔ پھر اگر طلبہ کی تعداد
کم ہو تو افسران متعلقہ بے گناہ مدرسین کی حلال کی کمائی اور محدود آمدنی کو گھٹا کر ناقابل
معافی جرم کے مرتکب کیوں ہوں اور کیوں اپنی ساری کارگزاری تعداد طلبہ کے اضافہ پر ہی
منحصر رکھیں اور کیوں سررشتہ تعلیم کارگزاری کے معیار کو ہی تبدیل نہ کر دے بہرحال
یہ وہ چیزیں ہیں جن پر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کی ضرورت ہے۔

تعلیم کی عمدگی کا اثر تعداد طلبہ پر۔ مگر یہ امر واقعہ کہ اگر اساتذہ صاحبان کا طریقہ تعلیم اچھا ہے اگر صدر
مدرس منتظم اور وقت کا پابند ہے اگر وہ مددگاروں سے کام لینا
اور طلبہ سے سلوک کرنا جانتا ہے تو مدرسہ کی موجودہ تعداد میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا

مگر ہر چیز کی ایک حد ہے یہ مسلمہ اصول ہے کہ اگر قوت سے زیادہ کام کیا جائے تو کارکردگی گھٹ جائے گی تعداد کا اضافہ اس حد تک ہو سکتا ہے جس حد تک تعلیم اچھی ہوگی ضبط و انتظام اچھا ہوگا، اگر باوجود اس کے بھی اضافہ تعداد میں کوشش کی جائے اور گشتیات اضافہ تعداد کے واسطے وصول ہوتی رہیں، اگر اب بھی کارگذار مدرسین پر حرف گیری کی جاتی ہے اگر اب بھی برآیند گی اور جرمانہ کا عمل جاری رکھا جائے تو اساتذہ صاحبان کی بے چارگی قابل رحم ہے ضبط و انتظام کی خوبی اور تعلیم کا معیار مقررہ پر رہنا دشوار ہے اور ان سب باتوں کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ردعمل کا آغاز ہو جائے اور طلبہ کی تعداد بجائے بڑھنے کے گھٹنے لگے۔

ان حالات میں اساتذہ کو اپنے ہوش و حواس قائم رکھنا محال اور توازن دماغی کا برقرار رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ لہذا ان دشواریوں کے حل کی تلاش بے جا ہوگی۔ یہ حالات فرضی و قیاسی نہیں سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے ان کو ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا، بلکہ چھ سالہ تجربہ کی بنا پر ایک سے زیادہ اضلاع اور ایک سے زیادہ صوبوں کے حالات و واقعات معلوم کر کے لکھا گیا ہے۔ اور جو کچھ بیان ہوا ذاتی مشاہدہ و تحریر کی بنا پر ہے نیز واقعات جو معلوم ہیں اگر ان کی مثالیں دے کر بیان کیا جائے تو سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوں گے۔ کہ کس طرح اساتذہ صاحبان طلبہ کی تعداد میں اضافہ کے واسطے کوشاں رہتے ہیں اور کس طرح ان کے ساتھ تدارک کیا جاتا ہے۔

معائنہ کے وقت تعداد طلبہ۔ اساتذہ کی پریشانیوں میں اس وقت دہ چند اضافہ ہو جاتا ہے جب کسی معائنہ کنندہ افسر کی تشریف فرمائی کی خبریں ان کے کانوں میں پڑتی ہیں طلبہ کی موجودہ تعداد کی تعلیمی حالت اطمینان کے قابل نہیں ہوتی اگر اور اضافہ کیا جائے تو یہ حالت اور خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے مگر کارگذاری کا

اور ایک کے اچھے اور سود مند طریقے دوسرے میں نہایت کامیابی کے ساتھ استعمال میں لائے جاسکتے ہیں اور اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو مانٹی سوری نے فروبل کے اصول تعلیم کو بہت وسیع معنی میں عملی جامہ پہنایا ہے۔

مدارس تحتانیہ کا دوسرا رُخ

ماہ دے اور مہر ۴۲ ف کے رسالہ جات المعلم میں مدارس تحتانیہ کے مبحث پر دو مضامین شائع ہوئے ہیں جن میں ایک حد تک ازدیاد تعداد طلبہ کے تشدد کی نسبت ہی اپنے معزز سررشتہ کی توجہ عالیہ مبذول کرائی گئی ہے میں اپنے نزدیک خیال کرتا ہوں کہ یہی نظریہ غالباً مضمون نگار صاحبان کے پیش نظر رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اضافہ تعداد سررشتہ کا ایک بہترین مقصد ہے مگر یہ مسئلہ مدرسین مدارس تحتانیہ کے حق میں میں اپنے تجربہ کی حد تک کہوں گا کہ مفید ثابت نہیں ہو رہا ہے سچ پوچھو تو اس سے ان کے عزو وقار میں کمی ہوتی جارہی ہے۔ صدر مدرس صاحب کی یہ نوٹس ہوتی ہے کہ مددگار صاحبان طلباء میں اضافہ نہ کریں تو ناکارگزاری کی رپورٹ کردی جائے گی مہتمم صاحب و ناظر صاحب کی یہ سختی کہ اتنی تعداد جماعتوں اور مدرسے میں ہونی چاہیئے ورنہ الونس صدارت برآیندہ کیا جائے گا۔

غور کرنے پر ظاہر ہے کہ آبادی مدرسہ کو ان ہر دو سوالات سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ مددگار صاحبان اپنی کارگزاری بتانے کے لئے من مانے بچوں کو شریک کیا کرتے ہیں خواہ ان کی حاضری اطمینان بخش رہے یا نہ رہے صدر مدرس صاحب الونس صدارت کی خاطر ہر مہینہ عالیجناب مہتمم صاحب کے حسب ہدایت اوسط حاضری

نکال کر ماہانہ پیش کر دیتے ہیں خواہ روزآنہ اُس کے نصف ہی کیوں نہ حاضر رہیں جب کبھی ناظر صاحب یا مہتمم صاحب کی تشریف آوری کی کیفیت معلوم ہوئی تو اِدھر حاضری درست رکھنے کی فکر شروع کی جاتی ہے بعض اوقات ایسے اسباب پیش آتے ہیں کہ اوسط میں فی الحقیقت کمی واقع ہوجاتی ہے ایسے مواقع پر اچانک معائنہ ہو تو مدرسین کی پریشانی میں اور بھی زیادتی ہوجاتی ہے غرض اِضافہ تعداد کا مسئلہ پریشان کُن ضرور ہے اور اس کو صدر مدرسین کے الونس سے آج کل قریبی تعلق ہوگیا ہے اور جب تک کہ سالم الونس کی اجرائی کا انحصار تعداد جماعات اور مقررہ اوسط حاضری پر رہے میں دعویٰ سے کہوں گا کہ مدارس تحتانیہ کی اصلی تعداد ظاہر نہیں ہو گی جہاں تک اس ناچیز کا خیال ہے الونس صدارت دفتری کام کاج اور عہدہ صدارت کے ایک اعزاز کے مدنظر رکھا گیا ہے لہذا اس کی اجرائی جماعتوں کی تعداد اور اوسط حاضری پر موقوف نہیں رہنی چاہیئے۔

ہم سررشتہ کے احکام کو سر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں اُس کا مقصد اضافہ طلبار نہایت مُبارک ہے آج ہماری سرکار ابد قرار تعلیمات پر اسی لاکھ روپیہ صرف کر رہی ہے اور قریے قریے میں مدارس قائم کی ہے جس کا مقصد عظیم یہی ہے کہ ملک سے جہالت کی تاریکی دور ہوجائے اور تعلیم یافتوں کی تعداد میں خاطر خواہ ترقی ہوتی جائے ایسی صورت میں ہمارے معزز سررشتہ کا یہ دریافت کرنا کہ ایک سال کی مدت میں طلبار کا اضافہ ہوا یا نہیں بصورت اولی کس قدر بالکل حق بجانب ہے۔ اور اس کا یہ توقع کرنا کہ دن بدن پڑھنے والوں کی تعداد میں کس قدر ترقی ہوئی ہے۔ بالکل بجا ہے۔ مگر افسوس کہ دیہاتیوں کی حالت عرض نہیں کرسکتا محض ان کی لاپروائی و تغافل شعاری بدشوقی اور عدم دلچسپی کا باعث ہے کہ مدارس غیر آباد ہیں دیہاتیوں کے پیشے اور ان کے کاروبار انہیں اتنی فرصت نہیں دیتے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا کچھ خیال کریں اور موجود

اوقات تعلیم کی پابندی کرائیں۔ عام طور پر طبقۂ مزارعین تو بالخصوص میں طرۂ امتیاز رکھتا ہے دیگر کاروبار اور پیشہ ور لوگ اس کے بعد ہیں مدرسین دنیا بھر کی تفہیم کرتے ہیں کہ ایک چھوٹے سے مقام پر تمہاری اولاد کی درستی کے لئے سرکار اتنا پیسہ خرچ کرتی ہے مگر وہ بندے کچھ ایسے ہیں کہ جن کے کان پر جوں تک نہیں چلتی اور صاف یہی جواب دیتے ہیں کہ کیا ہمیں پڑھا لکھا کر نوکری کروانا ہے غرض ایسے مجبوریاں پیش آتی ہیں کہ جن سے ہمیں حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔

فی زمانہ معاشی تکالیف کی زیادتی نے اس میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے اور تعداد کا مسئلہ دن بدن اہم ہوتا جا رہا ہے پچھلے دنوں جب کہ ۱۹۲۵ء میں تنظیم جدید کے تحت مدارس تحتانیہ کا افتتاح عمل میں آیا اسوقت کسی مدرسہ کو تحتانیہ بنانے کے لئے (۸۰) درج رجسٹر اور (۶۰) کی اوسط حاضری کافی سمجھی گئی اور جدھر دیکھو ادھر دھوم مچ گئی تھی ہر مقام کے مدرسین کو ترقی کی ہوس میں یہی فکر دامنگیر ہوئی کہ کسی صورت سے تحتانیہ بنا کر نئے گریڈ حاصل کریں کئی امدادی مدارس تک یکدم تحتانیہ بنائے گئے اور اسوقت ان کے کامیابی سے چلنے کا ایک زبردست ذریعہ (امتحان تحتانی) تھا یہ امتحان دیہاتیوں کے حق میں مڈل سے پست نہیں تھا ویسے وقت ہمارے تحتانیہ مدارس تعداد مذکورہ سے ترقی نہیں کر سکے تو آج کل جب کہ تحتانیہ امتحان برخاست اور معاشی حالات کی تنگیوں نے ناک میں دم کر دیا ہو تو کیا مدارس آباد ہو سکتے ہیں خدا ہی حافظ ہے۔ ان حالات کے لحاظ سے جبری تعلیم کا انتظام ہو جائے تو مدارس خود بخود آباد ہو جائیں گے اور مدرسین کا عزو وقار بھی قائم و برقرار رہے گا۔

اکثر دیہاتی مدرسین روزآنہ اضافۂ تعداد کی نسبت گشت لگا لگا کر اپنے پوزیشن کو اس قدر گرا دیتے ہیں کہ مجھے اس کے عرض کرنے سے عار آتا ہے اور جب اس کی نسبت یہ کہا جائے کہ ایسے تدابیر استعمال میں لائی جائیں کہ جن سے پوزیشن پر کسی قسم کا

بُرا اثر نہ پڑنے پائے تو اس کے جواب میں یہی جواب ملتا ہے کہ کوئی مدبر کارگر نہیں ہے میں اس کا شدت سے مخالف ہوں۔ مدرس کو کامیاب مدرس یا صدر مدرس بننے کے لئے مقامی حالات کے مدنظر ایسی پالیسی اختیار کرنی چاہیئے کہ پبلک میں اس کی شخصیت نمایاں ہو اور وہ مقامی کسی قسم کے جھگڑوں وغیرہ سے احتراز کرکے اپنے مدرسہ کی حالت سنوارنے کی نسبت مع اسٹاف سعی وکوشش کرے اور غیر معمولی طور پر تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری رکھے تو ممکن ہے کہ مدارس کی حالت درست ہو جائے اور مدرسین کا عزّ و وقار پبلک میں قائم رہے۔ مدرس کو اول اثر پیدا کرنا چاہیئے بغیر اس کے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا میرے ہم مدرسہ وہم پیشہ بھائی ضرور اس کی مخالفت کریں گے لیکن میں ان کی خدمت میں دست بستہ یہ عرض کرتا ہوں کہ یاس و ناامیدی اور پستی کو پاس پھٹکنے نہ دیں اور صبر و استقلال سے کام کریں تو انشاء اللہ ضرور کامیابی ہوگی۔ اب بھی اگر تعداد میں ترقی نہ ہو تو عہدہ داروں پر خود بخود ظاہر ہو جائے گا کہ ترقی مدرسہ کے راہ میں کون کون موانعات حائل ہیں اور مدرسین کس حد تک اس کے ذمہ دار ہیں۔

یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ پندرہ سالہ پیشتر جدید اسکیم (۶۰) کی اوسط حاضری اور (۸۰) کے معیار پر نافذ ہوا۔ اب اگر سررشتہ (۸۰) حقیقی اوسط اور (۱۰۰) تعداد کی نسبت تشدد کرے تو میں کہوں گا کہ کوئی سختی نہیں اس مدت میں زمانہ کیا سے کیا ہو گیا ہمارے ملک میں اتنی ترقی نہیں ہوئی ہے تو خیال فرمائے کہ تقریباً پون کروڑ مصارف کا کیا نتیجہ نکلا ہمیں یہ چاہیئے کہ راستی سے کام کریں اور فرضی تعداد سے دہوکا نہ دیں تو وہی مدرسہ کی حقیقی ترقی کہلانے کے لئے بس اور کافی ہے۔

بالعموم مدارس تحتانیہ تین قسم کے ہیں اول وہ مدارس جن میں تین اساتذہ کام کرتے ہوں دوم وہ جہاں چار یا پانچ معلمین کارگزار ہوں سوم وہ مدارس جن میں آٹھ نو یا اس سے زائد اساتذہ کام کرتے ہوں ہر مدرسہ کے لئے اس کی حیثیت کے لحاظ سے تعداد کا

معیار چونکہ صرف طلبہ کی زیادتی ہے اس لئے چار و ناچار، غریب اساتذہ کو گھر گھر جانا پڑتا ہے، بعض اوقات ترغیب و تحریص کے واسطے وہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے جو ایک خوددار مدرس کے واسطے عام طور سوہان روح ہوتا ہے یہ چند روز بالکل اُمید و رجا کی حالت میں گذرتے ہیں اگر طلبہ فراہم ہو گئے تو بیڑا پار ورنہ کشتی منج دھار میں غرق ہو جاتی ہے۔ گنواروں کے بھرے مجمع میں زجر و توبیخ کے علاوہ جرمانہ برآیندگی اور شکستگی گریڈ کا یقین ہو جاتا ہے بسا اوقات بہت سے برگشتہ قسمت افراد مدرسی جیسے شریف ترین پیشہ میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو ان تمام سزاؤں کے بہ یک وقت مستحق سمجھے جاتے ہیں،

"مدرسہ تحتانیہ کے تجربہ کار مدرس" صاحب کا یہ فرمانا کہ اکثر بچوں کو کسی خانگی مدرسہ سے لاکر بٹھادیا جاتا ہے معائنہ کنندہ افسر کی حد درجہ سادہ لوحی ظاہر کرتا ہے یا پھر مدرسین کے انتہا درجہ چالاک و فریب کار ہونے پر، دلالت کرتا ہے، اور فی زمانہ ایسی ہر دو مثالیں ناپید ہیں، بلکہ طلبہ کی وہ تعداد بھی جو برابر حاضر مدرسہ رہتی ہے بعض دفعہ معائنہ کنندہ افسر کی ذراسی ناخوشی کے باعث ناقابل شمار ٹھیرتی ہے، اور اُس قیافہ شناسی کے دعویٰ پر جس میں افسر متعلقہ کو ید طولیٰ حاصل ہے خارج از مدرسہ تصور کرکے درج رپورٹ کیا جاتا ہے، اور پھر وہی سزائیں عائد کی جاتی ہیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے،

بلدہ کے فلک بوس مدارس کے اساتذہ ان باتوں کا تصور بھی نہیں کرسکتے جہاں رخصتوں کے زمانہ میں وقتیہ کام انجام دینے کے واسطے بھی متعدد اساتذہ مامور ہوں جہاں ہر مضمون کا ماہر فن موجود ہو۔ جہاں مدارس کے پرنسپال صاحبان ماتحت نواز اور رحم دل ہوں جو غریب مدرسین کی ضروریات کو اپنی ضروریات تصور کرتے ہیں وہاں یہ باتیں ذرا مشکل سے ہی ذہن میں سمائیں گی بہر حال اگر کسی صاحب کو

کسی بات میں ذرا بھی شبہ ہو تو موصوف کی خدمت میں اضلاع کے کسی تحتانیہ مدرسہ میں تبادلہ کرا لینے کی سفارش کی جاتی ہے کہ سچ جھوٹ کھرے کھوٹے کی پرکھ بذات خود کی جا سکے نیز یہ حالات اضلاع کے فوقانیہ اور وسطانیہ مدارس میں بھی اُس خوبی کے ساتھ سمجھ میں نہیں آسکتے جس عمدہ طریقہ پر تحتانیہ مدارس میں سمجھ میں آسکتے ہیں۔

امتحانات کی موقوفی کا اثر تعداد طلبہ پر۔

امتحانات کی برخاستگی سے رعایا کے تعلیمی ذوق و شوق میں بہت کمی ہو گئی ہے اور دیہاتی مدارس کی حالت ناگفتہ بہ نظر آتی ہے اب اس حالت میں مزید اضافہ مڈل کے امتحان کی برخاستگی سے ہوا، دراصل دیہات میں رعایا کو رائج الوقت تعلیم کی ایسی خواہش نہیں جیسا کہ عام طور پر اعلیٰ تعلیمی حلقوں میں سمجھا جاتا ہے۔ جن اضلاع میں طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہوا یا مدارس کی تعداد بڑھ گئی اگر تحقیقات کیجائے تو معلوم ہوگا کہ طلبہ کی تعداد فرضی ہے۔ مدرسہ کو جانے دیجئے۔ درج رجسٹر طلبہ کا وجود خود گاؤں میں بھی مشکل ہی سے ملے گا، مدارس سرے سے غائب نظر آئیں گے بسا اوقات مدرسہ کی عمارت میں صرف ایک مدرس چند رجسٹرات و کاغذات لئے بیٹھا ہو گا کیا اسی کا نام مدرسہ ہے۔ کیا سرکاری رقم کا یہ مصرف بے جا نہیں یہ اور ایسی بہت سی باتیں درجہ غور و فکر کی محتاج ہیں۔

اصل واقع یہ ہے کہ معلوم نہیں کس طرح بہر حال یہ تخیل قائم ہو گیا ہے کہ طلبہ کی تعداد میں اور اس کے ساتھ مدارس کی تعداد میں اضافہ کارگزاری شمار ہوگا ایک حد تک یہ امر جائز اور واقعی کارگزاری متصور ہونا چاہیئے مگر جو چیز حد سے گزر جائے ناقابل برداشت اور مضر ہو جاتی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ طلبہ کی تعداد کا صحیح معیار قائم ہو حقیقی اور واقعی فائدہ رساں باتوں کے حصول کے لئے کوشش کیجائے! طلبہ اور مدارس کی مشتہرہ تعداد کی وجہ سے ملک کی فلاح و بہبود میں زمین آسمان کا فرق ہو جانا چاہیئے تھا مگر تعجب کی بات ہے کہ دیہات اور دیہاتیوں کی حالت ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھی

حسن تعلیم کی عمومیت کا ادعا کیا جاتا ہے وہ دیہات والوں کے معدہ نے بالکل ہضم نہیں کی اس طرح فائدہ کی بجائے نقصان ہوا اور سرکار کی رقم الگ ضائع گئی۔

شذرات

جلسہ مدرسہ تحتانیہ قصبہ چمن چور تعلقہ چنچولی ضلع گلبرگہ شریف۔ سالگرہ مبارک سلطان دکن زیر صدارت مسٹر ونیکٹ راؤ صاحب مقدم پولیس بتاریخ ۱۸ دے ۱۳۴۱ف بروز پنجشنبہ منعقد ہوا۔ بعد حمد و ثنا جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ جملہ باشندگان قصبہ ہذا شریک جلسہ تھے۔ مدرسہ و صحن مدرسہ کو رنگین کاغذ و نقشہ جات سے آراستہ کیا جا کر جدید نصاب کے بموجب دستی مشاغل کے اشیا و دیگر مصنوعی چیزوں سے مختصر نمائش کا بھی انتظام کیا گیا تھا جس سے مدرسہ کی رونق دوبالا ہو گئی تھی۔ غرض حسب پروگرام مولوی سید ستان علی صاحب سوداگر مسٹر سرینواس راؤ صاحب منشی ٹپہ ونارایں راؤ صاحب پٹواری کرم نگر سلطان دکن کے اوصاف وملکی انتظام و بیدار مغزی پر پُر تاثیر تقریریں کیں۔ دو کمسن لڑکیوں نے "دیہات کی صفائی" پر مکالمہ کیا جس سے حاضرین جلسہ پر گہرا اثر پڑا۔ اس کے بعد احقر صدر مدرس نے خسرو دکن کے اوصاف آصف جاہی خاندان کے مختصر تاریخی حالات بیان کرتے ہوئے مولوی محمد ابراہیم صاحب تلمیذ کی مرتبہ دعائیہ نظم پڑھا۔ تمام حاضرین جلسہ جوش مسرت میں آمین آمین کی صدائیں بلند کئے جس سے جلسہ میں ایک خاص پُر لطف کیفیت پیدا ہوئی جناب صدر نشین صاحب نے رعایا پر ولی نعمت کے حقوق، اوصاف سلطانی پر تقریر کی۔ اور اپنے دست مبارک سے طلبا مدرسہ کو انعامات تقسیم فرمائے۔ بعد دعا اعلیٰ حضرت شہریار دکن و شہزادگان بلند

اقبال کی ترقی عمر و اقبال جاہ جلال برخاست ہوا۔

یوم پنجشنبہ بتاریخ ۱؍ دے ۱۳۴۲ف بھی صفحۂ ہستی پر ایک نایاب اور خوشی سے بھرا ہوا دن نظر آیا چنانچہ مدرسہ تحتانیہ ویلیر تعلقہ ورنگل میں منجانب اسٹاف مدرسہ وخصوصاً طلبائے مدرسہ کے جانب سے بڑی شان وشوکت سے اپنے آقائے نامدار کا سالگرہ منایا گیا۔ جو قاصر تحریر ہے۔ جس میں طلبائے مدرسہ نے بڑی عجز و نیاز سے بعد حمد خوانی باری تعالیٰ کے سرکار فیض آثار کا سپاسنامہ نہایت ہی خوش لہجگی سے ادا کرتے ہوئے ہاتھوں میں انواع واقسام کے رنگارنگ جھنڈیاں و بیانڈ کے ساتھ گھوم کر میدان کھیل میں اسپورٹس کرایا گیا۔ قریب ۳ بجے کے جلسہ کی انعقاد مقرر ہوئی جس میں جناب مولانا مولوی محمد صدیق صاحب صدر نشین گردان کر جلسہ کے شیرازہ کو مستحکم کیا۔ بایں تسلسل و دیگر حضرات چنانچہ جناب مسٹر کے۔ رام چندرم صاحب صدر مدرس مدرسہ جناب مولوی محمد برہان الدین صاحب مددگار مدرسہ جناب مولوی محمد عمر صاحب ڈاکٹر (بزبان اردو) وجناب مسٹر ویشو یشوارراو صاحب سکریٹری وجناب مسٹر گڈی کندر و نیکٹیا صاحب وجناب مسٹر سامیا صاحب مددگار مدرسہ (بزبان تلنگی) نے نہایت ہی تمکنت کے ساتھ ہمارے حضور پر نور کی سالگرہ کی خوشی منانے میں کوئی دقیقہ اظہار مسرت کا باقی نہ رکھا۔ ازاں بعد دعائے عمر و اقبال شہزادگان بلند اقبال کی ترقی کے لئے دعا بدرگاہ معبود اکبر مانگی گئی۔ من بعد طلباء کو تمغہ جات نقروی و دیگر اشیاء کی انعامی تقسیم عمل میں آئی نیز جمیع طلباء کو شیرینی تقسیم کیگئی و معززین حضار جلسہ کو ٹی پارٹی سے تسکنت دی جاکر جلسہ کا اختتام کیا گیا فقط۔

قواعد

(۱) یہ محض تعلیمی رسالہ ہے جس میں تعلیم کے مختلف شعبوں کے متعلق مضامین درج ہوں گے سیاسی مضامین شریک نہ کئے جائیں گے۔

(۲) یہ رسالہ ہر ماہ فصلی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا۔

(۳) پرچہ وصول نہ ہو تو ہر ماہ فصلی کی ۲۵ تاریخ تک خریدار صاحبان بحوالہ نمبر خریداری مطلع فرمادیں

(۴) جو مضامین ناقابل تصور ہوں گے انکی واپسی خرچہ ڈاک کی روانگی پر منحصر ہوگی۔

(۵) اس رسالہ کی قیمت سالانہ (۸ عہ) مع محصول ڈاک ہے جو پیشگی لی جائے گی۔

(۶) نمونہ کا پرچہ چھ آنہ کے ٹکٹ وصول ہونے پر ارسال کیا جائے گا۔

(۷) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ وصول ہونا چاہیئے ورنہ ادائی جواب میں مجبوری ہوگی

(۸) اجرت طبع اشتہارات درج ذیل ہے۔ رقم وصول ہونے پر اشتہارات طبع کئے جائیں گے

تعداد مدت	صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک بار	عہ	صہ ۸ر	سے ۸ر
سہ بار	ءعہ ۸ر	للرعہ	ہمہ ۸ر
ششماہ	للعہ	ءعہ ۸ر	ءعہ
سالانہ	ءعہ	للعہ	ءعہ ۸ر

(۹) جملہ مراسلت و ترسیل رقوم منی آرڈر وغیرہ پتہ ذیل پر ہونا چاہئے۔

دفتر رسالہ المعلم

سیف آباد حیدر آباد دکن

विषेश सवलत.

ग्रंथ कर्त्यांचा इच्छेनुरूप व लोकांच्या अग्रहास्तव आही (लिथो) छापण्याचे काम मोठ्या प्रमाणावर चालू ठेवल्या शिवाय टाइप उर्दु, इंग्लीश, तेलगु, मराठी, हिंदी पांचही भाषेंतील पुस्तक वगैरे, आणि प्रत्येक प्रकारच्या ब्लाकची छापण्याची सोय उत्तम काम जाणणाऱ्या लोकांच्या देखरेखी खाली केली आहे. एकवेळ आडर देऊन अनुभव घ्यावा.

व्यवस्थापक

सयद अब्दुलखादर मालक,

आजीम स्टाम प्रेस चारमीनार

సంతోషసమాచారం

సమస్తమైన విద్యావంతుల యొకట—విన్నపములు వారివారి యిష్టప్రకారం మేము వారిపైయిన వ్రాయబడు అచ్చుములు మంచిగా చాయబడియేటాళ, టయిపు, వుర్దూ, యిరి యింగ్లీషు, మరేటి, తెల్గు, హింది, అయిదు భాషల యందు మంచి పుస్తకములు మరియును తీరుతైన బిలా-కులు, అచ్చువేయుడమువకు, మంచివనివారితో సిద్ధపరచి యున్నాము వకసారిమీరు చూచినట్టుఅయితే మీరకు బాగుగా తెలుసుతుంది.

యిట్లు

సయ్యదు అబ్దుల్ ఖాదర్

మాలిక—ఆజంయిష్టీం ప్రెస, చారమీనార హైదరాబాద దక్షిణ.

THE

AZAM STEAM PRESS

CHARMINARHYDERABAD DN.

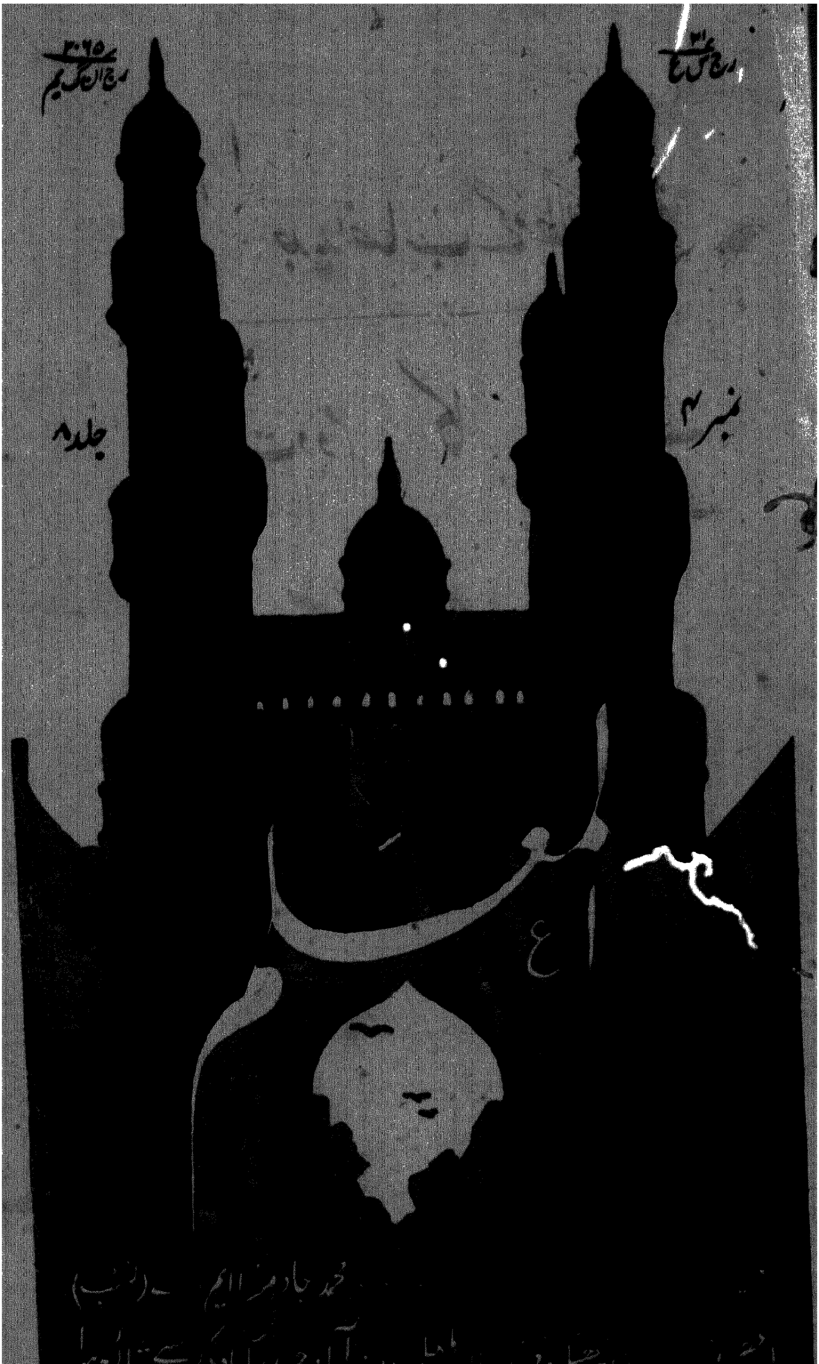
جلد ۸
نمبر ۴
حیدرآباد دکن سے شائع ہوا

جدید نصاب کے مُطابق

جماعت دوم کا جغرافیہ

بچّوں کا جغرافیہ

مرتّبہ

سجّاد مرزا

مع متعدد تصاویر اور دیدہ زیب رنگین نقشے تیار ہو گیا ہے دوسری جماعت کا

(جغرافیہ زیر طبع ہے)

ملنے کا پتہ

مکتبہ ابراہیمیہ چادر گھاٹ حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین المعلم

۱۔ قدیم و جدید امتحان .... ابوالمکارم فیض محمد صاحب متعلم عثمانیہ ٹریننگ کالج ڈپلوما کلاس — ۱ تا ۲۵

۲۔ مدرس تحتانیہ کا دوسرا رخ ...... مولوی مظہر علی صاحب وکیل — ۲۶ تا ۴۲

۳۔ شذرات .... — ۴۳-۴۴

نمبر ۴	ماہ اسفندار ۱۳۴۱ف	جلد ۸

قدیم اور جدید امتحان

ایک سوداگر کچھ روپیہ لگا کر دکان کھولتا ہے اور سال بھر محنت کرنے کے بعد وہ اپنی آمدنی اور خرچ کا حساب لگاتا ہے تاکہ یہ معلوم کرے کہ اس کو اپنے روپیہ اور محنت کا کیا صلہ ملا۔ اس طرح ایک مدرس کے لیے ضروری ہے کہ اس بات کی جانچ کرے کہ اس کی تدریس کا طلباء پر کیا اثر ہوا۔ اور طلباء نے اس سے کس قدر علمی اور عملی فائدہ اٹھایا جب تک اس کی اچھی طرح جانچ پڑتال نہ ہوجائے وہ تدریس کے میدان میں ایک انچ بھی آگے

طرف قدم نہیں بڑھا سکتا۔ اس بنا پر امتحان کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی گئی ہے اور عرصہ دراز سے اس پر عمل درآمد بھی ہوتا چلا آرہا ہے۔

امتحانات کے ذریعہ ہم یہ تو اچھی طرح سے معلوم کر سکتے ہیں کہ علمی نقطہ نظر سے طلباء میں کیا کیا تبدیلیاں ہوئیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعلیم سے ان کے کردار میں کیا تبدیلی ہوئی اور تعلیم کا یہی قیمتی اور قابل لحاظ عنصر ہے۔ کردار کے متعلق ہم صرف استاد کی شخصی رائے پر اکتفا کرتے ہیں اس لئے کہ طلباء سے اس کو بہت زیادہ سابقہ پڑتا ہے لیکن شخصی رائے پر بھروسہ کرنا قرین مصلحت نہیں۔ اس لئے کہ اس میں صحت اور نزاکت ایک بڑی حد تک ناممکن ہے۔ یہی حال علمی معلومات کے امتحان کا ہے، جب تک اس میں بھی صحت اور نزاکت کا خیال نہ رکھا جائے گا۔ ہم کس طرح علمی تبدیلی پر بھروسہ و اعتماد نہیں کر سکتے۔ بہرحال امتحان کسی قسم کا ہو اور امتحان لینے والا کوئی ہو، آزمائش میں صحت اور نزاکت کا خیال رکھنا ازبس ضروری ہے ورنہ امتحان کا منشاء پورا نہ ہوگا۔

امتحان کا مقصد مضمون کی طرز کے تحریری امتحانات کے عام طور پر تین مقاصد بتلائے جاتے ہیں، پہلے تو یہ ہم ان کے ذریعہ طالب علموں کے حصول معلومات دریافت کرتے ہیں دوسرے وہ کام کرنے کی خواہش پیدا کرنے کے لئے محرکہ اور ترغیب کا کام دیتے ہیں اور تیسرے ان سے مضمون نویسی کی عادت ہوتی ہے۔

پہلا نقطہ نظر تو بالکل درست ہے لیکن دوسرے پر بعض لوگ معترض ہیں خواہ کچھ ہی ہو ہر آزمائش میں محرکہ کا ہونا ضروری ہے اور جب مدرس اور شاگرد کو یہ معلوم ہو کہ دونوں کی کارگزاریوں کا امتحان کے ذریعہ پتہ چلایا جائے گا تو دونوں کے لئے امتحان باعث تحریک ہوتا ہے اور دونوں جوش و خروش کے ساتھ اپنی پوری قوت صرف کر کے تعلیم کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

مضمون نگاری کی مشق کے متعلق بھی بعض لوگ معترض ہیں اور ان کا یہ خیال ہے کہ

امتحان سے زیادہ جماعت میں مضمون نگاری کی مشق کرائی جا سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے خیالات کو ایک جگہ جمع کر کے خاص وقفہ میں لکھنا جماعت میں مشق کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ امتحان ہی سے یہ مقصد پورا ہوتا ہے۔

بہر حال کچھ ہی ہو امتحان کا مقصد اس وقت تک پورا نہ ہوگا جب تک کہ طلبار کے تعلیمی حصوں کی آزمائش اطمینان بخش طریقہ پر نہ کی جائے۔ مضمون کی طرز کے امتحانات بہت قدیم سے چلے آ رہے ہیں اور عام طور پر اس میں "بحث کرو" "بیان کرو" "دلائل پیش کرو" "مقابلہ کرو" "تنقید کرو" وغیرہ قسم کے سوالات پوچھے جاتے ہیں اس میں شک نہیں کہ اس طرز کے امتحانات سے ایک خاص قسم کی تربیت ہوتی ہے لیکن جوابات کا جانچنا مشکل ہے کیونکہ ان میں بہت سے اجزا شامل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مضمون، صفائی، مواد کی ترتیب ہجا خطاطی وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ اس طرز کے امتحانات میں آہستہ سوچنے اور لکھنے والوں کو سخت نقصان پہونچتا ہے حالانکہ وہ پورے مواد پر اچھی طرح حاوی ہوتے ہیں لیکن تحریر و تفکر میں سست ہونے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ موجودہ امتحانات قابلیت کے جانچنے کا صحیح معیار نہیں ہیں اور ان کے نتائج اکثر ناقابل بھروسہ اور غیر صحیح ہوتے ہیں اس کے اور بھی کئی وجوہات ہیں جن کو ہم آگے چل کر تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے اس بنا پر بیسویں صدی میں بجائے مضمون کی طرز کے امتحانات کے عام طور پر اجتماعی آزمائشات اور معیاری تعلیمی آزمائشات پر توجہ دی جا رہی ہے اور ان کی بنا پر نئے طرز کے امتحان کی داغ بیل ڈالی گئی ہے۔

قدیم امتحانات کے نقائص اور خوبیاں

قبل اس کے کہ ہم نئے طرز کے امتحان کا تفصیلی ذکر کریں بہتر ہوگا کہ موجودہ امتحانات کے نقائص اور خوبیوں پر بھی ایک سرسری نظر ڈالیں تاکہ آگے چل کر مقابلہ کرنے میں سہولت ہو۔

بعض ماہرین تعلیم کا خیال ہے کہ نشانات امتحان کے سد راہ ہیں اس کا مطلب

یہ ہے کہ امتحان میں ہم طلبا کو کسی مضمون کے متعلق چند سوالات دے کر مثلاً اصول ارشمیدس برق کے اقسام، کثافت اضافی وغیرہ کے متعلق جوابات حاصل کر کے نشانات دیتے ہیں اور ان کے ذریعہ کسی مضمون کے حصول مواد کا پتہ چلاتے ہیں لیکن ان نشانات کی مدد سے ہم یہ نہیں معلوم کر سکتے کہ طلبا میں کس قسم کی سائنٹفک زندگی پیدا ہوئی حالانکہ یہی چیز ہمیں معلوم کرتی ہے۔ اس طرح ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کوئی طالب علم نظم کے معانی اور مطالب سمجھا ہے یا نہیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ نظم کی قدر و قیمت طالب علم نے کس طرح سمجھی۔

موجودہ امتحانات سے باہمی رشک و مقابلہ، حسد کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور ایک طالب علم اپنے ساتھی کو اپنی معلومات سے کبھی فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں دیتا۔ حالانکہ اصل مقابلہ وہ ہے جو خود کی تعلیمی ترقی سے ہو۔ چنانچہ مانٹی سوری نظام تعلیم اور ڈالٹن پلان میں یہ خوبی بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔

مسٹر وڈبرن (woodburne) کا خیال ہے کہ موجودہ امتحانات "نہ تو ذہنی قابلیت کی آزمائش کا صحیح معیار ہیں اور نہ ذہنی پیداوار کے"؟ ان میں ذہانت اور ترقی کی جانچ محض اتفاقی امور پر کی جاتی ہے کیوں کہ سوالات کا انتخاب محض اتفاق پر ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اور چیز بیان کرنی ہے وہ یہ کہ امتحانات میں اچھے نشانات حاصل کرنے کی غرض سے طالب علم مضامین کورٹ لیتے ہیں، خواہ وہ اُن کو سمجھیں یا نہ سمجھیں چنانچہ ہندوستان میں کثرت کے ساتھ نوٹ اس غرض کے تحت تیار کئے جاتے ہیں۔ طلبا انہیں بغیر سمجھے رٹ لیتے ہیں اور ممتحنین بھی جی کھول کر نشانات دیتے ہیں۔

گو امتحانات میں یہ عام خرابیاں ہیں لیکن ساتھ ہی اس کے دو فائدے بھی ہیں پہلا فائدہ تعلیمی ہے یعنی ان کے ذریعہ ہم طلبا میں جو تعلیمی تغیر کسی خاص مدت میں ہوا اس کو معلوم کر سکتے ہیں، دوسرا سب سے بڑا فائدہ انتظامی ہے، ترقی جماعت کا انحصار بالکل اس پر

ہوگا ہے۔ بچوں کے والدین کو ان کی تعلیمی ترقی کے متعلق اطلاع دی جاسکتی ہے تاکہ تعلیمی ترغیب ہو۔ اب ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ گو قدیم طرز کے امتحانات کسی طرح پسند نہیں کئے جاتے تاہم ان کی ضرورت کے خیال سے ان کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا۔

نشاندہی میں تغیر کے اسباب موجودہ امتحانات کے نقائص میں سے یہ بھی ایک خرابی ہے کہ ان میں نشانات دینے کا عام طریقہ درست نہیں ہے یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ ایک ہی شخص اگر ایک ہی پرچہ کو دو بار دیکھے تو دونو وقت کے معطیہ نشانات میں فرق آتا ہے۔ پھر اسی صورت میں کیا یہ درست ہے کہ جو طلبا ایک یا دو نشانات کی کمی سے ناکام رہ جاتے ہیں فی الحقیقت ناکام ہونے کے لائق ہیں؟ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ نظر ثانی میں نشانات بالعموم بڑھ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ممتحن جواب کی اُن خوبیوں کو جو اس نے پہلی دفعہ نظر انداز کردی تھیں اس دفعہ شمار کر کے نشانات بڑھا دیتا ہے بعض لوگ کسرشان سمجھکر نظر ثانی میں آدھے نمبر کا اضافہ بھی نہیں کرتے۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہی پرچہ ان کو دوبارہ امتحانی طور پر جانچنے کے لئے دیا جائے تو پہلے اور بعد کے نشاندہی میں بہین فرق ہوگا نشاندہی میں ممتحن کی شخصی مساوات کا بھی کافی اثر ہوتا ہے۔ بعض ممتحن نرم دل اور بعض بہت سخت ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی سوال کے متعلق سب ممتحن ایک ہی قسم کا جواب طلب نہیں کرتے بلکہ ان کے نقاط نظر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں ممتحن پہلے ہی سے اپنے ذہن میں کسی سوال کے متعلق خاص جواب سوچ لیتا ہے اگر طالب علم کا جواب اس کے معیار پر اترا تو بہتر ورنہ جواب کا خدا حافظ۔ بعض ممتحنین طویل جواب طلب کرتے ہیں اور بعض مختصر ہی کو مفید سمجھتے ہیں، بعض سائنٹفک جواب چاہتے ہیں اور بعض ادبی خوبیوں کو دیکھتے ہیں۔ اس سے نشاندہی درست نہیں ہوسکتی۔ اسٹارچ اور الیٹ نے ۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۳ء میں انگریزی کے دو پرچے ۱۴۲ ممتحنین کو ہندسہ کا ایک پرچہ ۱۱۸ ممتحنین کو اور تاریخ کا ایک پرچہ ۔ ممتحنین کو جانچنے کے لئے دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزی کے

دوسرے پرچے کو ۵۰ تا ۹۸ نشانات ہندسہ کے پرچہ کو ۲۸ تا ۹۲ نشانات اور تاریخ کے پرچہ کو ۲۴ تا ۹۲ نشانات آئے۔ اس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی پرچہ کے جانچنے کے متعلق ہر ممتحن کا معیار جداگانہ ہوتا ہے اسٹارچ اور دیگر ماہرین فن تعلیم نے کئی ایک تجربات کئے ہیں اور نتائج میں اسی قسم کے وسیع اختلافات پائے گئے۔ اب نشاندہی کے اس سقم کی وجہ سے طلبار کی تعلیمی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرنا کس حد تک جائز اور درست ہے؟

نشاندہی میں ایک دوسری دقت یہ پیش آتی ہے کہ جواب کے مختلف اجزار کو ممتحنین مختلف اہمیت دیتے ہیں مثلاً بعض لوگ ریاضی کے جواب میں بالکل صحیح جواب کے خواہاں ہوتے ہیں اور بعض صرف عمل ہی کو دیکھتے ہیں اور بعض تو یہ غضب ڈھاتے ہیں کہ ایک ہی غلطی کی بنا پر پورا سوال کاٹ دیتے ہیں۔ اس سے بڑے اختلافات رونما ہوتے ہیں۔ اور طلبار کا خاصہ نقصان ہوتا ہے اور محض جواب کے کسی صحیح معیار سے نہ جانچے جانے کی وجہ سے طلبار کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے، پبلک امتحانات میں اس سے بڑی دقت پیش آتی ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ جماعت کے مدرس کے جو نقاط نظر ہوں وہی پبلک امتحان کے ممتحنین کے بھی ہوں۔ اس باہمی تضاد کی وجہ سے طلبار اکثر ناکامیوں کا شکار ہوتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک اور اہم چیز قابل ذکر ہے وہ یہ کہ پرچہ جانچتے وقت بالعموم مدرس پرچہ زیر امتحان کے متعلق پہلا اثر قبول کرتا ہے، میرے ایک پروفیسر کہا کرتے تھے کہ میں جواب کی بیاض میں صرف پہلا اور آخری سوال دیکھ کر نشانات دیتا ہوں، اگر ایسا نہ بھی ہو تو کم از کم اتنا ضرور ہے کہ ممتحن عام طور پر دو ایک جوابات کو سرسری طور سے دیکھکر پرچہ کے متعلق اچھی یا بری رائے قائم کر لیتا ہے اور اس اثر کے تحت دوسرے سوالات دیکھتا ہے جو صریحاً غلط اصول پر مبنی ہے۔

پرچہ جانچتے وقت ممتحن کی نفسی کیفیت کو بھی نشانات سے خاص تعلق ہے۔ اگر

پرچہ جانچتے وقت ممتحن کی نفسی کیفیت میں کسی قسم کی الجھن ہو تو اس کا بڑا نتیجہ غریب امیدوار کی تعلیمی اور خانگی زندگی پر پڑتا ہے اور ہمیشہ کے لئے اس کی مٹی خراب ہو جاتی ہے۔ نہ معلوم ہر سال کتنے امیدوار ممتحن کی نفسی کیفیات کے آتار چڑھاؤ کا شکار ہوتے ہیں! مدرسوں میں تو عام طور پر مدرس شخصی اثرات سے مغلوب ہو کر نشانات دینے میں صحت سے بہت دور ہو جایا کرتا ہے۔

نشانات دینے کے مختلف طریقے

نشاندہی کے تغیر کے مختلف اسباب تبلا دینے کے بعد اب ہم نشانات دینے کے مختلف طریقوں سے بحث کرینگے۔

عام طور پر نشانات دینے کا طریقہ فی صدی کیا ہے، اس میں اکائی ایک ہوتی ہے لیکن اس میں سقم یہ ہے کہ ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ ۱۷ نشانات والا پرچہ ۱۶ سے بہتر ہے۔ مدرسہ اور ہوم ورک کی حد تک تو یہ طریقہ جائز تصور کیا جا سکتا ہے لیکن جہاں وظیفے اور انعامات دئے جاتے ہوں ممتحن کو نشانات دینے میں بڑی دقت اور کافی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس طرح جو نشانات دئے جاتے ہیں ان میں غلطی کا بہت امکان ہوتا ہے۔ بعض لوگ نشانات مقررہ دس فرض کر کے نشانات لگاتے ہیں یہ بالکل غلط اصول ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ دو طلبا جن کے نشانات پانچ آئے ہوں دونوں کے پرچوں کا معیار بالکل ایک ہی ہو۔ ان مشکلوں کو گھٹانے کے لئے نشانات کے ۵ حصے ا، ب، ج، د، ی بنائے جاتے ہیں اور بجائے نشانات کے ا، ب، ج، وغیرہ دئے جاتے ہیں۔ اب اگر ا میں چند امیدوار آجائیں تو نظر ثانی کر کے ان میں حسب ضرورت امتیاز پیدا کیا جا سکتا ہے اس میں خامی یہ ہے کہ نشانات کا احاطہ بہت وسیع ہے۔ اس لئے ہر حصہ کے تین درجے بنانے کی تجویز پیش کی جاتی ہے یعنی ا، +ا، -ا، ب، +ب، -ب وغیرہ۔ اب ایک ہی گروپ کے طالب علموں میں امتیاز ان دو امور کے لحاظ سے پیدا کیا جا سکتا ہے، پہلے یہ کہ ہم کس طرح امتیاز کر سکتے ہیں اور دوسرے ہم کو کس درجہ امتیاز اور نزاکت کی

ضرورت ہے۔

اس کے بعد کامیابی کے فی صد کا حال بیان کرنا بھی مفید ہوگا، ہر امتحان میں خواہ وہ ثانوی مدرسہ کا ہو یا کسی جامعہ کا، کامیابی کے لئے ایک خاص فی صد مثلاً ۳۳ فیصدی یا ۳۰ فیصدی مقرر کر دیا جاتا ہے اور اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ ممتحن کس نوعیت کا ہے۔ ہندوستانی جامعات اور ان جامعات میں بھی جہاں ممتحن کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا نتائج میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ کسی سال نتیجہ اچھا نکلتا ہے اور کسی سال خراب۔ یہ ممتحن کی نرم دلی اور سختی پر منحصر ہے۔ عام طور پر اس طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی اور من مانے بے سوچے سمجھے نتائج نکالے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے طلباء کی تعلیمی زندگی کو صدمہ پہونچتا ہے۔ اس کا دفعیہ اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ (۱) سوالات کو معیاری بنایا جائے اور (۲) ممتحن کو معیاری بنایا جائے یعنی نشانات کو خاص نسبت سے بلحاظ اوسط گھٹایا یا بڑھایا جائے۔

موجودہ طریقۂ امتحان کی ان چند خامیوں کو واضح کر دینے کے بعد اب ہم چند اصلاحی تجاویز پیش کرتے ہیں تاکہ موجودہ نظام امتحانات کے اقسام میں کمی واقع ہو جائے۔

۱۔ موجودہ امتحان میں ایک ہی شخص کی رائے پر تصفیہ کیا جاتا ہے جس سے غلطی کا امکان ہے اس لئے اگر ممتحن کی تعداد ایک سے زیادہ کر دی جائے اور نشانات کا اوسط نکال لیا جائے تو بڑی حد تک غلطیوں کا انسداد ہو سکتا ہے (moderation Committee) اور خارجی اور داخلی ممتحن کا یہی مقصد ہے۔

۲۔ پرچۂ سوالات کے مختلف اجزاء کی انفرادی اہمیت کا پہلے ہی سے تصفیہ کر لیا جانا چاہیئے۔ یعنی فلاں جزو کے ہونے سے کیا نشانات دئے جائیں گے اور فلاں جزو کے نظر انداز ہونے پر کتنے نشانات کم کئے جائیں گے۔ مثلاً حساب کے پرچے میں صحیح جواب اور صحت عمل کے لئے الگ الگ نشانات مقرر ہونے چاہئیں۔ اس طرح مضمون نگاری میں اظہار مواد، اور ادبی خوبی کے لئے علٰحدہ علٰحدہ نشانات مقرر کر لینا مفید ہوگا۔

۳۔ گروپ واری تقسیم میں جیسا کہ پہلے بتلایا جا چکا ہے بعض امیدوار ایسے ملیں گے کہ ان کے گروپ کا کوئی تصفیہ نہ ہو سکے گا اس لئے ایسی صورتوں میں نظر ثانی کرنے کی صلاح دی جاتی ہے۔

۴۔ کامیابی فی صد اوسط کے لحاظ سے بدلتے رہنا چاہئے تاکہ نتائج کی معقولیت باقی رہے۔

۵۔ آخری اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ سوالات کی خاص طور پر اصلاح کیجائے اس کے لئے ماہرین نے کئی طریقے تجویز کئے ہیں۔ ان میں جدید طرز کا امتحان بھی ایک اہم اور کارآمد ہوتا ہے۔

جدید امتحان۔ جدید طرز کے امتحان میں مروجہ امتحان کی سی خامیاں نہیں ہیں اس کے ذریعہ مدرس بہت آسانی کے ساتھ طلباء کی معلومات اور اپنی تدریس کے اثرات کا پتہ چلا سکتا ہے طلبہ کو نشانات دینے ترقی دینے اور ان کی تعلیمی ترقی کو معلوم کرنے کا بہت آسان اور سودمند ذریعہ ہے۔ اس کی خاص خوبی یہ ہے کہ بہت کم وقت میں مدرس اپنے طلبہ کا امتحان لے سکتا ہے۔ اب تک امتحانات کے جو طریقے تجویز کئے گئے ہیں ان میں جدید طرز کا امتحان بلحاظ صحت و نزاکت بہت ہی قابل بھروسہ تسلیم کیا گیا ہے اس کی خاص خوبی یہ ہے کہ یہ موضوعی ہے نہ کہ معروضی۔ اور دوسرے اس میں ممتحن کے مزاج اور طبیعت کو کچھ دخل نہیں۔

جدید طرز کے امتحان کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سوالات کے جوابات مختصر ہوتے ہیں مثلاً ہاں اور نہیں، آزمائش کے متعلق ہدایات صاف اور واضح طور پر دی جاتی ہیں تاکہ طالب علم کو سوال کے سمجھنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو، بیوقوف سے بیوقوف بھی ان کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے، اس کے بعد اس کی جانچ بھی بہت صحت کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ قدیم طرز کے امتحانات بھی ہم نے بتلایا تھا کہ اس میں مضمون نگاری، خوشخطی، ہجا، صفائی ترتیب

وغیرہ کے عناصر شامل رہتے ہیں لیکن یہاں طلبہ ان سے بے نیاز ہیں۔ ان کو سوال پڑھ کر کسی لفظ کے نیچے خط کھینچ دینا یا کوئی لفظ یا عدد، یا عددی نتیجہ لکھ دینا پڑتا ہے۔ مضمون نگاری، ہجا، خوشخطی، وغیرہ تو اس کی الگ آزمائش ہوتی ہے۔ مواد مضمون سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ یہ بالکل علحدہ اجزا ہیں۔

جدید امتحان کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سوالات چھوٹے چھوٹے اور بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ مروجہ امتحانات کے سوالات کی طرح ان کی تعداد ۵، ۱۰ تک محدود نہیں ہوتی بلکہ سو، دوسو تک پہنچ جاتی ہے اس سے مدرس تمام مواد مضمون کا امتحان لے سکتا ہے۔ اور طلبہ کے لئے پورے مضمون پر حاوی ہونا پڑتا ہے۔ رٹنے رٹانے سے کام نہیں چلتا۔ اس میں شک نہیں کہ ممتحن کو سوالات بنانے میں دقت ضرور ہوتی ہے۔ لیکن پرچے جانچنے کے لئے مروجہ امتحانات میں جو وقت لگتا ہے اس سے کہیں کم وقت ان کے جانچنے میں لگتا ہے، علاوہ ازیں اگر مدرس مضمون کو پڑھاتے وقت ہی سوالات بنا لیتا جائے تو اس کو بہت سہولت ہوگی۔

جدید طرز کے امتحان میں سوالات تدریجی شکل کے لحاظ سے ترتیب دئے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ اس طرز کا ہوتا ہے کہ کمزور سے کمزور بھی تھوڑے بہت سوالات کر لیتا ہے۔ اور ہوشیار سے ہوشیار بھی پورے سوالات نہیں کر سکتا۔ نفسیاتی نقطۂ نظر سے دونوں کا فائدہ ہے۔ کمزور یہ سمجھے گا کہ وہ امتحان کے بالکل نااہل ہے۔ اور ہوشیار کے غرور کی اس سے روک تھام ہوگی۔ ان امتحانات میں بعض دفعہ وقت مقرر کیا جاتا ہے اور بعض دفعہ نہیں جب وقت کی قید نہیں رہتی تو سوالات بھی خاص مشکل کے ہوتے ہیں۔

جدید امتحانات کے سوالات کی مختلف شکلیں

جدید طرز کے امتحان میں سوالات کئی طریقے سے وضع کئے جاتے ہیں۔ ہم نمونہ کے طور پر ان میں چند عام اور کثرت سے استعمال میں آنے والے طریقوں کا ذکر کریں گے۔

۱۔ **صحیح۔ غلط آزمائش**۔ یہ طریقہ کئی طرح سے مستعمل ہے۔ اول ہر ایک میں چند بیانات دیے جاتے ہیں جن میں چند غلط اور چند صحیح ہوتے ہیں۔ امیدوار اپنی معلومات کی بنا پر ان کے صحیح یا غلط ہونے کا پتہ چلاتا ہے۔ مثال کے طور پر چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

ا۔ ہدایت:۔ ذیل کے جملوں میں سے چند جملے صحیح اور چند غلط ہیں۔ اگر صحیح ہوں تو "صحیح" کے نیچے اور غلط ہوں تو "غلط" کے نیچے لکیر کھینچو۔

(i) معیاری وقت شمسی وقت ہوتا ہے	صحیح	غلط
(ii) سورج زمین کے اطراف گردش لگاتا ہے۔	صحیح	غلط
(iii) زمین اپنے محور پر مشرق سے مغرب کی طرف پھرتی ہے۔	صحیح	غلط

ب۔ ہدایت:۔ یہ صحیح غلط آزمائش کا پرچہ ہے جو جملہ صحیح ہو اس کے آگے 'ہاں' اور جو غلط ہو اس کے آگے 'نہیں' لکھ دو۔ اس کو اس طرح سے بھی کہا جاتا ہے جو جملہ صحیح ہو اس کے آگے ص اور جو غلط ہو اس کے آگے غ لکھ دو۔ مثلاً

.... (i) صوبہ اورنگ آباد صوبہ میدک سے بڑا ہے۔

.... (ii) مرہٹواڑی میں چاول کی زیادہ پیداوار نہیں ہوتی۔

.... (iii) دباؤ کے بڑھنے سے حجم بڑھتا ہے۔

ج۔ چند سوالات دیے جاتے ہیں اور 'ہاں' اور 'نہیں' کے نیچے لکیر کھینچنے کو کہا جاتا ہے۔ مثلاً

(i) کیا نیلگری ہندوستان کے شمال میں ہے	ہاں	نہیں
(ii) کیا نور خط مستقیم میں چلتا ہے؟	ہاں	نہیں
(iii) کیا آکسیجن انسان کی زندگی کے لئے ضروری ہے	ہاں	نہیں

صحیح، غلط آزمائش کے اور کئی طریقے ہیں۔ لیکن سب میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ۔

(۱) سوالات مبہم نہ ہوں۔

(۲) سوالات طویل نہ ہوں۔

(۳) سوالات تجویزی نہ ہوں۔

(۴) ہر سوال میں صرف ایک بات پوچھی جائے۔

(۵) لسانی مشکل قطعاً نہ ہو۔

(۶) جہاں معلومات جانچے جائیں یہ ہدایت کردی جائے کہ قیاس سے کام نہ لیا جائے۔ اس پر بھی اگر قیاس سے کام لیا گیا تو اس کے دفعیہ کے لئے آگے ہم ایک نسخہ تجویز کرتے ہیں جو بڑی حد تک مفید ہوگا۔

(۷) اس بات کا خیال رہے کہ ایک سوال دوسرے سوال کا جواب نہ ہو۔

رسل (Russel) نے صحیح غلط آزمائشات کی تیاری کے لئے چند ہدایتیں دی ہیں جن کا جان لینا مفید اور کارگر ہوگا۔ وہ کہتا ہے کہ سب سے پہلے مضمون زیر امتحان سے ایسے بیانات چن لو جو صحیح ہوں اور ان سب کو یکے بعد دیگرے ترتیب دے لو۔ اس کے بعد ہر سوال کے لئے روپیہ اچھالو۔ اگر روپیہ سیدھا گرے تو سوال کو صحیح ہی سمجھو اور اگر اُلٹا گرے تو سوال کو غلطی سے بدل دو۔ ہر سوال کے لئے ایسا عمل کرو۔ اس طرح سے سوالات کا انتخاب صحیح اور غلط کے لحاظ سے اچھا ہوگا۔ کیونکہ سوالات تقریباً نصف صحیح، اور نصف غلط ہوں گے۔

اوپر ہم نے تبلادیا ہے کہ صحیح، غلط آزمائش میں قیاس کا بہت امکان ہے، اگرچہ کہ امیدواروں کو سختی کے ساتھ ہدایت کردی جاتی ہے کہ قطعاً قیاس سے کام نہ لیں تاہم اس میں قیاس کا عنصر ضرور شریک رہتا ہے۔ اگر اس کے لئے ہم ضابطہ (ص۔غ) سے

مدد لیں ۔ ایک بڑی حد تک قیاسی جوابات کا ازالہ ہوسکتا ہے۔ ص، سے صحیح اور غ، سے غلط جوابات مراد ہیں۔

اب اگر کسی طالب علم نے ۱۰۰ سوالات میں سے فی الحقیقت ۴۰ صحیح اور ۶۰ غلط کئے ہیں تو یہ بہت ممکن ہے کہ ۶۰ میں نصف سوالات یعنی ۳۰ وہ قیاس سے حل کرے اور باقی ۳۰ بالکل غلط۔ اس لئے اس پرچہ جوابات میں جو صحیح سوالات طالب علم نے کئے ہیں اس میں سے اگر ہم ۳۰ یعنی غلط سوالات کو منہا کردیں تو حقیقی طور پر صحیح حل شدہ سوالات کی تعداد معلوم ہو جائے گی۔ اس لئے ہم ضابطہ (ص ۔ غ) استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ ضابطہ صرف اس صورت میں موزوں اور مناسب ہے۔ جبکہ ظاہری سوالات کی تعداد زیادہ ہو۔

۲۔ ضعفی انتخاب کی آزمائش:۔ مثالیں:

ا۔ ہدایت۔ صحیح جواب کے نیچے خط کھینچو۔

(۱) بیڈن (نظام آباد، اورنگ آباد، میدک) کا تعلقہ ہے۔

(۲) سب سے زیادہ چاول (حیدرآباد، نیلگری، پنجاب، ممالک متحدہ) میں پیدا ہوتی ہے۔

ب۔ ذیل میں چند نامکمل جملے دیے گئے ہیں جو جواب صحیح ہو اس کے آگے (×) علامت لگا دو۔

(۱) ہیڈروجن گیس کی تیاری کے لئے ضروری ہے۔

.... سینگنیز ڈائی آکسائیڈ اور پوٹاسیم کلورائیڈ۔

.... سلفیورک ترشہ اور سوڈیم کلورائیڈ۔

.... سلفیورک ترشہ اور جست

(۲) مچھلیوں اور پرندوں میں مشابہت ہے بلحاظ

.... اِن کی جسمانی ساخت کے

.... ریڑھ کی ہڈی والے جانور ہونے کے

.... سرد خون والے جانور ہونے کے

۳۔ تکمیلی آزمائشات۔ اِس آزمائش میں جملوں کے اندر لفظ چھوڑ دیے گئے ہیں اور طالب علم سے ان کی تکمیل کروائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو۔

ا۔ ذیل کی عبارت میں چند الفاظ چھوٹ گئے ہیں۔ اِن کی تکمیل ایسے الفاظ سے کرو کہ عمدہ مفہوم ظاہر ہو۔

تابکار اشیاء کی یہ خاصیت ہے کہ وہ ایک .... تختی کو جو .... کاغذ میں لپیٹی ہوئی ہو متاثر کرتے ہیں، اِن سے ہر وقت .... اور نور کی .... نکلتی رہتی ہیں۔

ب۔ ذیل کے جملوں میں چھوٹے چھوٹے الفاظ کو لکھ کر جمع مکمل کرو۔

(i) حیدر آباد ہندوستان کا ایک .... ہے۔

(ii) ڈھاکہ .... کی صنعت کے واسطہ مشہور ہے۔

(iii) سنہ ۱۹۲۹ء میں لارڈ .... ہندوستان میں وائسرائے تھے۔

(iv) حرارت کے پہنچانے سے اجسام .... ہیں

۴۔ تلازمی آزمائشات۔ اِس آزمائش میں جو متلازم واقعات دیے جاتے ہیں اور اِن کو دو قطاروں بازو بازو بے ربط صورت میں رکھا جاتا ہے اور طالب علم کو ان کو باقاعدہ ترتیب سے جمانے کی ہدایت دی جاتی ہے۔

ا۔ قطار ا اور ب میں ایسی چیزیں جن کا ایک دوسرے سے تعلق ہے، اِن کا تعلق ظاہر کرو۔

قطار ا	قطار ب
(۱) کلیہ بائل (	چونے کا پتھر

(۲) ابیزہ (   )   شربت

(۳) ہوا (   )   بارود

(۴) مرکب (   )   د × ح = مستقبل

اِس کے علاوہ دو   ں میں چند واقعات دے کر بھی اِن کا تعلق دریافت لیا جا سکتا ہے۔

ترتیبی آزمائش۔ چند نام دیے جاتے ہیں اور طالب علم سے کہا جاتا ہے کہ سنہ کے اعتبار سے ناموں کے آگے (۱)، (۲)، (۳)......... وغیرہ لکھو۔ مثلاً

( ) اکبر	( ) بابر	
( ) سیواجی	( ) اشوک	
( ) نظام الملک	( ) بدھا	

۶۔ باہمی رشتوں کے تشابہ کی آزمائش:۔ خالی جگہ کو اس طرح پُر کرو کہ بہترین تشابہ ہو۔ مثلاً

ہائیڈروجن : ا :: نائٹروجن :۔

سلفیورک ترشہ: HSO_4 :: ہائیڈروجن سلفائیڈ :۔

آکسیجن : پانی :: گندک :۔

بابر : مغلیہ حکومت :: ۔۔۔ : مرہٹہ حکومت

۷۔ استحضاری آزمائش:

ہدایت۔ خالی جگہ کو پُر کرو۔

۱۔ بجلی لمپ کا موجد.......... تھا۔

۲۔ انگلستان کا سب سے مشہور ڈرامہ نویس.......... تھا۔

۳۔ ہندوستان کا سب سے اونچا پہاڑ.......... ہے۔

۸۔ **تشابہ کی آزمائش**۔ اس میں ایک طرف چند چیزیں لکھدی جاتی ہیں جو ایک خاص نوع کو تعبیر کرتی ہیں اور اس کے مقابل چند اشیاء کے نام دیئے جاتے ہیں اور طلبہ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں سے صرف ان اشیاء کے مقابل پر نشان لگاؤ جو بلحاظ نوعیت ملتی ہوئی اشیاء کے مشابہ ہوں۔

۱۔ سرخ، زرد، سبز گلاب، کاغذ، آسمان، نرم، نیلگوں

۲۔ کوئلہ، ڈامبر، دھواں کوا، گرم، پانی، آگ، شربت

۹۔ **اسقاطی آزمائش**۔ ان آزمائشوں میں چند ایسے الفاظ کو کاٹنے کے لئے کہا جاتا ہے جو وہاں ناموزوں ہیں۔ مثلاً

۱۔ سُرخ، گلاب، زرد، سبز، نیلگوں

ہر مضمون کا پرچہ تیار کرنے میں ان تمام قسم آزمائشات سے کام لیا جاتا ہے لیکن ہر قسم کی آزمائش کے لئے وقت مقرر کرلینا ضروری ہوتا ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ ثانوی جماعتوں کے طلبہ فی منٹ ۱ سے ۵ اٹک صحیح، غلط آزمائشات حل کرسکتے ہیں، ۶ سے ۱۰ اٹک ایسی آزمائشات حل کرسکتے ہیں جن کا تعلق شناخت سے ہو اور استحضاری آزمائشا ۲ سے ۸ تک۔ اس لحاظ سے کسی پرچہ کا وقت مقرر کیا جاسکتا ہے نشانات دینے کے بھی کئی طریقے ہیں لیکن مدرسوں کے معمولی امتحانات میں ہر سوال کو ایک نمبر دے کر جانچنا کافی ہوگا۔

جدید امتحان کے فوائد اور نقصانات

ان نمونوں کو پیش کرنے اور جدید امتحان کی صراحت کرنے کے بعد اب ہم اس کے فوائد اور نقصانات کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

جدید امتحان میں نشاندہی موضوعی طور پر ہوتی ہے جو قدیم امتحان میں موجود نہیں وقت کا بچاؤ ہوتا ہے۔ رٹنے والے طلبہ کو ناکامی ہوتی ہے، طلبہ کے نشانات

بہت ہی یقین کے ساتھ دیے جاسکتے ہیں۔ اور خود طلبا اپنے پرچوں کو جانچ سکتے ہیں مدارس میں پرچوں کو خود طلبا کو جانچنے کے لئے دینا فائدہ بخش ہے۔ چونکہ اس امتحان میں طالب علم کو کچھ لکھنا نہیں پڑتا۔ اس لئے جو وقت لکھنے کے لئے صرف ہوتا ہے اب وہ سوچنے [illegible] کرنے میں صرف ہوگا۔ اس کے علاوہ جو طلبا سوال کے ٹھیک جواب سے [illegible] کچھ لکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کو بھی اس امتحان سے ناکامی ہوگی۔

لیکن جہاں جدید امتحان کے اس قدر مہتم بالشان فوائد ہیں اس میں چند خامیاں بھی ہیں مثلاً یہ کہ ہم جدید امتحان میں کسی طالب علم کی اپج کی جانچ نہیں کر سکتے اور یہ نہیں معلوم کر سکتے کہ اس میں اظہار کا مادہ اور مواد کی ترتیب دینے کی خوبی کس درجہ موجود ہے۔ جدید امتحان کے سوالات چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ لیکن زندگی میں ایسے چھوٹے سوالات بہت کم پیش آتے ہیں۔ اس طرز کے امتحان میں ہم اس بات کا پتہ نہیں چلا سکتے کہ طلبا کس جگہ استدلال میں غلطی کر رہے ہیں۔

ان دونوں صورتوں پر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جدید امتحان کا طریقہ اس جگہ استعمال کیا جائے۔ جہاں مواد کی جانچ مقصود ہو۔ مثلاً تاریخ، جغرافیہ، سائنس ریاضی وغیرہ اور ایسے مضامین میں جہاں اظہار معلم کرنا ہو۔ پرانا یا قدیم امتحان ہی مناسب ہوگا۔ مثلاً مضمون نویسی، نظم وغیرہ اس کے علاوہ اگر جدید امتحان کے ساتھ ساتھ تدریس میں ہر پرچہ میں قدیم طرز کے دو ایک سوال بھی رکھ دیے جائیں تو نامناسب نہ ہوگا۔

آخر میں یہ بہتر ہوگا کہ نمونہ کے طور پر چند مضامین کے سوالات کے پرچے جو جدید طرز کے امتحان کے نقطۂ نظر سے تیار کئے گئے ہیں یہاں درج کر دیے جائیں کیونکہ عام طور پر ایسے پرچے مرتب کرنا مشکل کام سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ذیل میں حساب جبر و مقابلہ اور جغرافیہ کے سوالات دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ یہ کوئی ایسا زیادہ مشکل کام نہیں ہے

میرے استاد ڈاکٹر ڈی ڈی شندارکر لکچرار عثمانیہ ٹریننگ کالج نے اپنی تعلیم کے دوران میں تحقیقاتی سلسلہ میں ۹ویں جماعت کے لئے یہ مرتب کئے تھے۔ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی اجازت سے ان کے ترجمہ کی ایک مختصر سی نقل ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں جو ایک بڑی حد تک تجویزی ہوگی۔

حساب

(۱) مکمل کرو:-

(i) ۲۴ = ۲/۳ کا ....

(ii) ۱ء - ۱ء × ۱ء = ...

(iii) ۱۰ ÷ ۱ء = ...

(iv) ۱ء + ۱۰ = ...

(v) ۳ء۰ × ۶ء = ...

(vi) ۲ روپیہ کا ۶ء = ...

(vii) ۲ روپیہ ۲ آنہ کا ۳ء۲ = ...

(viii) ایک کا ۱۰۰٪ = ...

(ix) ایک کا ۱٪ = ...

(x) ۲ کا ۱۵۰٪ = ...

(xi) ۲ سیر ۸ چھٹانک = ایک من کا ....

(۲) تقریبی جواب حاصل کرو۔

(۱) ۱۳۳۵ ۳/۴ × ۱۹۸ = ...

(۲) ۱۳۲ روپیہ ۵ آنہ ۳ پائی × ۴۹ ۱۱/۱۲ = ...

(۳) ایک مستطیل کھیت میں۔

(۱) لمبائی = ایک گز
چوڑائی = ایک فٹ } رقبہ = ...

لمبائی = چوڑائی
رقبہ = ۱۸ مربع گز } چاروں اضلاع کا مجموعہ = ...

(۴) خالی جگہ پر کرو:۔

(۱) ۲۵۰ روپیہ کا سود ۳ سال کے لئے بحساب ۴ فیصدی سالانہ = ...

(۲) کس رقم کا زرِ کل بحساب ۵ فیصدی .... سال میں اصل رقم دوگنا ہو جائے گا۔

(۳) اگر تین آدمی ایک کام کو ۱۸ دن میں ختم کرتے ہیں تو ۶ دن میں اسی کام کو ختم کرنے کے لئے .... آدمی درکار ہوں گے۔

(۴) ۵ آدمی یا ۷ عورتیں یا ۹ لڑکے ایک گڑھا ۱۵ دن میں کھودتے ہیں تو ایک آدمی + ایک عورت + ایک مرد اس گڑھے کو .... دن میں کھودیں گے۔

(۵) ایک مستطیل باغیچہ ۶۰ فٹ لمبا اور ۴۰ فٹ چوڑا ہے۔ اس کے اطراف بازوؤں کے متوازی دو راستے گذرتے ہیں، اگر راستہ کا عرض ۳ فٹ ہو تو ۴ آنے فی مربع فٹ کے حساب سے پتھر بچھانے کے لئے کیا لاگت آئے گی؟

جبر و مقابلہ

(۱) ذیل کے سوالات کے جوابات لکھو:۔

(۱) $- \{ + (-و) \} =$ ....

(۲) $۱ - \{ ۱ - (۱ - \overline{۱ - ۱ - لا}) \} =$ ....

(٣) (٢لا - ٣ما)^{٣} =

(٤) (٤ن + ١) (٣ن - ٥) =

(٢) اجزاء ضربی معلوم کرو۔

ا۔ صرف جوابات مطلوب ہیں۔

(i) ٤ + ٨لا^{٢} =

(ii) (الا + ب ما) + (ب لا + ا ما) =

ب۔ عمل بھی لکھو :-

(i) ٢ا^{٢} + ٣اب - ٢ب^{٢} =

(ii) لا^{٣} + ٢لا^{٢} - ١ =

(٣) قیمت معلوم کرو۔

(i) (٥٣٢٢ × ٥٣٢٢ - ٥٣٢٥ × ٥٣٢٥) ÷ (٥٣٢٥ + ٥٣٢٥)

(ii) (١٢٣٣ × ١٢٣٣ × ١٢٣٣ - ١٢٣٤ × ١٢٣٤ × ١٢٣٤) ÷ (١٢٣٤ × ١٢٣٤ + ١٢٣٣ × ١٢٣٤ + ١٢٣٤ × ١٢٣٣)

(٤) (ا) عاد اعظم معلوم کرو۔

(i) ا^{٢}، اب، ب^{٢}

(ii) (ا + ب)، (ا^{٢} - ب^{٢})، (ا^{٣} + ب^{٣})، (ا + ب)^{٢}

(ب) ذو اضعاف اقل معلوم کرو :-

(i) ا^{٢}، اب، ب^{٢} =

(ii) (ا - ١)^{٢} (ا + ١)، (ا - ١)^{٣} (ا + ١)، (ا^{٢} - ٤ا + ٣) =

(ج) قیمت معلوم کرو۔

(i) اگر لا + ۱/لا = ۱ تو لا² + ۱/لا² =

(ii) اگر ۳ + ۲ لا = ۹ - لا تو لا =

(iii) اگر ... + لا/ب = ا + ب تو لا =

(۵) حل کرو:

(i)
۲ لا + ۳ ما = ۸ | لا =
۲ ما + ۳ لا = ۷ | ما =

(ii)
(لا + ما)/(لا ما) = ۲ | لا =
(لا - ما)/(لا ما) = ۱ | ما =

(۶)- (ا) لا میں سے کیا نکالیں کہ ما بچ رہے؟

(ب) اگر ایک پنسل کی قیمت لا پیسہ ہو تو ما پیسہ میں کتنی پنسلیں آئیں گی

(ج) ایک ایسا عدد معلوم کرو جس کا چوتھائی اس کے پانچویں حصہ سے بقدر ایک کے زیادہ ہو۔

جغرافیہ

۱- صحیح جوابات کے نیچے خط کھینچو۔

(۱) زمین کا محیط { ۸۰۰۰ میل / ۲۵۰۰۰ میل / ۳۵۰۰۰ میل } ہے

(۲) زمین سے سب سے قریب سیارہ ہے { مریخ / زحل / مشتری }

(۳) دن اور رات اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ { زمین سورج کے گرد چکر لگاتی ہے / زمین اپنے محور کے گرد گھومتی ہے }

(۴) ہندوستان میں شمال مشرقی موسمی ہوائیں چلتی ہیں { نومبر / مارچ / ... } سے { اپریل / اگست / فروری } تک

(۵) بحرالکاہل بحر اوقیانوس کا { ... گنا / ڈیڑھ گنا / برابر } ہے

(۶) ایشیا، یورپ کا { دو گنا / پانچ گنا / ۸ گنا } ہے

(۷) ہم باری isobars خطوط ان نقاط سے کھینچے جاتے ہیں جہاں { تپش ایک ہی ہوتی ہے / دباؤ ایک ہی ہوتا ہے }

(۸) دریا سے سیراب ہونے والے حصہ کو { } کہتے ہیں

(۹) { تجارتی ہواؤں / موسمی ہواؤں / Cyclones } کو موقتی ہوائیں کہتے ہیں۔

(۱۰) موسم کے اسباب یہ ہیں:۔

i۔ زمین سورج کے گرد چکر لگاتی ہے۔

ii۔ زمین کے اطراف سورج کا راستہ ناقص شکل کا ہے۔

iii۔ زمین کا محور اس کے مدار کی سطح کے طرف مائل ہے۔

(۱۱) زمین اپنے محور کے گرد گھومتی ہے۔

(ب) ذیل میں صحیح کے آگے "ص" اور غلط کے آگے "غ" لکھو:-

۱۔ استوائی قطر بڑا ہوتا ہے قطبی قطر سے

۲۔ سورج مشرق سے مغرب کی طرف جاتا دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے زمین اپنے محور کے گرد مشرق سے مغرب کی طرف گھومتی ہے۔

۳۔ استواء کا دائرہ برابر ہوتا ہے خط سرطان کے دائرہ کے

۴۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ سب سے زیادہ گرم دن طویل بھی ہو۔

۵۔ شمالی نصف کرہ میں انتصابی خط کا سایہ موسم سرما میں دوپہر کے وقت چھوٹا ہوتا ہے۔

۶۔ طول بلد کی زیادتی کے ساتھ ساتھ کسی مقام کی تپش بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

۷۔ جیسے جیسے ہم پہاڑ پر چڑھتے ہیں ہوا کا دباؤ بڑھتا جاتا ہے۔

۸۔ ہوا میں جس قدر زیادہ آبی بخارات ہوں گے بارپیما کی بلندی کم ہوگی۔

۹۔ منطقہ معتدلہ میں کثرت سے زراعت ہوتی ہے۔

۱۰۔ کوہ ہمالیہ کے شمالی ڈھلوان پر جنوبی ڈھلوان سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔

(ج) ذیل کے نامکمل جملوں کو مکمل کرو:-

۱۔ .... کا طول بلد صفر ہے۔

۲۔ خط جدی زمین کے اطراف ایک دائرہ ہے، خط استواء کے جنوب میں .... کے فاصلہ پر۔

۳۔ منطقہ حارہ کا احاطہ عرض بلد .... سے لیکر عرض بلد ....
تک ہے۔

۴۔ سورج کی عمودی شعاعیں ترچھی شعاعوں سے زیادہ گرم ہوتی ہیں کیونکہ
۱۔ ....

۲۔ ....

۵۔ ملبورن کے باشندے قطبی ستارے کو نہیں دیکھ سکتے کیونکہ ملبورن ....

۶۔ مدارس میں شمال مشرقی موسمی ہواؤں کی وجہ سے بارش ہوتی ہے کیونکہ ....

۷۔ کسی مقام کی آب و ہوا کی تعیین ذیل کے امور پر ہوتی ہے۔

(۱) (۲)

(۳) (۴)

(۵) (۶)

۸۔ زمین کی پرت میں ان کے عمل سے تبدیلیاں ہوتی ہیں۔

(۱) (۲)

(۳) (۴)

(۵) (۶)

۹۔ سمندر کا زیادہ سے زیادہ عمق اب تک جو معلوم ہو چکا ہے وہ ....

۱۰۔ تمام ندیاں سمندر میں جا گرتی ہیں۔ پھر بھی سمندر بھرپور نہیں ہ
کیونکہ ....

ہیں نے اختصار کی خاطر صرف چند سوالات بطور نمونہ دیدیے ہیں۔ ان پرچ
ں سوالات چھوٹے چھوٹے ہیں لیکن باوجود اس کے ہم آسانی کے ساتھ یہ معلو

کر سکتے ہیں کہ طلبا اصول اور مواد سے کس حد تک واقف ہیں۔ عام طور پر بڑے بڑے اور مشکل سوالات دے کر طلبا کو پریشان کیا جاتا ہے، یہ غلط طریقہ ہے کیونکہ ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ طلبا آیا اصول پر حاوی ہیں یا نہیں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے ریاضی کے پرچہ میں ۶۰ سوالات دیے تھے اور ان کے حل کے لئے ۴۵ منٹ کا وقت دیا۔ اگرچہ بظاہر اتنا قلیل وقت بہت ہی مضحکہ خیز معلوم ہوتا لیکن تجربہ یہ بتلاتا ہے کہ ۵۰ فیصدی طلبا نے نصف گھنٹہ کے اندر سب سوالات حل کر دیے اور صرف دو طالبعلموں کو دس منٹ کا زیادہ وقت دینا پڑا۔

پیش کردہ پرچہ جات اگرچہ جدید طرز کے امتحان کی مختلف شکلوں پر حاوی نہیں ہیں، تاہم مدرسین و ممتحنین حسب ضرورت ان سے استفادہ کر سکتے ہیں، میرے خیال میں یہ بہتر ہوگا کہ مدرسین سالانہ یا ششماہی امتحانوں کے بعد ہی جب کہ طلبا کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ جدید امتحان کی طرز پر سوالات کے پرچے مرتب کر کے خود بھی آزمائش کریں۔ کہ ان سے کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

طوالت کے خوف سے میں نے اس مضمون میں اختصار سے کام لیا ہے، بہرحال توقع ہے کہ یہ مضمون مدرسین و ممتحنین کے لئے ایک تجویزی مضمون سے کم نہ ہوگا۔

ناسپاس گزاری ہوگی اگر اس موقع پر میں اپنے کرمفرما استاد ڈاکٹر ڈی ڈی شنڈرکر کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے میرے مضمون کو شروع سے آخر تک پڑھ کر ضروری مشورہ اور ہدایات دیں۔

کتابیات

1. Edueational Psychology by Sandiford
2. " " by Starch
3. " " by Pintner
4. Tho New Examiner dy Ballard.
5. An Essay on Exams (Manuscript) by Dr. D. D. Shendar Kar of O. T. C.
6. Fundamentals of Edl. Measurement by C. A. Gregory.

مدارس تحتانیہ کا دوسرا رُخ

مجھے نہ صرف بحیثیت ایک مدرس یا صدر مدرس کے بلکہ ناظر کی حیثیت سے بھی کم و بیش ۱۰-۱۵ سال تک سررشتہ تعلیمات کی خدمات انجام دینے کی عزت نصیب ہوئی تھی۔ اس لئے میرے اپنے خیالات کوئی سنا سنایا ہوا افسانہ نہیں بلکہ ذاتی معلومات اور تجربہ پر مبنی ہیں اس لئے امید ہے کہ المعلم کے ناظرین اس مضمون کو توجہ سے ملاحظہ فرما کر اپنے قیمتی خیالات سے بھی المعلم کے صفحات کی رونق دوبالا فرمائیں گے۔

اضافۂ تعداد کے اسباب

غالباً ۲۵ یا ۲۶ ف میں توسیع مدارس تحتانیہ کا سلسلہ سررشتہ کے پیش نظر ہوا اور یہ معیار قرار دیا گیا کہ جس مدرسہ کی اوسط حاضری ماہانہ (۶۰) یا اس سے متجاوز ہوگی۔ اس مدرسہ کو تحتانیہ کا گریڈ دیا جائے گا۔ غرض یہ کہ اسی اصول کے تحت وہ جملہ مدارس جو آباد اور سرسبز تھے یا بالفاظ دیگر جن کی اوسط حاضری (۶۰) یا اس سے متجاوز تھی تحتانیہ کے گریڈ میں منتقل کر دیے گئے اور وہاں کے مدرسین کو تنظیم کے تحت ترقیاں بھی ملیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ چھوٹے چھوٹے مدارس بھی جو نہ تو بلحاظ تناسب آبادی اور نہ بلحاظ تعداد طلباء اس قابل تھے کہ انھیں تحتانیہ کا گریڈ دیا جائے بعض اپنی حکمت عملی سے مدرسہ کو تحتانیہ کا گریڈ دلوالے اور خود ترقی حاصل کرنے کے لئے یوں ہی تعداد طلباء میں اضافہ کر کے اوسط حاضری کو معیار مقررہ سے اونچا کر دیا۔ مہتمم صاحبان وقت نے کبھی اس امر پہ

طور پر انہوں نے ذرا بھی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ آیا یہ مدارس اِن نمایشی تعداد کی بناء پر اس قابل ہیں بھی یا نہیں کہ انہیں تحتانیہ کا گریڈ دیا جائے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ اس زمانہ میں مہتمم صاحبانِ وقت کی حسنِ کارگزاری شاید اسی امر پر موقوف رہی ہوگی۔ کہ زیادہ سے زیادہ اپنے ضلع میں مدارس کی تعداد میں اضافہ فرمائیں ورنہ وہ ضرور اضافہ مدارس کے وقت حالات کا بنظر غائر مطالعہ فرما کر ایسے ہی مدارس کی تنظیم کے لئے کوشاں رہتے جو حقیقی معنوں میں اس کے مستحق تھے اِس وقت میرے سامنے تنظیم کے ماقبل و مابعد کے اعداد و شمار موجود نہیں ہیں ورنہ میں نہایت آسانی کے ساتھ اِس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کرتا کہ بزمانہ تنظیم تعداد میں کس قدر ترقی ہوئی اور یہ بڑھی ہوئی تعداد بہت جلد اپنے اصلی معیار پر آ جاتی۔ اگر اس وقت خوش قسمتی سے امتحان تحتانیہ کا سلسلہ شروع نہ ہو جاتا۔ تعداد کے برقرار رکھنے یا عارضی طور پر مزید اضافہ کرنے میں امتحان تحتانیہ کو بھی بڑا دخل حاصل رہا ہے کیونکہ امتحان تحتانیہ کی کامیابی اور ساتھ ہی ایسے کامیاب اشخاص کے تقررات نے عام طور پر رعایا میں تعلیمی جذبات پیدا کر دیے تھے لیکن جب یہ ڈرامہ ختم ہو گیا یعنی امتحان تحتانیہ موقوف ہو چکا اور ملازمت کا دائرہ بالکل تنگ ہو گیا اور ساتھ ہی ٹائیم اسکیل کی وجہ سے مدرسین کی ترقی کے بھی بظاہر کوئی سامان باقی نہ رہے تو پھر کیا تھا تعداد طلبہ نہایت سرعت کے ساتھ رو بہ تنزل ہونے لگی۔ چونکہ سالانہ رپورٹوں میں تعداد طلبہ کو ایک خاص و نمایاں جگہ مل چکی تھی اور یہ تعداد رعایا کے تعلیمی جذبات کی ترجمانی کرنے والے متصور ہوتے تھے اس لئے عہدہ داران سررشتہ نے ہر ممکنہ طریق سے اس امر کی کوشش کی کہ تعداد میں بجائے تنزل کے اضافہ ہو۔ اسی اضافہ کی خاطر اِن حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس کو صاحب مضمون نے اپنے ابتدائی سطور میں بیان فرمایا ہے۔

نقائص تعلیم کے وجوہ

سچ پوچھئے تو رعایا میں ابھی حقیقی طور پر تعلیمی جذبات ہی پیدا نہیں ہوئے۔ خواہ کسی وضع کی رعایا کیوں نہ ہو نہ تو بطیب خاطر وہ اپنی اولاد کو شریک مدرسہ کرواتی ہے اور نہ پابندی سے اِن کی حاضری کا انتظام کرتی ہے اگر

کوشش وسعی سے تو فیر تعداد کی خاطر بچوں کو شریک مدرسہ کر لیا جاتا ہے تو ان کی غیر حاضری مخل تعلیم ہوتی ہے۔ اگر مسلسل غیر حاضری کی وجہ اخراج کا عمل کرنے کا تہیہ کر لیا جائے تو کمی تعداد کا خوف اس عمل سے باز رکھتا ہے۔

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

جس کا نتیجہ یہ برآمد ہو رہا ہے کہ مدارس کی تعلیمی حالت پست سے پست تر ہوتی جارہی ہے علاوہ ازیں تکمیل نصاب کی خاطر اندھا دھند تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے میں مجبوری ہوتی ہے جس کی وجہ تعلیم میں مختلف نقائص اور خرابیاں پیدا ہوتی جارہی ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اضافہ تعداد میں سختی کو نہ صرف نظر انداز کر دیا جائے بلکہ آئندہ سے کسی مدرسہ کی کامیابی و ترقی کا انحصار اضافہ تعداد پر نہیں بلکہ معیار تعلیم کو قرار دیا جائے تا وقتیکہ ایسا نہیں کیا جائے گا یقین ہے کہ مدارس کی تعلیمی حالت کبھی بھی بار آور نہ ہو سکے گی۔ اس سلسلہ میں اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نائیم اسکیل نے اگرچہ کہ تنخواہوں میں بہت کچھ اضافہ کر دیا ہے لیکن آئندہ ترقی کا معیار بجائے حسن کارگزاری کے کاغذی سرمایہ (اسناد) کو قرار دیا ہے جس کی وجہ سے لائق ترین اساتذہ بھی اپنے خدمات مفوضہ کو اس دیانت و امانت۔ توجہ و انہماک اور دلچسپی سے انجام دینے کی سعی نہیں فرماتے۔ جو بلحاظ فرائض ان کے ذمے ہیں کیونکہ یہ انسانی فطرت کا اقتضا ہے کہ جب تک کوئی شاندار مستقبل پیش نظر نہ ہو اس وقت تک سعی پیہم کے ساتھ کامیابی و کامرانی کے جذبات دل میں موجزن نہیں ہوتے۔ اس لئے جب تک ان کو آئندہ ترقی کی کوئی امید نہ ہو وہ کس برتے پر اظہار کارگزاری کے لئے مجبور رہیں گے۔ ابھی ہمارے ملک میں قومی خدمت اور ایثار کے جذبات پیدا نہیں ہوئے اس لئے اس امر کی توقع رکھنا کہ وہ ذاتی منفعت کا خیال نظر انداز کر کے فرض شناسی و ملکی خیر خواہی کے ساتھ اپنے خدمات انجام دیں گے محض تحصیل حاصل ہے۔ اس لئے انجمن اساتذہ کی

اس تحریک کو جلد سے جلد عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے جس میں سرکار عالی سے سفارش کی گئی ہے کہ بلا لحاظ اسناد بنظر حسن کارگزاری کارگزار مدرسین کو سائڈ گریڈ میں ترقی دی جائے اس عمل سے امید ہے کہ ترقی کی توقعات کی بنا پر پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے کی طرف مدرسین مائل ہوسکیں۔

نتائج امتحان تحتانیہ

مجھے صاحب مضمون کی اس رائے سے اتفاق نہیں جس میں انھوں نے اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ امتحان تحتانیہ کے نتائج نہ صرف خراب اور مایوس کن رہے بلکہ استعداد و قابلیت کے لحاظ سے بھی بچے بالکل تہی دامن تھے۔ مجھے معلوم ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ۱۳۲۳ف سے ۱۳۳۲ف تک جو اساتذہ نارمل اسکول سے تربیت پاکر نکلے انھوں نے اپنے فرائض بڑی جاں فشانی محنت سے اور دلچسپی سے انجام دے کر تعلیم و تربیت اور انتظام و ضبط مدرسہ میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا کی۔ میں ضلع برگہ کے متعدد ایسے تحتانیہ مدارس کے نام پیش کرسکتا ہوں جہاں سے طلبہ نہ صرف امتحان تحتانیہ میں کامیاب ہوئے بلکہ مڈل و منشی میں تک کامیابی حاصل کی۔ مثال کے لئے میں صرف ایک مدرسہ تحتانیہ سگر تعلقہ شاہ پور کا نام پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں جہاں سے طلبہ ہی شریک امتحان ہوکر کامیاب نہیں ہوتے بلکہ معمر اشخاص بھی بعد شرکت مدرسہ امتحانات مڈل و منشی وغیرہ میں کامیابی حاصل کی۔ بات یہ تھی کہ اس زمانہ میں نارمل اسکول کی مدت تعلیم دو سالہ تھی اس عرصہ مدت میں لائق اساتذہ بڑے انہماک کے ساتھ مدرسین زیر تعلیم کی تعلیم و تربیت کی طرف اپنی توجہ انعطاف فرماتے تھے اور ان کو ایک قابل مدرس بنانے کے لئے وہ تمام ذرائع کام میں لاتے تھے جو ان کے حیطۂ امکان میں تھے۔ تحریر و تقریر کی مشق کے لئے ایک انجمن کا قیام تھا بورڈنگ کے جملہ انتظام مدرسین زیر تعلیم کے تفویض تھے۔ جہاں ان کو دنیاوی تجربہ حاصل ہوتا تھا غرض کہ وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو ایک نارمل اسکول کے شایان شان ہوسکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان لائق اساتذہ کا نام زبان پر آجاتا ہے تو احترام کیلئے

خود بخود سر ختم ہو جاتا ہے۔ مگر بر خلاف اس کے اب مدت تعلیم ایک سال ہو گئی ہے۔ اگر اس میں سے موسمی تعطیلات اور دیگر تعطیلات وضع کئے جائیں تو جو کچھ ایام تعلیم باقی رہتے ہیں وہ صرف پڑھنے لکھنے لکھانے میں صرف ہو جاتے ہیں۔ اور مدرسین ایسے ہی کورے کے کورے محروم و ناکام واپس آجاتے ہیں جیسے کہ یہاں سے چلے تھے۔ حال ہی میں میں نے ایک مدرس صاحب سے جو شاید گزشتہ یا پیوستہ سال نارمل اسکول سے تشریف لے آئے ہیں وہاں کے حالات زندگی پوچھے تھے انھوں نے جواب میں یہ شعر پڑھا اور خاموش ہو گئے جو ناظرین المعلم کے ملاحظہ کے لئے میں لکھے دیتا ہوں۔ وہ شعر یہ ہے۔ ؎

نارمل نار است از وے پرہیز کن
آتش دوزخ نہ برخود تیز کن

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نارمل اسکول کی زندگی خوشگوار حالات کی حامل نہ تھی اگر کوئی مجھے ایسا ہی سوال کرتا کہ تمھارے زمانہ میں نارمل کی کیا حالت تھی تو میں بڑے فخر سے یہ شعر عرض کرتا۔ ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

یہی سبب ہے کہ موجودہ ٹرینڈ مدرسین میں وہ خوبیاں پیدا نہ ہو سکیں جو وہاں کی تعلیم و تربیت کا لازمی نتیجہ ہونا چاہئے تھا۔ حال ہی میں نے موجودہ پرنسپل صاحب کی ایک گشتی دیکھی تھی کہ جس میں ہوسٹل انتخاب مدرسین کیلئے چند پابندیاں لازمی کردی گئی تھیں۔ جس کی وجہ سے بجا طور پر توقعات وابستہ ہو گئے تھے کہ اب تعلیم و تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ ہو سکیگی۔ اور جو مدرسین اب تعلیم و تربیت پاکر نکلیں گے وہ یقینی طور پر ان تمام محامد و محاسن کے حامل رہیں گے جس کی نئی زمانہ ضرورت ہے لیکن میری مایوسی کی کوئی انتہا نہیں رہی جب مجھے معلوم ہوا کہ ہر صوبہ میں ایک نارمل اسکول کے قیام کی تجویز پاس ہو گئی مجھے اس انتظام پر نکتہ چینی کرنا مقصود نہیں ہے

اور نہ میں ان مسائل میں الجھنا چاہتا ہوں لیکن اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسی انتظام
سے تعلیم و تربیت یکساں نہیں رہتے ہیں۔ ہر ایک کے ماحول کے مطابق مختلف اثرات پیدا
ہوں گے اور دارالسلطنت کے قیام سے وہاں کی تہذیب و شائستگی وہاں کے علمی چرچے
اور سماجی و قومی اور مختلف النوع جلسوں کی شرکت سے جو روشن خیالی پیدا ہو سکتی تھی
افسوس ہے کہ ان بہترین مواقع سے وہ محروم ہو گئے۔ سلسلۂ کلام میں اپنی لین سے بہت
دور چلا گیا۔ مجھے اس وقت صرف اس قدر عرض کرنا تھا کہ جب تک امتحان تحتانیہ کا سلسلہ
باقی رہا۔ اور مدرسین کی ترقی کے لئے کوئی قید و بند نہ تھے اس وقت تک تعلیمی حالت اس قدر
گری ہوئی نہ تھی جیسی کہ اب ہے۔

معائنہ مدارس

ابھی ہمارے ملک میں افسروں اور ماتحتین میں وہ خوشگوار تعلقات پیدا نہیں ہوئے
جو باہمی اعتماد کے لئے ضروری ہیں یہی سبب ہے کہ ماتحتین
اصول کے لحاظ سے اپنے ان مشکلات کا ذکر نہیں کر سکتے جس کے بغیر ان کی کامیابی ناممکن
گر جرأت کر کے اصلی حالات بے نقاب کر بھی دیئے جائیں تو چونکہ افسران متعلقہ
کو ان کی ذات پر بھروسہ نہیں ہوتا اس لئے وہ نہ تو بنظر التفات سنتے ہیں اور نہ ان کو
صحیح باور کرتے ہیں۔ اسی اجنبیت کا نتیجہ ہو رہا ہے کہ ماتحتین محض اپنی اعلیٰ کارگزاری
کے لحاظ سے بسا اوقات مغالطہ دیتے اور جھوٹ و فریب سے کام لیتے ہیں چونکہ معائنہ کے
دنوں میں عہدہ دار دورہ کنندہ کو اپنا اپنا پروگرام مرتب کرنا اور بغرض منظوری روانہ کرنا پڑتا
ہے اس لئے ترتیب پروگرام کے ساتھ ہی ان کی آمد کا اشتہار ہو جاتا ہے جہاں جہاں
قبل از قبل اطلاع پہنچی۔ پھر دیکھئے عجیب عجیب طریقوں سے اضافہ تعداد کی کوشش کی جاتی ہے
ان شرمناک طریقوں کا اظہار میں مناسب نہیں سمجھتا لیکن وہ ایسا کرنے کے لئے اس لئے مجبور
ہیں کہ نقائص تعلیم سے انھیں اس قدر خوف کا اندیشہ نہیں ہوتا جس قدر کہ کمی تعداد کی صورت
میں۔ کیونکہ کمی تعداد کا نتیجہ ہمیشہ جرمانہ۔ برآئندگی تنخواہ اور الاونس صدارت کی مسدودی کی

صورت میں نکلتا ہے اور بصورت نقائص تعلیم صرف ہدایات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ جب صورت حال یہ ہو تو ان کا فراہی تعداد اور بوقت معائنہ حاضر باشی کے لئے جائز یا ناجائز وسائل کا استعمال حق بجانب ہے یا نہیں؟ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انجمن اپنے اپنے مشکلات حالات مقامی اور اپنی دشواریوں کا اظہار بلا کم و کاست اپنے عہدہ داران متعلقہ سے کرتے رہیں۔ اور عہدہ داران متعلقہ کو چاہیئے کہ توجہ اور ہمدردی سے ان کے حالات سن سن کر مشکلات و دشواریوں کے دور کرنے کے ذرائع پر غور و فکر کریں یا صرف معائنہ مدارس ہی کسی عہدہ دار کے پروگرام میں داخل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ان کا فرض ہے کہ کارداران دیہی معززین قصبہ اور ہمدردان تعلیم سے ملیں اور انجمن کے مشکلات ان کے سامنے پیش کر کے طالب امداد ہوں۔ مقامی تحقیقات کر کے دشواریوں میں رہنمائی و رہبری کریں اور ان کا دروازہ ہر کس و ناکس کیلئے ہمیشہ کھلا رہنا چاہیئے تاکہ ہر شخص آسانی سے ان تک پہنچ کر اپنا درد دل بیان کر سکے۔ مدرسہ کا سرسری طور پر معائنہ کر کے نقائص کی طرف توجہ دلانے سے عملی طور پر نقصوں میں معاونت فرمانا اولیٰ تر ہے۔ تاوقتیکہ انجمن میں بھائیوں میں جنبش پیدا نہیں ہو سکتی اور کل پرزے بذات خود کسی انجن کو چلا نہیں سکتے اس لئے افسر و ماتحت دونوں باہمی اتحاد عمل اور نیکی خیر خواہی کے ساتھ اپنے اپنے فرائض انجام نہیں دیں گے اس وقت تک بہترین نتائج پیدا ہونے کی توقع ہی بیکار ہے۔

نصاب تعلیم

اگر ۸½ لاکھ روپیہ کا صرفہ ہی کسی ملک کی حقیقی تعلیم کا معیار ہے تو مجھے اس پر اعتراض نہیں اگر تعلیم نام ہے "متعلم کی خوابیدہ صلاحیت کو اس طور پر زندہ کرنا کہ اس کی آئندہ زندگی اس کی بیدار صلاحیت سے فائدہ حاصل کرے اور اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ اپنی زندگی کیونکر بسر کرنا چاہیئے" تو میں بلا خوف تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ ابھی ہمارا ملک تعلیم کی اس منزل کو نہیں پہنچا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نصاب تعلیم ہمارے ملک کے حسب حال نہیں ہے۔ ضرورت ہے نصاب اور طریقہ تعلیم میں ایسی مناسب اصلاح

کرنے کی جس سے دیہاتی طلبہ میں خصوصیت کے ساتھ زراعت کا شوق پیدا ہو آبائی پیشہ سے انست ہو اور دیہاتی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے انھیں دلچسپی ہو یعنی تا وقتیکہ تعلیم روزانہ زندگی کے مطابق نہ ہوگی۔ اس وقت تک رعایا میں تعلیمی دلچسپی پیدا ہوگی اور نہ ملک و مالک کے لئے کوئی بہترین نتائج پیدا ہوسکیں گے۔ جب تک یہی سلسلہ تعلیم جاری رہے گا۔ ہمیں لسان العصر حضرت اکبر مرحوم کا یہ شعر یاد آتے رہیگا ؎

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

نذرات

کتبخانہ آصفیہ کا افتتاح

۶ ہر اسفندار ۱۳۴۱ ؁ف کو کتب خانہ آصفیہ کے لئے جو جدید عمارت دریائے موسیٰ کے درے تعمیر ہوئی ہے اس کا افتتاح حضرت اقدس و اعلیٰ نے اپنے دست مبارک سے فرمایا۔

حضرت اقدس و اعلیٰ نے اس عمارت کو بہت پسند فرمایا۔ شامیانہ میں حضور پرنور اور دیگر مہمانوں کے لئے اچھا انتظام کیا گیا تھا اور نواب ضیا یار جنگ بہادر نے حضرت اقدس و اعلیٰ کی خدمت میں سپاسنامہ پڑھ کر سنایا۔ اور حضور پرنور کی خدمت میں ایک خوبصورت کاسکٹ پیش کی گئی۔

اس کے بعد حضرت اقدس و اعلیٰ مع صاحبزادگان والاشان اس خوبصورت عمارت میں داخل ہوئے اور نصف گھنٹہ تک عمارت اور بعض نادر کتب کا ملاحظہ فرماتے رہے۔

حاضرین کی تعداد کافی تھی جس میں قابل ذکر حسب ذیل اصحاب ہیں۔

ہزاکسلنسی مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر، نواب سالارجنگ بہادر، نواب فخر الملک بہادر، نواب ولی الدولہ بہادر صدر المہام تعلیمات، کرنل ٹرنچ، نواب سرحیدر نواز جنگ بہادر، نواب مہدی یار جنگ بہادر، نواب مرزا یار جنگ بہادر، نواب ناظر یار جنگ بہادر، نواب صلابت یار جنگ بہادر، نواب اکبر یار جنگ بہادر، نواب ضیا یار جنگ بہادر، نواب ذوالقدر جنگ بہادر، نواب لطیف یار جنگ بہادر، خان فضل محمد خاں ناظم تعمیرات، مسٹر مارماڈیوک پکتھال ناظم سررشتہ معلومات عامہ، مسٹر کیقباد نائب معتمد محکمۂ سیاسیات، راجہ دھنراج بہادر، راجہ وینکٹ راما ریڈی بہادر کوتوال بلدہ وغیرہ وغیرہ۔

مہمانوں کی چاء نوشی وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔

نواب ضیاء یار جنگ بہادر نے ۳ بجے جو ایڈریس حضور پرنور کی خدمت پیش فرمایا تھا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

یہ بارگاہ خسروی دین پناہ اعلیٰحضرت ذی شوکت رستم دوراں ارسطوئے زمان سلطان العلوم ہز اگزالٹڈ ہائینس نواب میر عثمان علیخان بہادر آصفجاہ مظفر الملک والممالک نظام الملک نظام الدولہ سپہ سالار فتح جنگ یار وفادار سلطنت برطانیہ جی سی ایس آئی۔ جی بی۔ ای۔ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ وادام علیٰ رؤس العالمین شوکتہ وحشمتہ۔

اعلیٰحضرت واقدس جہاں پناہ نے از راہ عطوفت شاہانہ و معارف نوازی ملوکانہ آج عمارت جدید کتب خانۂ آصفیہ کو بہ نفس نفیس افتتاح فرمانے کی جو عزت بخشی ہے اس پر تمام اہل علم و ارکان مجلس و عہدہ داران عمال کتب خانۂ آصفیہ بکمال اخلاص اظہار امتنان و تشکر کرتے ہیں۔

حضور والا! یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ اسلامی پرچم کے زیر سایہ علوم و فنون کی ترقی

انطباع عالم میں ہوتی رہی۔ جس کے باعث موجودہ زمانہ کی علمی ترقیاں ممکن ہوسکیں اور اس روایت اسلامی کی دکن میں حضرت کے عہد ہمایونی میں جو مثال ملتی ہے وہ نہ صرف ممالک دکن کے لئے باعث فخر و مباہات ہے بلکہ کل عالم اسلامی میں اس کی شہرت ہے۔ یہ ذات ہمایونی کی علمی سرپرستی کا ثمرہ ہے جس کی بدولت ہم سب یہاں آج اس مبارک رسم افتتاح کتب خانہ آصفیہ کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اب سے چالیس سال قبل یہ کتب خانہ مولوی سید حسین صاحب بلگرامی عماد الملک مرحوم کی تحریک پر بغرض تحفظ کتب علوم و فنون اسلامیہ قائم ہوا تھا اور تدریج اس میں ذخیرۂ کتب علمیہ جمع ہوتا رہا لیکن اس کی ترقی کا حقیقی دور حضرت کے عہد ہمایوں میں شروع ہوا۔ چنانچہ سنہ جلوس ہمایونی سے اس وقت تک (۱۴۹۵۲) کتابوں کا اس میں اضافہ ہوا۔ اور اس مدت میں (۹۷۰۳۷) ناظرین اس کے فوائد سے بہرہ اندوز ہوئے۔ خدام اعلیحضرت نے دیگر ادارہائے علمی کی طرح اس کتب خانہ کی جانب بھی بہ کرمت شاہانہ خاص توجہ فرمائی اور ارشاد فیض بنیاد صادر فرمایا۔ کہ کتب خانے کے لئے ایک عالیشان عمارت جو ریاست کے شایان شان ہو تعمیر کی جائے۔ بہ امتثال امر اس عمارت جدید کی تعمیر کی گئی جس کا آج ذات مبارک سے افتتاح فرمایا جا رہا ہے۔ کتب خانہ سے ذات ہمایونی کی دلچسپی کا مزید ثبوت یہ ہے کہ خرید کتب کے لئے حال ہی میں بجائے آٹھ ہزار سالانہ کے بیس ہزار سالانہ منظور فرمائے گئے ہیں۔ اس کتب خانہ کی شہرت نہ صرف ہندوستان میں ہے بلکہ حرمین شریفین و تمام بلاد اسلامیہ عربیہ روم و مصر و شام و ایران تک بھی ہے اور علماء مستشرقین یورپ بھی اس کو وقعت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ یہاں سے بعض کتب دار الندوہ اور برطانیہ لندن و مصر میں نقل ہو کر گئیں۔ اور ان کی اشاعت ہوئی۔ حال میں مقالات الاسلامیین مولفہ شیخ ابو الحسن اشعری بڑے اہتمام سے شائع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر رٹر جرمنی نے اس کے مقدمہ میں اعتراف کیا ہے کہ اس کتاب کے ۵ نسخے مختلف ممالک سے جمع ہوئے تھے لیکن سب سے بہتر نسخہ کتب خانہ آصفیہ کا تھا۔ ہندوستان و ممالک غیر کے جو مشاہیر علماء حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں آتے ہیں

وغیرہ ہمیں کتب خانہ کے دیکھنے کے بعد اپنے قلوب میں ایک خاص اثر لے جاتے ہیں اسی طرح اگر حضرت اقدس واعلیٰ کی شاہانہ توجہ اس پر مبذول رہی تو انشاء اللہ المستعان ایک قلیل مدت میں اس کو ایسی ترقی و فروغ حاصل ہوگا کہ یہ ایک عدیم النظیر کتب خانہ ہو جائے گا۔

بکمال منت و حسن عقیدت کتب خانہ آصفیہ کی جانب سے اس کے ارکین مجلس انتظامی وعہدہ داران و عمال بارگاہ ملازمان حضرت اقدس واعلیٰ میں یہ سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے بخلوص تمام درگاہ احکم الحاکمین میں یہ دعا کرتے ہیں کہ حضرت اقدس واعلیٰ کا سایہ بلند پایہ اس سلطنت ابدمدت پر ہمیشہ قائم رہے اور جمیع شاہزادگان بلند اقبال و شاہزادیان فرخ فال کے عمر و اقبال میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

معروضہ ارکان مجلس انتظامی وعہدہ داران و عمال کتبخانہ آصفیہ

بتقریب سالگرہ حضور پرنور بندگان عالی تعالیٰ مدظلہ العالی۔ زیر صدارت [illegible] قاضی عبدالواحد صاحب وکیل ہائیکورٹ پیڑ مدرسہ تحتانیہ [illegible] ایڈرہ تنقہ ضلع بیڑ میں ایک شاندار جشن منایا گیا۔ اطراف واکناف کے مدارس شاہی [illegible] لوکلفنڈ کو بھی اس میں مدعو کیا گیا تھا مگر عین وقت پر نزول باراں کی وجہ سے تین روز کے لئے جلسہ ملتوی کرنا پڑا۔ جب جلسہ کا آغاز ہوا تو مدرسہ ابتدائیہ لوکلفنڈ ایوت کے طلبہ و مدرسین بھی بغرض شرکت آ گئے مدرسہ رنگارنگ کی بیرقوں سے آراستہ پیراستہ کیا گیا تھا۔ جلسے میں لوگ اس کثرت سے شریک تھے کہ بیٹھنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔ جلسہ کا آغاز حمد باری تعالیٰ پر ہوا۔ طلبہ نے ترانۂ وطن اور نظمیں خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ مدرسین نے فوائد تعلیم پر لکچر دے کر باشندگان مقامی کو مدرسہ میں بچے روانہ کرنے کی ترغیب دی۔ راگھوناتھ راؤ پٹواری نے بیان کیا کہ موجودہ تعلیم مدارس سرکاری دیہاتی ضروریات کے خلاف ہے۔ لہذا قصبہ میں ایک خانگی مدرسہ قائم کرنے کی ضرورت پائی جاتی ہے۔ اس کا جواب صراحت سے دے کر انھیں سمجھا دیا گیا کہ

کہ جو مضامین مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں وہ ازبس ضروری ہیں۔ صدر نشین صاحب بھی اپنی پُر مغز تقریر میں اس پہلو پر کافی روشنی ڈالی۔ اِن تقاریر کے علاوہ فٹ بال میچ اسپورٹس بھی ہوئے۔

(**جلسۂ تعلیمی**) مدرسہ تحتانیہ اچم پیٹھ ضلع محبوب نگر کی عمارت میں منجانب اساتذہ بصدارت عالیجناب مولوی سید نور المنیب اللہ صاحب منصف عدالت منصفی امرآباد مستقر اچم پیٹھ منعقد ہوا۔ رعایا و مقامی عہدہ داران اور وکلاء شریک تھے۔ مدرسہ کی جانب سے عالیجناب صدر نشین صاحب و معزز حضرات کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ مولوی سید امام الدین صاحب وکیل نے مدرسین و اولیاء طلبہ کے اشتراکِ عمل پر دلپذیر تقریر فرمائی اور اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی۔ کہ کم از کم ہر سہ ماہی میں ایک جلسۂ تعلیمی منعقد ہوا کرے تو اشاعتِ تعلیم کے لئے مفید رہے۔ اس کے بعد مسٹر پنڈت بچاچاری صاحب وکیل نے فوائد علم پر عام تقریر فرمائی۔ خطبہ ... مولوی محمد عبدالرزاق صاحب مددگار مدرسہ نے فیوضات عثمانی کے عنوان سے طول طویل مضمون سُنایا۔ مسٹر ونکٹ نرسنگ راؤ صاحب مددگار مدرسہ نے فوائد علم وغیرہ پر مدلل مضمون سنایا۔ اس کے بعد پدی کرشنیا و وینکٹ کرشنیا ... نے بزبانِ تلنگی ہمدردی کے عنوان پر تقریر کی۔ آخر پر صدر جلسہ نے ایک پُر جوش و موثر تقریر فرماتے ہوئے سرکار عالی کے فیوضات پر روشنی ڈالی۔ اختتام جلسہ پر اعلحضرت قدر قدرت بندگان عالی و متعالی و صاحبزادگان بلند اقبال و صاحبزادیان فرخندہ فال کی عمر و اقبال کی ترقی کے لئے دعا مانگی گئی۔ حاضرین نے آمین کہا۔

مدرسۂ وسطانیہ عثمانیہ احمد پور کا سالانہ جلسہ و تقسیم انعامات نہایت تزک و احتشام سے بتاریخ ۱۷، ۱۸، ۱۹، دے ۱۳۴۸ف منعقد ہوا۔ پہلے دن فٹ بال میچ اور بعد مغرب سکاوٹ

کیمپ فائر ہو۔ جملہ عہدہ داران مقامی سیٹھ ساہوکاران و وکلاء و معززین تعداد کے علاوہ
عالیجناب صدر مہتمم صاحب تعلیمات صوبہ گلبرگہ بھی رونق افروز جلسہ تھے۔ ۱۸ تاریخ کو ۵ بجے سکول
کی جدید عمارت کے سامنے ایک وسیع اور آراستہ پنڈال میں جلسہ تقاریر منعقد ہوا۔ عالیجناب صدر
مہتمم صاحب بہادر نے کرسی صدارت کو زینت بخشی۔ ان کے ساتھ اسٹیج پر جناب منصف صاحب
وجناب تحصیلدار صاحب و دیگر عہدہ داران تشریف فرما تھے۔ مجمع اتنا تھا کہ احمد پور میں تو کبھی
کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ جلسہ قرارت سے شروع ہوا۔ اس کے بعد بچوں نے اردو۔ فارسی۔
انگریزی، مرہٹی، نظموں، تقریروں اور ڈراموں سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ من بعد صدر جلسہ
عالیجناب مولوی سید حسین صاحب بی اے۔ بی ٹی۔ صدر مہتمم تعلیمات گلبرگہ نے پُر اثر مگر مختصر
تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ذہن ہندی کسی دوسری قوم سے کم نہیں۔ ہمارے بچے ہماری ترقی
میں ان کی ذہنی ترقی سے اس ملک کا شمار پھر ایک دفعہ دنیا کی مہذب اقوام میں صف اول
میں ہوسکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس مدرسہ میں بچے [illegible] مدی اور [illegible] کر رہے
ہیں جو میرے لئے مسرت کا باعث ہے۔ اور صدر مدرس صاحب (مولوی شیخ [illegible]
صاحب شوق بی اے آنرز) جو کیریکٹر بچوں میں پیدا کر رہے ہیں اس کے لئے وہ قابل
[illegible] ہیں اور تعلقہ بھی ایسے صدر مدرس کے وجود پر بجا طور پر فخر کرسکتا ہے میں
سمجھتا ہوں کہ اس ایک چراغ سے سینکڑوں چراغ روشن ہوں گے۔ اور پھر وہ خود سینکڑوں
چراغوں کو روشن کریں گے۔ حتیٰ کہ اس ملک میں کوئی بے علم نہ رہے گا۔

مدرسہ کا سکاوٹ ٹروپ جو حال ہی میں شروع ہوا ہے ایک [illegible] افزا چیز ہے

اختتام جلسہ پر صدر مدرس صاحب نے حاضرین کا شکریہ اور اعلیحضرت بندگانِ عالی و شاہزادگان
کے لئے دعا کی۔

۱۹ اردی بہشت ۱۳۵۵ ف کو دوسرے روز پانچ بجے بیڈمنٹن میچ ہوا۔ اس کے بعد ایٹ ہوم میں جملہ
عہدہ داران دوکلاء و معززین شریک تھے۔

۲۰ تاریخ کو چھوٹے بچوں کو شیرینی تقسیم کی گئی اور بڑے لڑکوں کو صدر مدرس او
سٹاف نے ایٹ ہوم پر مدعو کیا۔

مدرسہ تحتانیہ سیارم کلاں تعلقہ محبوب اباد ضلع ورنگل میں بصدارت عالیجناب
مولوی سید میراں صاحب خوندمیری ناظر مدارس حلقہ محبوب آباد جلسہ سالانہ تقسیم انعامات
کا انعقاد کیا گیا۔

مقامی عہدہ داران دیہی و دیسکھ و دیس پانڈیہ صاحبان وغیرہ جن کی تعداد تقریباً دو سو
تھی شریک جلسہ رہے۔ جماعت چہارم کے دو لڑکوں نے اردو تلنگی میں حمد باری تعالیٰ سے
جلسہ کا آغاز کیا۔ اور چھ لڑکوں نے سچائی پر اپنی اپنی روزمرہ کی بول چال اردو و تلنگی کی
عبارت میں مضمون پڑھا۔ اور جماعت دوم و سوم کے لڑکوں نے مضمون اخلاق سچائی پر
(مکالمہ) کر کے حاضرین کو محظوظ کیا۔ مولوی مرزا رضا علی بیگ صاحب صدر مدرس و دیگر چار
صاحب مددگار نے اپنی تقاریر میں بچوں کے بیان کردہ مضامین پر روشنی ڈالی۔ حاضرین جلسہ
نے فٹ بال ٹیم کے اخراجات سفر کے لئے تقریباً صہ کا چندہ عنایت فرمایا۔ اور جناب
نرسہواں راؤ صاحب دیس پانڈیہ موضع مدن ترتی تعلقہ محبوب آباد نے بغرض تیاری ڈریس
فٹ بال ٹیم مبلغ (عہ) کا نقد عطیہ عنایت فرمایا۔ آخر میں صدر نشین صاحب نے اعلیحضرت قدر قدرت
بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی و صاحبزادگان بلند اقبال و صاحبزادیان فرخندہ فال کی
ترقی عمر و اقبال پر جلسہ کا اختتام کیا۔ اور عوام میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

مدرسہ وسطانیہ مسلمہ تعلقہ سیڑم کا ایک تعلیمی جلسہ تقسیم انعام زیر صدارت عالیجناب نواب
میر خورشید علیخاں بہادر دوم تعلقدار ڈویژن گلبرگہ شریف بتاریخ ۱۹ ار بہمن ۱۳۴۱ ف منعقد ہوا۔
عمارت مدرسہ و صحن مدرسہ کو رنگا رنگ کے سرقوں اور کاغذی لڑیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اس

جلسہ میں مقامی عہدہ داران وحضرات مشائخین ومعززین ووکلا، وتجار ورعایا، شریک تھے تعداد

میں سے گنجائش مدرسہ بالکل ناکافی ثابت ہوئی تمام مقامی دفاتر کا فرنیچر فراہم کیا جانے

کے باوجود بھی اکثر وبیشتر شرکا، اختتام جلسہ تک کھڑے رہے جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید

سے ہوا۔ زاں بعد چند طلبہ ترانہ پڑھے اور بوریز اسکاوٹ قومی نظم سنانے کے بعد تین

مکالمے اردو اور کنڑی کے بعد دیگرے کمسن طلبہ نے نہایت خوبی کے ساتھ کئے۔ اردو مکالمہ

انعقاد جلسہ کی غرض وغایت سے متعلق تھا۔ اور کنڑی مکالمہ شہری ودیہاتی زندگی پر تھا

دیہاتی نے کمبل کندھے پر ڈالے ہوئے ایسی پسندیدہ ادا سے گفتگو کی۔ کہ حاضرین ہمہ تن

گوش ہوکر ہر طرف آواز کے ساتھ داد دے رہے تھے۔ اردو مکالمہ میں اعلحضرت خسرو دکن

خلد اللہ ملکہ کے عظیم الشان علمی احسانات وبرکات وقیام جامعہ عثمانیہ کا ذکر کرتے ہوئے

اعلحضرت بندگان عالی وصاحبزادگان بلند اقبال کی عمر واقبال میں ترقی کی دعا بچوں نے

ایسے موثر پیرایہ میں مانگی کہ طلبہ کے ساتھ جملہ حاضرین بھی آمین کہنے لگے۔ اس کے بعد مولوی

محمد عبد المجید صاحب مددگار مدرسہ نے رپورٹ مدرسہ پر تقریر کی جس میں مدرسہ کی سابقہ وحالیہ رفتار

پر روشنی ڈالی گئی۔ اور مسٹر راجیا صاحب مددگار مدرسہ کی تقریر کے بعد مسٹر ونکوب راؤ صاحب

بی اے پیشکار تحصیل کنگلی متوطن سیڑم نے ایک مبسوط دلپذیر وعام فہم تقریر سنائی۔ طرز بیان نرالا

اور ادائی ایکٹنگ کے ساتھ تھی۔ پوری تقریر دلچسپ اور تحصیل علم وعلمی فوائد سے متعلق تھی بعد

ازاں مولوی غلام رسول صاحب داروغہ صفائی نے مدحیہ قصیدہ سنایا پھر تقسیم انعامات کا سلسلہ

شروع ہوا۔ سالانہ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے (۵۷) طلبہ کو کتب وسلیٹ جناب صدر

نے اپنے ہاتھ سے تقسیم فرمایا۔

آخر میں عالیجناب صدرنشین صاحب نے نہایت فاضلانہ وعالمانہ تقریر فرمائی۔ علمی فوائد

وبرکات پر بیش بہا خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے طلبائے مدرسہ کو قریب تر جمع کرواکر نصیحت

فرمائی کئی ایک فارسی اردو اشعار ونیز مثنوی شریف سناکر نیک صحبت اختیار وبداخلاقوں سے

پرہیز کرنے اور تحصیل علم میں شوق و شغف پیدا کرنے کی نسبت موثر پیرایہ میں ہدایت کی اور جملہ شرکاء کا شریک جلسہ ہونے اور زیادہ دیر تک پوری دلچسپی کے ساتھ کارروائی جلسہ کو سماعت فرمانے کا شکریہ ادا فرمایا۔ آخر میں یہ بھی فرمایا کہ میں نے اکثر و بیشتر جلسوں کی صدارت کی لیکن یہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے پہلا جلسہ ہے۔ جو شاندار کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔

بالآخر دعائے سلامتی حضور پرنور و شکریہ پر بوقت ۸ بجے شب جلسہ برخاست ہوا۔ جناب صدر نے اسکاؤٹ کی ضروریات کی تکمیل کے لئے (مدست) روپیہ عطیہ مرحمت فرمایا۔

مدرسہ تحتانیہ قصبہ پھلری تعلقہ وضلع اورنگ آباد میں بہ تقریب سالگرہ مبارک اعلیٰحضرت بندگان عالی و عقد شہزادگان بلند اقبال والاشان نواب اعظم جاہ بہادر اور والاشان نواب معظم جاہ بہادر جلسہ منایا گیا۔

جلسہ کی صدارت جناب چنتامن راؤ صاحب سمپت سوامی جی نے فرمائی اور جناب صدر مدرس صاحب و عبدالقادر صاحب مددگار و مسٹر بھگونت راؤ صاحب سمپت اور مسٹر بابالعل صاحب نے برکات عثمانی پر تقریریں کیں۔

بعد میں جمعیت پولیس پھلری نے بندوقوں سے سلامی اتاری۔ جناب مولوی شہاب الدین صاحب منتظم پولیس نے طلباء مدرسہ کو مبلغ چار روپیہ کے انعامات عطا فرمائے۔ آخر میں بچوں کو شیرینی تقسیم کی گئی۔ اور جلسہ کامیابی کے ساتھ ختم کیا گیا۔

بتقریب سالگرہ مبارک مدرسۂ وسطانیہ منجھلے گاؤں کا سالانہ جلسہ ۸ ردے ۱۳۴۱ف بروز پنجشنبہ بمقام افسرس کلب منعقد ہوا۔ کلب رنگا رنگ کی جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ صبح میں لڑکوں نے پرچم آصفی کو سلامی دی۔ دن میں مختلف اسپورٹس ہوئے جن کا سلسلہ

پانچ بجے تک جاری رہا۔ پانچ بجے بصدارت عالیجناب عبدالمجید خان صاحب تحصیلدار جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی ابتدا، قرأت و بھجن سے ہوئی۔ سب سے پہلے تین لڑکوں نے انگریزی مکالمہ کی شکل میں جلسہ کا پروگرام پیش کیا۔ پھر چھوٹے بچوں نے نہایت دلکش لہجہ میں نظمیں پڑھیں اور کئی مکالمے کئے جن میں دو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ایک ورزش کے متعلق اور دوسرا سالگرہ مبارک کے متعلق اس وقت بارش کا برسنا شروع ہوا تو نظام العمل دوسرے دن کے لئے ملتوی کرنا پڑا اس میں دو ڈرامے سودخواری اس کو عدالتی کارروائی کی صورت میں لڑکوں نے پیش کیا۔ دوسرا مرہٹی ڈرامہ شراب خواری کی مذمت میں تھا۔

ایک نمائش بھی ترتیب دی گئی تھی جس میں مدارس ذکور و اناث کے دستی مشاغل۔ و ڈرائنگ کے دلچسپ نمونہ جات بھی تھے۔

دوسرے روز مدرسہ میں بچوں کو شیرینی تقسیم کی گئی۔

مدرسہ تحتانیہ دقادرآباد جالنہ میں زیر صدارت عالیجناب مولوی علاءالدین احمد خان صاحب ایم اے (آکسن) بیرسٹرایٹ لا مہتمم تعلیمات ضلع اورنگ آباد جلسہ تعلیمی منعقد کیا گیا۔ مدرسہ کو خوشرنگ و خوشخط قطعات و فوٹوسے آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ مستقر جالنہ کے تمام مدرسین و رعایا کو بھی اس جلسہ میں مدعو کیا گیا تھا کارروائی جلسہ کے بعد غلام محمود صاحب صدر مدرس مدرسہ نے مدرسہ کی تعلیمی و تعدادی ترقی کی رپورٹ پڑھی۔ اور اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی و شہزادگان بلند اقبال و شہزادیاں ہمایون فال و مرشد زادگان والاتبار کی ترقی عمر و جاہ و جلال کی دعا مانگنے پر جلسہ برخاست ہوا۔

مدرسہ وسطانیہ چنچولی میں بتاریخ یکم رجب المرجب سنہ ۱۳۵۰ھ بروز پنجشنبہ ٹھیک نو ساعت صبح جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ مدرسہ کے بالمقابل بازیگاہ کے میدان میں

مقامی عہدہ داران ووکلاء ومعززین وطلبہ جمع تھے۔ بازی گاہ کے میدان سے ملحقہ سڑک پر ایک سرخ کپڑے کی کمان بنی ہوئی تھی۔ جس پر انگریزی زبان میں نمایاں طور سے لکھا گیا "خدا ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھے" میدان میں داخل ہونے کے لئے وسط میں نہایت خوبصورت وشاندار کاغذ کی کمان بنائی گئی تھی۔ جس پر "ہماری سلطنت پھلے پھولے" "خدا ہمارے بادشاہ جمجاہ کو خوش رکھے"۔ اس قسم کے اور دعائیہ جملے انگریزی میں لکھے ہوئے تھے۔ سارا میدان رنگارنگ کی بیرقوں سے بوقلموں بنایا گیا تھا۔ میدان کے جنوب میں دو بڑے شامیانے ایستادہ کئے گئے تھے۔ آخری حصہ پر ڈراموں کے لئے اسٹیج بنایا گیا تھا۔ عین بیچ میں پرچم آصفی لہرا رہا تھا۔ جمعیت پولیس اور اسکاوٹ مدرسہ و عروب نے سلامی کی۔ بندوقیں سر کیں۔ پھر طلبہ نے پرچم آصفی پر پھول نچھاور کئے۔ اور اسکاوٹ نے دعا پڑھی۔ سلطان العلوم تاجدار دکن خلد اللہ ملکہٗ اور شاہزادگان بلند اقبال کے لئے چیرز دیے۔ شیرنی تقسیم کی گئی۔ ٹھیک گیارہ بجے جلسہ برخواست ہوا۔

جلسۂ ثانی کی کارروائی ٹھیک ۴ بجے شام سے شروع ہوئی۔ صدر مدرس صاحب مدرسۂ ہذا نے ایک مختصر اور جامع تقریر میں حضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ کے عہد میمنت مہد کے فیوض وبرکات بیان کئے۔

ٹھیک ۵ بجے طلبائے مدرسہ ہذا اور دیگر مدارس کے طلبہ کے اسپورٹس کے مقابلے ہوئے۔ اسپورٹس ختم ہوتے ہی نماز مغرب کیلئے وقفہ دیا گیا۔ اور بعدہٗ اسپورٹس کے کامیاب طلبہ کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ ازاں بعد طلبائے مدرسہ نے ایک اردو ڈرامہ "جہالت کا انجام" جو نہایت ہی نتیجہ خیز تھا کیا اور اختتام ڈرامہ پر باران رحمت کا نزول ہوا اور جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرے روز شام کے ساڑھے پانچ بجے جلسہ کا آغاز ہوا۔ کنڈی میں طلباء مدرسہ نے ہارمونیم پر نہایت خوش الحانی سے دعائیہ نظم گائی۔ مدرسہ ہذا کے دو طالب علموں نے

کنڑی اور مرہٹی اور انگریزی میں مکالمہ کیا۔

معزز صدر نشین جناب مولوی سید نیاز علی صاحب تحصیلدار نے اپنی تقریر میں سلطان العلوم اعلیٰ خلداللہ ملکہ کے اوصاف حمیدہ اور زرین کارنامے تفصیل سے بیان فرمائے۔ اور حضور اقدس و کی درازی عمر و اقبال و شہزادگان بلند اقبال کی عمر و واپسی ملک برار کے لئے دعا فرمائی تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر آمین کہا۔ جس سے فضائے آسمان میں گونج پیدا ہوئی۔

قواعد

(۱) یہ محض تعلیمی رسالہ ہے جس میں تعلیم کے مختلف شعبوں کے متعلق مضامین درج ہوں گے سیاسی مضامین شریک نہ کئے جائیں گے۔

(۲) یہ رسالہ ہر ماہ فصلی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا۔

(۳) پرچہ وصول نہ ہو تو ہر ماہ فصلی کی ۲۵ تاریخ تک خریدار صاحبان بحوالہ نمبر خریداری مطلع فرمادیں

(۴) جو مضامین ناقابل تصور ہوں گے انکی واپسی خرچہ ڈاک کی روانگی پر منحصر ہوگی۔

(۵) اس رسالہ کی قیمت سالانہ (۸ر ؎) مع محصول ڈاک ہے جو پیشگی لی جائے گی۔

(۶) نمونہ کا پرچہ چھ آنہ کے ٹکٹ وصول ہونے پر ارسال کیا جائے گا۔

(۷) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ وصول ہونا چاہیئے ورنہ ادائی جواب میں مجبوری ہوگی

(۸) اجرت طبع اشتہارات درج ذیل ہے۔ رقم وصول ہونے پر اشتہارات طبع کئے جائیں گے

تعداد مدت	صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک بار	عـہ	صـہ ۸ر	سـے ۸ر
سہ بار	عـلعـہ ر	للعـہ	ہـعـہ ۸ر
ششماہ	للعـہ	عـہ ۸ر	وعـہ
سالانہ	لعـہ	للعـہ	عـہ ۸ر

(۹) جملہ مراسلت و ترسیل رقوم منی آرڈر وغیرہ پتہ ذیل پر ہونا چاہیے۔

دفتر رسالہ المعلم

سیف آباد حیدرآباد دکن

خوشخبری

مصنفین و مولفین کی خواہش اور اہل ملک کے اصرار پر ہم نے لیتھو کی طباعت کے کاروبار کو اعلیٰ پیمانہ پر جاری رکھنے کے علاوہ ٹائپ اردو انگلش۔ تلگو۔ مرھٹی ھندی۔ پانچ زبان مین عمدہ کتب و دیگر کام وغیرہ اور ھر قسم کے بلاکس کی طباعت کا بہترین انتظام خاص اھتمام کے ساتھ ماھران فن کی نگرانی مین کیا ھے۔ ایک وقت آرڈر دیکر آزمائش فرمائے۔

المشتہر

سید عبدالقادر تاجر کتب و مالک
اعظم اسٹیم پریس
چارمینار حیدرآباد دکن

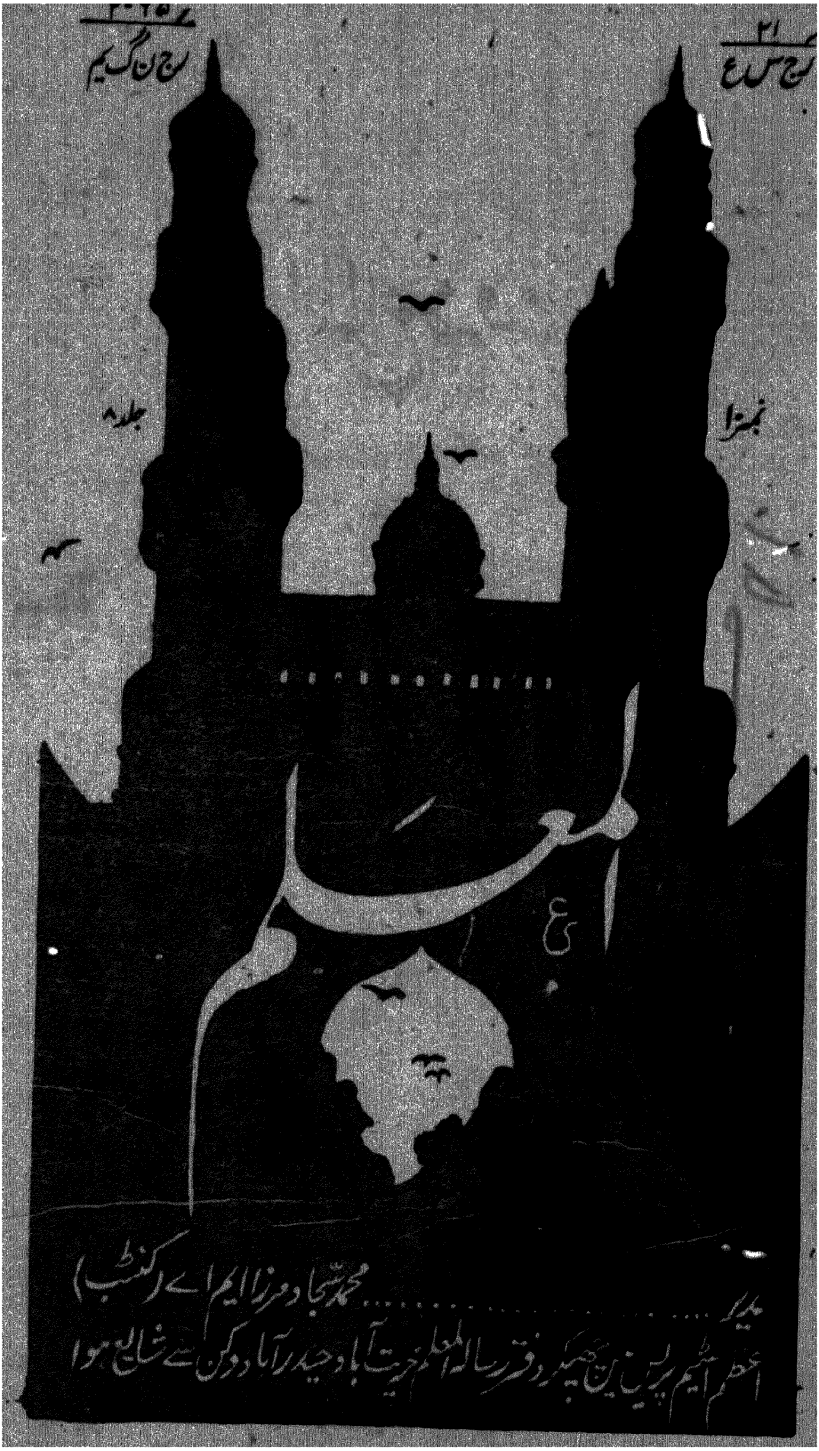
جلد ۸
نمبر ۱
المعلم
مدیر .... محمد سجاد مرزا ایم اے (کنٹب)
اعظم اسٹیم پریس میں چھپکر دفتر رسالہ المعلم خریت آباد حیدرآباد دکن سے شایع ہوا

جدید نصاب کے مطابق

جماعت دوم و سوم کا جغرافیہ

بچوں کا جغرافیہ

مرتبہ

سجاد مرزا

معہ متعدد تصاویر اور دیدہ زیب رنگین نقشے تیار ہو گیا ہے دوسری جماعتوں کا (جغرافیہ) زیر طبع ہے

ملنے کا پتہ

مکتبہ ابراہیمیہ چادر گھاٹ حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین المعلم

(۱) مسئلہ تعلیم نسواں — مولوی محبوب علی صاحب طاہر ایم اے۔ ایم ایڈ لکچرار ٹرینگ کالج بلدہ (۱ تا ۶)

(۲) تعلیم بالغاں — مسٹر ل سی برمن ایم اے۔ پی ایچ ڈی مترجمہ علی بن احمد صاحب بی اے ڈپ ایڈ (۶ تا ۲۰)

(۳) جغرافیہ کا قدیم اور جدید طریقہ تعلیم — مولوی بدرالدین صاحب صدیقی بی اے ڈپ ایڈ صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ پٹن (۲۱ تا ۲۴)

(۴) اشارات اسباق — طلباء عثمانیہ ٹرینگ کالج بلدہ (۲۵ تا ۴۴)

جلد ۸	بابتہ ماہ شہریور ۱۳۴۱ ف	نمبر ۱۰

مسئلہ تعلیم نسواں

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو پرچہ المعلم بابتہ ماہ آذر ۱۳۴۱ ف

دی آنریبل جے ای۔ ڈی بیتھون J. E D Bethune گورنر جنرل کی کونسل کے قانونی رکن تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جہالت کی وجہ سے ہندوستان میں اقوام اور خصوصاً طبقہ اناث زوال و تباہی میں گھرا ہوا ہے۔ انہوں نے معلوم کیا کہ لڑکوں کی تعلیم اگرچہ خوفناک طور پر خراب ہے لیکن لڑکیوں کی تعلیم کا لحاظ کرتے ہوئے بہت بہتر ہے' اس لئے کہ لڑکیوں کی تعلیم کو کوئی معین جگہ نہیں دی گئی ہے۔ اس لئے انہوں نے کچھ عرصہ کے غور و فکر کے بعد کلکتہ میں ہندوستانی

لڑکیوں کے لئے ۱۸۴۹ء میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اگرچہ کلکتہ کے تین چار اصحاب نے اس مدرسہ کے چلانے میں نظری اور عملی دونوں قسم کی مدد دی تھی اور باوجود اس کے کہ اس بات کی احتیاط کی گئی تھی کہ ہندوستانی تعصبات کو ٹھیس نہ لگنے پائے اس مدرسہ کی کامیابی معمولی رہی اس کی وجہ یہ تھی کہ ایسے لوگ کثیر تعداد میں موجود تھے جو بیتھون کے خیالات کی علانیہ مخالفت کرتے تھے کچھ تو اس لئے کہ اُن کے غرور باطل کو ضرب کاری لگا تھا۔ اور کچھ اس لئے کہ وہ اپنی نظر سے جان گئے تھے کہ اس مدرسہ کا قیام عبث ہے۔ انہوں نے اس مدرسہ کی مخالفت میں بہت بڑا حصہ لیا۔ اور سمجھتے تھے کہ گورنمنٹ اس مدرسہ کی قصداً مدد نہ کر کے اُن کے خیال کی تائید کر رہی ہے۔ اس طرح وہ واقعات کی دلیرانہ غلط بیانی سے بغیر کسی شرم کے یہ جتلاتے تھے کہ گورنمنٹ اس مدرسہ سے نہ صرف بے توجہی برت رہی ہے۔ بلکہ اس کی مخالف[1] بھی ہے۔

اس لئے مسٹر بیتھون نے اس خیال سے کہ گورنمنٹ کی ہمدردی اور امداد حاصل کر لی جائے۔ ایک خط مارکوئز آف ڈلہوزی کے نام بتاریخ ۲۹ مارچ ۱۸۵۰ء بدیں مضمون لکھا۔ "میرے خیال میں اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم کو مکمل کامیابی حاصل کرنے کے لئے جو چیز ضروری ہے وہ صرف یہی ہے کہ گورنمنٹ اپنی جانب سے اس امر کا اعلان کر دے کہ ہم پر موافقانہ[2] نظر رکھتی ہے۔"

مخالفین تعلیم نسواں کے شور و غوغا کے باوجود جو مراسلت مارکوئز آف ڈلہوزی

---

[1] ملاحظہ ہو Selections from Educational Records حصۂ دوم صفحہ (۵۴)۔

[2] ملاحظہ ہو وہی کتاب صفحہ (۵۴)

نے اس خط کے جواب میں بتاریخ یکم اپریل ۱۸۵۰ء روانہ کی ہے' اُس سے ظاہر ہے کہ گورنر جنرل نے اُن کے معزز شریک کار (مسٹر بیتھون) کے اس خاص مقصد کے متعلق کمال پسندیدگی کا کھلا اظہار کیا ہے جس کے تحت مسٹر بیتھون نے کلکتہ میں مدرسۂ نسواں کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اور آگے لکھتے ہیں "میرے ناچیز خیال میں مسٹر بیتھون نے جو پہلی دفعہ ہندوستان میں نسوانی تعلیم کی ابتداء صحیح اور مستقل بنیاد پر رکھی، واقعی یہ بڑا کام کیا۔ اس طرح انہوں نے نہ صرف گورنمنٹ کی احسان مندی کا بلکہ اُس کی کھلی اور ہمدردانہ تائید کا حق حاصل کیا۔"

غرض اس طرح لارڈ ڈلہوزی نے "آنریبل ڈرنک واٹر بیتھون کے کامیاب تجربے سے متاثر ہوکر' تعلیم نسواں کو باضابطہ اور معین طور پر تعلیمی کونسل کے فرائض میں داخل کردیا۔ بیتھون صاحب کے مدرسہ کو گورنمنٹ نے اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اور اس مقصد کی اشاعت کے مدِنظر نسوانی مدارس میں پردہ کے عمدہ انتظام کی تدبیریں کی گئیں۔ سب سے پہلا نسوانی مدرسہ جو گورنمنٹ کا مسلمہ تھا، ہندوستانیوں کی ایک کمیٹی کے زیرنگرانی براسٹ میں قائم کیا گیا۔

مبلغین نے گو بظاہر صوبہ بنگالہ کو اپنا مرکز توجہ بنائے رکھا تھا' لیکن صوبجات مدراس و بمبئی میں بھی یہ بیکار نہیں رہے۔ ۱۸۸۱ء عیسوی میں مسٹر ہابرو Rev: W. Sawer نے ریورنڈ ڈبلیو سائر Mr: Habroe کے اثر اور مس کوک Cook کی تقلید میں ہندوستانی لڑکیوں کے لئے ایک

ملاحظہ ہو Selections from Educational Records صفحہ ۵۶۔ حصۂ دوم و نیز ص ۵۷۔

ملاحظہ ہو ایضاً صفحہ ۵۹ و ۶۰ حصۂ دوم۔

ایک مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ کرلیا تھا۔ مدراس میں مدرسۂ نسواں کے قیام کی یہ پہلی کوشش تھی۔ ۱۸۴۵ء تک اس صوبہ میں متعدد مدارس قائم ہو چکے تھے۔ دی چرچ مشن بورڈنگ اسکول The church mission Boarding school ۱۸۳۷ء سے قائم ہوچکا تھا۔ دی چرچ ڈے اسکول The church day school ۱۸۴۱ء سے، دی فری چرچ بورڈنگ اسکول The Free church Boarding school ۱۸۴۲ء سے۔ دی ایس۔پی۔جی بورڈنگ اسکول The S.P.G Boarding school تناویلی کنجی ورم اور چنگل پیٹھ کے مدارس دی فری چرچ ڈے اسکول ۱۸۴۵ء سے دی نیٹو فیمیل ایجوکیشن سوسائٹیز سنٹرل اسکول بلیک ٹاؤن مدراس The native Female Education Societys central school ۱۸۴۵ء سے اور دی ویسلین بورڈنگ مشن اسکول رائے پیٹھ مدراس The Wesleyan Boarding mission school ۱۸۴۹ء سے۔

امریکن مشن سوسائٹی کو صوبہ بمبئی میں تعلیم نسواں کی پیش رو ہونے کی عزت حاصل ہے۔ ۱۸۲۴ء میں امریکن مبلغین نے اس صوبہ میں پہلے نسوانی مدرسہ کا افتتاح کیا۔ اور دو ہی سال کے اندر ۳۴۰ طالبات کی مجموعی تعداد کے ساتھ نو مدارس کا اضافہ ہوا[1]۔ ۱۸۳۱ء میں انہوں نے مزید دو مدرسہ اور بورڈنگ اسکول قائم کیا[2]۔

---

[1] ۱۸۲۹ء میں جملہ حاضری چارسو تک پہنچ چکی تھی جن میں سے ۱۲۲ لکھ پڑھ سکتی تھیں۔ اور معمولی سوزن کاری کا کام بھی جانتی تھیں۔

[2] ڈاکٹر اور مسز ولسن نے ۱۸۲۹ء تا ۳۱ء میں ہندوستانی لڑکیوں کیلئے ۶ مدارس قائم کئے جن میں ۱۰۰ لڑکیاں تھیں

چرچ مشنری سوسائٹی نے ہندوستانی لڑکیوں کے لیے ۱۸۲۶ء میں اپنے
پہلے مدرسہ کی بناء ڈالی۔ اگرچہ اس انجمن نے امریکن مشن سوسائٹی کے دو سال بعد
اپنا کام شروع کیا۔ لیکن یہ دس ہی سال کے اندر تھانہ بمبئی اور ناسک میں لڑکیوں
اور لڑکوں کے لئے جداگانہ مدارس ابتدائیہ کے قیام میں کامیاب رہی۔ وارڈن
Warden صاحب کے قول کے بموجب ۱۸۵۴ء تک صوبہ بمبئی میں
آٹھ مدارس نسوان قائم ہو چکے تھے۔ جن میں سے (۳) مرہٹی (۱) گجراتی (۴) پارسی
تھے اور طالبات کی کل تعداد (۵۰۰) تھی۔ پارسیوں کی آزادانہ جدوجہد کی برکت سے
صوبہ بمبئی میں بہت جلد تعلیمی ترقی ہوگئی۔ اور ۱۸۵۰ء میں ابتدائی میونسپل اسکول احمدآباد
میں قائم ہوئے۔ مبلغین کی کامیابی سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا ہے کہ انہوں نے
اشاعت علم میں بے رکاوٹ ترقی کی۔ ان کے کام میں بھی روڑے اٹکائے
گئے تھے۔ کہیں تعلیم کا شوق پایا جاتا تھا تو کہیں اس کی مخالفت۔ اگرچہ یہ تحریک
بحیثیت کل کامیاب رہی[۲]۔ لیکن اس پر بھی بعض کھلے وجوہات کی بناء پر
اس کو وسعت نہیں دی جا سکی۔

ڈاکٹر ڈف[۳] Dr. Duff ہندوستان کے لئے تبلیغی و تعلیمی طرز عمل
کا خاکہ کھینچتے ہوئے اس امر پر زور دیتے ہیں کہ مردوں کی تعلیمی ترقی نسوانی
تعلیمی ترقی سے پہلے ہونی چاہیئے۔ اس زمانہ میں جب کہ لڑکیوں کی تعلیم کے

۱۔ ملاحظہ ہو Selections from Educational Records حصہ دوم ص ۱۵۔

۲۔ ان مختلف مدارس کے باوجود جو مختلف انجمن ہائے مبلغین مدراس بمبئی اور بنگالہ میں قائم کئے گئے
تھے ایک دوسری انجمن نے جس کو بعد میں زنانہ بائبل اینڈ میڈیکل مشن کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ایک نارمل سکول
مسیحی معلمات کی تربیت کے لئے کلکتہ میں ۱۸۵۲ء میں قائم کیا۔ اس کا قیام تبلیغی تعلیم کا دوسرا درجہ ظاہر کرتا ہے۔

۳۔ ملاحظہ ہو سوانح عمری الکزینڈر ڈف مصنفہ جارج اسمتھ۔

متعلق پیشہ ورانہ کام کیا جا رہا تھا۔ تعلیم مجبوراً چند مبادیات پر مشتمل تھی جیسا کہ طالبات کا مدرسہ میں مختصر قیام اور دیگر حالات کا تقاضہ تھا۔ مقدس کتابوں کی تعلیم داخل نصاب تھی۔ تقریباً سنہ ۱۸۵۰ء میں تبلیغی مدارس میں لڑکیوں کی تعداد ۱۳۰۰ تھی، جن میں سے اکثر یتیم اور نیچ ذات کی تھیں اس کے برخلاف اس زمانے میں سرکاری مدارس میں تعلیم نسواں کا پتہ بھی نہیں تھا سنہ ۱۸۵۴ء تک ایسا کوئی خاص طریقہ تعلیم نسواں کا نہیں دریافت کیا گیا جو ہندوستانی حالات کے موافق ہو۔ آخر کار اسی سال اسکاٹش مشن[1] کے ایک ہوشیار یوریشائی خاتون نے مس ٹوگڈ Miss Toogood کی مدد سے کلکتہ میں ایک ایسے نظام تعلیم کی بنیاد ڈالی۔ جس میں استانیاں زنانہ میں جاکر تعلیم دیا کرتی تھیں۔

تعلیم بالغاں

یورپ اور امریکہ میں تحریک تعلیم بالغاں

یورپ اور امریکہ میں آج کل لوگ ایسے دور سے گذر رہے ہیں جیسے ذی شعور طلباء کی تعلیم کی

۱۔ انگریزی تعلیم ہندوستان میں English Education in India
مصنفہ J. W. Thomas ص ۹۴ و ۹۵۔

۲۔ تعلیم خواتین ہند The Education of the women in India
مصنفہ Murray G. Cowan ص ۳۶۔

ایک اہم تحریک کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ تعلیمی ادارے اور ماہرین تعلیم ان لوگوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دینا اپنا فرض محسوس کر رہے ہیں۔ جو مختلف وجوہات کی بناء پر باضابطہ مدرسہ اور کالج کی جماعتوں میں حاضر نہیں ہو سکتے لیکن کاروبار میں ترقی یا تمدنی زندگی میں وسعت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح جو سہولتیں پیدا ہوگئی ہیں ان سے ہزارہا لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور اس علاوہ یہ کارکردگی کے حصول سے ملک کا بھی فائدہ ہو رہا ہے۔

ہندوستان میں بالغوں کی تعلیم ہندوستان میں تعلیم بالغاں کا مسئلہ پریشان کن اور بہت ہی پیچیدہ ہے۔ آبادی کا بڑا حصہ جاہل ہے۔ ہر فرد بہتر اور مفید زندگی کے لئے امداد کا محتاج ہے۔ کیونکہ زندگی کی ذمہ داری کا صحیح احساس تعلیم کو جاری رکھنے اور خود کی اصلاح کرنے سے ہوتا ہے۔

تعلیم کی قدر و قیمت کا دارومدار بلا شبہ تعلیمی قابلیتوں اور فنی مدارج کے زیادہ تر مواد علم یکساں اور یکسوئیہ ذہنی نشو نما پر ہوتا ہے نہ کہ نشانات کی تعداد پر۔ اسی لئے یورپ اور امریکہ میں جہاں یہ تحریک اسی قدر اہمیت حاصل کر رہی ہے اس کی ترقی کی سب سے بڑی وجہ دولت کی فراوانی ہے۔ برخلاف اس کے ہندوستان میں عوام کا افلاس ہمیشہ سے زبردست سدراہ رہا ہے۔

نری سماجی خدمت ہندوستان میں بالغوں کی تعلیم کا مسئلہ ایک سماجی خدمت ہے جس کا بیڑا بیدار مغز، حریت پسند اور تعلیم یافتہ اشخاص نے اُٹھایا ہے اور جس کو پروان چڑھانے کے لئے جنھوں نے خود کو جماعتوں کی صورت میں بالغوں کے مقاصد کی تنظیم کے لئے ترتیب دے لیا ہے۔ ان نیک نہاد اشخاص کو صرف اس روحانی مسرت نے اس کام پر

راغب کیا جو بدقسمت بنی نوع کی مدد کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

عمارت مدرسہ بالغاں اس کام کی ابتداء کے لئے ایک وسیع ہال جس میں روشنی کا خصوصاً بجلی کی روشنی کا خاصہ انتظام ہو اس مقصد کے حصول کے لئے کافی ہوگا۔ محل وقوع ایسا مرکزی ہونا چاہئے کہ ان جوشیلے اور مشتاق نوجوانوں کو اپنی طرف مائل کر سکے۔ اگر وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے طرز پر اس کا انتظام ہو تو اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے۔ انسان دوست، مالدار اور تعلیم یافتہ اشخاص تک کامیاب رسائی جن کے پاس املاک کی کافی تعداد ہے۔ بہر تعاون ہو سکتی ہے اور بہت ممکن ہے کہ ان کی فیاضانہ دریا دلی دوسروں کو بھی ایثار کے لئے آمادہ کر دے اور وہ کوئی عمارت اس قسم کے مدرسہ کے لئے عطا کر دیں۔ جو تعلیمی ساعات کے سوا یوں تو بالکل خالی رہے گی۔ لیکن شیدایان تعلیم بالغاں کے لئے ایک دار المطالعہ کا کام دے گی۔

کام کے اوقات مختلف نقاط نظر سے کام کاج میں مصروف و مشغول رہنے والے بالغ افراد کے لئے مغرب کے بعد ایک گھنٹہ بہت ہی موزوں اور مناسب ہے۔ قطع نظر اس کے خود بالغوں کا آپس کا مشورہ اور غور و فکر بھی اس فیصلہ پر دال ہے۔ و نیز ان کا میدان عمل میں گامزن ہونا کوئی مشکل امر نہ ہوگا (جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے) اگر ان پر اطمینان بخش طور پر واضح کر دیا جائے کہ یہ تحریک نہ صرف نری نانیاتی ہی ہے بلکہ یہ تمام مساعی انہیں کی ذہنی، اخلاقی و عقلی عادات کی درستی و اصلاح کے لئے اور ان کی کھوئی قسمتوں کو کھری بنانے کے لئے مفید بھی ہیں۔

ضروری اور اہم مضامین روزانہ کی معمولی تدریس کے علاوہ حفظان صحت مدنیت، عضویات اور اخلاقیات کے ابتدائی

اصولوں کی تعلیم مدرسہ کے پروگرام کی نمایاں خصوصیت ہونی چاہیئے جس کے لئے گاہے ماہے لکچروں کے انتظام کی بھی ضرورت ہوگی۔ ان مضامین کی تعلیم کے سوا ملک میں بالغوں کی ایک بڑی تعداد کو صحت و ترقی کے متعلق معلومات کی شدید ضرورت ہے۔ نیز مسائل حفظ صحت محکمۂ صفائی سے متعلقہ اصول ڈاک خانہ اور تار گھر کے معاملات پولیس کو اطلاع دینے کے قواعد وغیرہ وغیرہ بالغ کی فلاح و بہبود سے بہت کچھ متعلق ہیں۔

تقسیم کار مدرسہ

اور بہت ممکن ہے کہ مختلف قابلیتوں کے اشخاص' اس توقع میں کہ ان کی حالت درست ہو جائے اور ان کی قوتِ لایموت میں ترقی ہو، اس طرف مائل ہو جائیں۔ اس صورت میں جماعت بندی ان کی قابلیت اور ذہانت کے لحاظ سے کرنی ہوگی۔ اور ہر جماعت کا انتظام ایک علحدہ استاد کے تحت ہوگا۔

حاضری کے لئے عمل اور دلچسپ پروگرام کی ضرورت

روزمرہ کے کام کاج اور وقت بے وقت کی مصروفیات ہی نہیں بلکہ دعوتیں' تہوار' بیماری اور ان سب پر دن بھر کی مصروفیت کے بعد کام سے عدم دلچسپی بھی بالغوں کو مدرسہ کی حاضری سے باز رکھتی ہیں۔ اس لئے مدرسہ میں کثرت کار کی شدت کو گھٹانے کے لئے ایسے مؤثر محرکات و دلچسپ مشاغل مثلاً سینما، ناٹک' دلچسپ تعلیمی تقاریر کے انتظام کی سخت ضرورت ہے جن سے کام کام نہ رہے بلکہ محض تفریح طبع کا ایک مشغلہ و نیز غیر حاضری کے سدِ باب کرنے کے لئے اگر ان معاملات میں جن میں ان کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔ ان کے مکانوں پر جاکر ہمدردانہ پوچھ گچھ کرلی جائے تو مناسب ہے۔

تعلیمی وصف رکھنے والے کارڈ و تصاویر کی اہمیت

تعلیمی وصف رکھنے والے کارڈ و تصاویر سے اگر وقتاً فوقتاً مدرسہ کا ہال مزین کیا جائے تو اس سے نہ صرف دلچسپی میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ بلکہ وسعتِ نظر بھی پیدا ہوگی جس کے لئے ایک وافر ذخیرہ اور آرائش و تزئین میں ہمیشہ ردّوبدل کی ضرورت لاحق ہوگی۔ کھلونوں کی بھی اپنی اہمیت ہے۔ اگر کوئی ایسے لکڑی و مٹی کے کھلونے ہوں۔ جن سے کوئی تاریخی واقعہ یا کوئی سبق آموز اخلاقی کہانی یاد آسکے تو وہ ایسی جگہ رکھے جائیں جن پر فوراً نظر پڑسکے۔ نیز تختوں پر خوشخط جلی حروف میں سبق آموز اور دلچسپ مقولے تحریر کئے جائیں کیونکہ یہ سحر کا حکم رکھتے ہیں۔

شوق کو قائم رکھنے والی کتابیں

کتب خانوں کی الماریوں میں کتابوں کی ترتیب اس طرح پر ہو کہ جس سے پڑھنے کی خواہش پیدا ہوسکے اور تمدن و تہذیب سے متعلقہ کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ ہو۔ اس کام سے بالغوں میں ان کتابوں کے دیکھنے کا لازمی طور پر شوق پیدا ہوگا۔ اور وہ اپنی زندگی کی اصلاح کے ذرایع دریافت کرنے کے لئے حتی الامکان کوشش کرتے رہیں گے۔

بالغوں کے ساتھ تعاون

ان لوگوں سے اکثر مکان پر ملاقات کرنے اور ان کے رنج و راحت میں شریک ہونے سے نہ صرف دوستی اور رشتۂ یگانگت میں استحکام ہی ہوتا ہے بلکہ ان کے دلوں میں مدرسہ کے ساتھ اشتراکِ عمل اور تعاون کا شوق بھی پیدا ہوتا ہے جو نہ صرف سرگرم اور پرتپاک ہی ہوتا ہے بلکہ اس کے اندر ایک مادی حقیقت بھی مضمر ہوتی ہے۔

ایک خوشگوار فضا

ان سب سے بڑھ چڑھ کر مدرسہ کی فضا کو خوشی و انبساط سے معمور اور سچی ہمدردی، خدمت و پُرخلوص محبت کی ضیاپاشیوں سے منور، تاباں و درخشاں ہونا چاہیے۔ گاہے ماہے مدرسہ کے اراکین سے انفرادی دلی اور رازدارانہ گفتگو موثر نتائج پیدا کرتی اور عمدہ ثمر لاتی ہے نصیحت سے عمل، احکامات سے حقیقی کردار، اس معنی میں لاکھ درجہ بہتر ہے۔ کیونکہ مدتوں کا کام گھنٹوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ استاد کا نیکی پر عمل پیرا ہونا اور اس کا ثبوت الفاظ میں دینا نہ صرف ایک جامع و مانع نصاب تعلیم کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ ایک ایسا صحیح راستہ ہے جس پر کوئی راہرو بھٹک نہیں سکتا اور اس بات کو ضرور مدرسہ کی خصوصیات میں ممتاز جگہ ملنی چاہیے۔

نوع انسان کی فلاح کے اہم ترین ذرائع

تعجب ہوتا ہے کہ کس طرح باوجود مایوسی اور ناامیدی کے مصمم عزم کے ساتھ کام کرنے سے مشکلات، برف کی مانند جو دھوپ میں پگھل پگھل کر بہہ جاتی ہے محو ہو جاتی ہیں اور اس طرح ان لوگوں کے لئے جن کا قدم آگے بڑھنے کے لئے ڈگمگاتا ہے راستہ صاف ہو جاتا ہے اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ذرائع کی تجدید تعلیم بالغاں کی ترقی میں اتنی زیادہ حارج نہیں جتنی کہ مطلوبہ مقصد کے حصول میں مصمم ارادہ کی کمی۔

بلاشک اگر میرے تجویز کردہ اصولوں پر مدرسہ کا کام چلایا جائے تو ان اشخاص کے لئے جن کو ایسی آسانیاں نصیب ہیں جو اور ممالک کے باشندوں کو حاصل ہیں یہ مدرسہ جہالت کو دور کرنے اور علم کی روشنی کو پھیلانے کا ایک زبردست ذریعہ ہو سکے گا۔ ایسے مدارس کا یہ فرض ہے کہ اپنے طلباء کے دل و دماغ پر اس طرح سے نقوش مرتسم کریں۔ اور ایسی رہبری کریں کہ ان کو یہ احساس ہو جائے

کہ ان کی زندگی ایک کارآمد زندگی ہے۔ اور یہ کہ نیک سیرت و دانائی جس پہ ایک قوم بجا فخر کر سکتی ہے۔ کامیاب زندگی کے ضروری صفات ہیں۔

اساتذہ کا اصلاحی کورس

مستعد رضاکاروں کو بالغ کے مدرسہ میں کام کرنے سے ایک مایۂ ناز فرحت حاصل ہوتی اور ہمدردانہ کام کے بعد ایک احساس طمانیت بھی نصیب ہوتا ہے اس کے علاوہ کار مدرسہ دوسروں کی رہبری کرنے اور حسن و قبح کو جانچنے کا ایک بہترین اصلاحی کورس ہے اور جو ہر طرح سے کتابی نصاب پر خواہ وہ کتنا ہی جامع و مانع ہی کیوں نہ ہو فوقیت رکھتا ہے۔ جیساکہ آپ حضرات جانتے ہیں کہ انسان کے لئے اگر کوئی بہترین علم ہو سکتا ہے تو وہ صرف انسان کا مطالعہ ہے۔ جس کی فضیلت و برتری بالغ کے مدرسہ کے پیش کردہ اصولوں میں مضمر ہے

ہندوستان کی امنگوں بھری پود

ہندوستان کے ہزارہا بلند حوصلہ نوجوان مرد اور عورتیں حالات کی مجبوریوں کی وجہ سے علم کا دروازہ کھٹکھٹا نہیں سکتیں۔ اور ہر شہر، تعلقہ اور ضلع میں ۲۰ لاکھ سے زیادہ ایسے تعلیم بالغاں کے بھوکوں کی تعداد نکلے گی جو ہر اس سہولت سے جو فی الوقت بہم پہنچائی جائے مستفید ہونے کے لئے گوش برآواز بیٹھی ہے مثلاً کئی ایسے ہیں جنھوں نے مدرسہ یا کالج کی تعلیم کو ترک کر دیا ہے لیکن تعلیم کو جاری رکھنے کی اہمیت کو بخوبی جانتے ہیں کئی تعلیم کے ذریعہ ذاتی اوصاف پیدا کرنا اور کئی ایک اس کے ذریعہ اپنے کلارکی قابلیت کو بڑھانا چاہتے ہیں اور کئی تو اوقات فرصت میں ایسے مضامین کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں جن سے نہ صرف ان کی روزی کمانے کی صلاحیت میں اضافہ ممکن ہو بلکہ جن کی مدد سے وہ پیش نظر مشکل مسائل بھی حل کر سکیں۔

ہندوستانی گھروں پر ایک نظر

ہندوستانی گھروں کی حالت پر ایک نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کہیں تو دیہات میں اس تاجر کی جو ایک چھوٹے مکان میں سکونت رکھتا ہے یہ دلی آرزو ہوتی ہے کہ ایک وسیع پیمانہ پر کاروبار چلا سکے اور اس کے لئے وہ تجارتی معاملات کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے اور ایک دوسری جگہ بلند حوصلہ گماشتہ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کسی بڑے بنک کا محاسب بن جائے نکٹر پر جو انجن میں کوئلہ ڈالنے والا رہتا ہے اس کی یہ آرزو ہے کہ ایک بڑا انجینیر بن جائے۔ اسی طرح نوجوان کسان سود پر روپیہ حاصل کرکے یا اپنی جائداد کو رہن کرکے زراعت کی ترقی کے لئے ایسی ہدایات کا متلاشی ہوتا ہے کہ جہاں اس کو ایک پونڈ روئی ملتی ہے وہاں دو پونڈ ملنے لگے اور جہاں ایک من اناج حاصل ہوتا ہے وہاں دو من اناج حاصل کرے غرضکہ ہر فن وکاروبار کا، خواہ وہ موسیقی ہو یا آرٹ، نقشہ کشی ہو یا میکانکس یہی حال ہے اور ہر شخص ترقی کا دلدادہ ہے۔

ہر جگہ ایسی عورتیں ملیں گی جو ٹوپیاں بنانا اور کپڑا سینا سیکھ کر اپنے خاندان کے اخراجات میں کمی کرنا چاہتی ہیں یا اپنے محلہ میں مریضوں کی نرسوں کی مانند تیمارداری کرنے کی خواہش رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ مدرسہ کا استاد جو مذہب، درسیات، عضویات وغیرہ کے ایک مرتب کورس کی پیروی کرتا ہے نیز ہزارہا اشخاص جو تاریخ، فلسفہ، ادب، سائنس کے سرچشموں سے سیراب ہونا چاہتے ہیں ان میں سے ہر ایک مدرسہ بالغاں کے اصول تدریس پر عمل پیرا نظر آتا ہے۔

ایسے مدرسہ کی مسلم ضرورت

ہر جگہ ہر قوم کے مدبر رہنما اور مفکر زندگی کے

مختلف شعبوں میں بالغوں کے مدرسہ کے قیام کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں۔
ہندوستان کے متعلق تو یہ امر طے شدہ ہے کہ یہاں اس کی انگ بڑھی ہوئی ہے۔ اور اس طرف سے لاپرواہی بُرے نتائج پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

بالغوں کا امداد کے لئے انتظار

مدرسہ کی عمر کے بچوں کے لئے خواہ کچھ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو لیکن یہ تو صحیح ہے کہ عملی طور پر بالغوں کے لئے کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ اور بیس سال سے لے کر ساٹھ سال کی عمر کے اشخاص اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب کہ علم کی روشنی ان کی جہالت کو دور کرنے میں امداد دے گی۔

بالغوں کا انتشار ذہنی کے لئے پس وپیش

ہائی اسکول کے امتحان میں کامیاب وناکامیاب بالغوں کی ایک بڑی تعداد اپنی قسمت پر شاکر رہ کر اپنے گھروں میں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھی رات دن اسی مخمصہ میں پھنسی رہتی ہے کہ روزی کمانے کے لئے کرے تو کیا کرے۔ یہ شخص اپنے مستقبل کا لامحدود تصور رکھتا ہے۔ اور تین چار قسم کے خیالات کی کشمکش میں کچھ اس طرح گتھا ہوا رہتا ہے کہ ایک دن ایک چیز کو ترجیح دیتا ہے دوسرے دن کسی دوسری کو فوقیت دیتا ہے اور تیسرے دن کسی اور چیز کا خیال کرتا ہے یہی وہ خواب وخیال ہے جو ترقی کے راہ میں روڑے اٹکاتا ہے۔

تشکیل حیات کے نصاب کی اہمیت

ایسے تمام اشخاص کے لئے ایسا دستور العمل مفید ثابت ہوگا کہ جس سے یہ تصفیہ کر سکیں کہ آئیندہ ان کو زندگی کس طرح گذارنی چاہئے۔ اس قسم کے نصاب کے دو فائدے مترتب ہوں گے۔

ا۔ کامیابی کا گر:۔

اولاً تو یہ کہ وہ فلسفہ زندگی اور اس کی علت غائی کو سمجھنے لگیں گے۔ ان کے قالب بے جان میں کامیابی کے صحیح اصول پر عمل کرنے کی روح پھونک جائے گی اور وہ اپنی معاشی زندگی میں خواہ وہ کسی قسم کا پیشہ یا کاروبار ہی کیوں نہ ہو۔ معین طریقہ پر عمل کرنے لگ جائیں گے اس طریقہ سے وہ صحیح رجحان اور ایسے نکات نظر جو مستقبل کی تشکیل کے لئے ضروری ہیں۔ معلوم کرسکیں گے اور ان کو اس رجحان اور نکتہ نظر پر عمل کرنے کی عادت بھی ہو جائے گی و نیز اس کے باعث اعمال کا ارتکاب بھی ہمیشہ صحیح اصول کے تحت رہے گا یہی ہے وہ کامیابی کا اصل راز جو عمل و فہم و حصول مدارج میں مضمر ہے۔

ب۔ کاروباری معلومات:۔

ثانیاً یہ کہ مختلف پیشوں کے متعلق ان کو اصولی معلومات بہم پہنچائی جائیں تاکہ وہ اپنی قابلیت کا اندازہ کر کے کسی ایک کو اختیار کرسکیں یا بہت ممکن ہے کہ وہ اپنے ہی موجودہ پیشہ کو مناسب سمجھ کر اس کے خاص نصب العین کے حصول کی کوشش کریں۔ یا کسی اور پیشہ کو اپنی صلاحیت اور مذاق کا لحاظ رکھتے ہوئے بطور خاص پسند کریں۔

مقدم اور اہم ترین مضمون ہے

مذکورہ بالا تجویز کا مطالعہ جس کو فوراً شروع کر دینا چاہیئے اس لئے بھی بہت ضروری اور اہم ہے کہ عام مدارس میں اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ کوئی مضائقہ نہیں اگر اس کوشش میں خواہ وہ کامیاب ہوں یا ناکامیاب، اُن کا مستقبل معین نظر آئے یا غیر معین انھیں ہمت نہ ہارنی چاہیئے کیونکہ اس طریقہ عمل پر کاربند ہونے سے کامیابیوں سے ہم کنار ہونے کا زیادہ یقین ہے۔

تضییع اوقات

حضرات اہل فطنت اور مجانین کے سوا اشخاص کا ۳/۴ حصہ اپنی عمر کا ۵ تا ۱۰ سال کا عرصہ خود شناسی کی کوشش میں ضائع کر دیتا ہے اور عموماً تضییع اوقات کا یہ عبرت ۲۰ یا ۲۵ سال کا زمانہ بہت ہی پُر جوش اور امنگوں بھرا ہوتا ہے جس کا مصرف اگر دوربینی سے ہوتا رہے تو کارہائے نمایاں سرزد ہوں۔ لیکن افسوس کہ اس تضییع اوقات کی زیادہ تر واحد ذمہ دار جہالت ہوتی ہے۔ جس کا قطعی ازالہ ضروری ہے۔

تضییع اوقات کے انسداد کی مؤثر تدابیر

ایک ایسے دستورالعمل کی تلاش و تدوین اور ہر مرحلۂ زندگی میں اس کے اصول پر کاربند ہونے سے مجھے یقین ہے کہ ایک فرد ۵ یا ۱۰ سال میں اتنی زیادہ ترقی کر سکتا ہے جتنی کہ وہ ۱۰-۲۰ سال میں بغیر اس کے کر سکتا تھا۔ یعنی یہ کہ وہ اس قسم کی ہدایات سے اپنی عمر کا ۵-۱۰ سال کا بہترین و عزیز ترین وقت محفوظ کر سکتا ہے جس کی اہمیت آجکل تمام ماہرین تعلیم اور ذی فہم حضرات کے پاس مسلّم ہے۔

اعلیٰ تعلیم یافتہ کے ناکامی کے اسباب

جامعات اور بڑی بڑی درسگاہیں خود اس امر کا اعتراف کرتی ہیں کہ ان کا نصاب تعلیم ایک طالب علم کے دماغ میں کامیاب و کامران زندگی کے متعلق بیجان مواد تو بھر دیتا ہے۔ لیکن ان کو اس قابل نہیں بناتا کہ وہ اس کشمکش حیات میں اس پر کاربند ہو سکیں یہی وجہ ہے کہ کالج کے اکثر تعلیم یافتہ حضرات زندگی کے میدان میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور اکثر کوئی غیر تعلیم یافتہ اشخاص کی طرح ۱۰-۱۵ سال کی مدت مدید شاہ راہ کامیابی پر استقامت کے ساتھ گامزن ہونے کے لئے در کار ہوتی ہے۔

جدید طرز کا نصاب میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ مضمون بہت ہی اہم ہے اور کالج و جامعہ میں اس کی تدریس دوسرے مضامین سے پیشتر ہونی چاہیئے۔ اس ک وا یہ ری یہ بھی پیشین گوئی ہے کہ آئندہ ربع صدی میں تمام درسگاہوں کا یہی ایک مکتہ نظر ہوگا۔

اس قسم کا نصاب مختصر طور پر حسب ذیل چار حصوں پر مشتمل ہوگا۔

پہلا حصّہ

تشکیل حیات کا نظری پہلو

فلسفۂ حیات اور فلسفۂ کامیابی

دوسرا حصّہ

تشکیل حیات کا عملی پہلو۔

کاروباری معلومات۔

پیشوں کی تفصیل

اِن تمام میں سے پچیس کے قریب تو بالغ افراد اختیار کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کے سوا ان کو یہ بھی آزادی حاصل ہے کہ وہ اس کے مماثل کوئی اور پیشہ اپنے لئے منتخب کریں۔

اِن ت صیلات میں تمام پیشوں کے مقاصد حسب ذیل ہونے چاہیئں۔

(۱) ز س پیشہ میں فرد کو کیا کرنا پڑے گا۔

(۲) طری) ذان اور مطلوبہ خداداد وصف۔

(۳) مطلوبہ عام تعلیم کی ضرورت۔

(۴) مطلوبہ مخصوص تعلیم کی ضرورت۔

(۵) مطلوبہ مہارت اور مخصوص تجربہ کی ضرورت۔

(۶) اعظم، اقل، اور اوسط آمدنی۔

(۷) ہر پیشہ اور ہر معیار زندگی میں کامیابی کی شاہ راہیں۔

(۸) ہر پیشہ میں ترقی کا دروازہ کھلا رہنے کی ضرورت۔

تیسرا حصہ

پیمائش ذات:۔

کامیابی و کامرانی کے خاطر معاشی دنیا کی اس کش مکش میں قدم رکھنے کے لئے جس طرح مذکورہ بالا دوسری تقسیم کی تفصیلات سے ظاہر ہے ایک سوچے ہوئے غور کردہ مکمل نظام کی ضرورت ہوگی جو نہ صرف ان نفسیاتی و سائنٹفک آزمائشوں پر مشتمل ہوگا کہ جن سے قابلیت و صلاحیت ہی کی جانچ ہو سکے گی۔ بلکہ سائنٹفک طریقہ کی ضروریات بھی پوری کر سکے گا۔ جس کا نتیجہ حیات کے عملی اور معینہ پروگرام کی تشکیل ہوگا۔ اور جو قدرتی طور پر دوسری اور تیسری تقسیم میں آزمائش سے متعلقہ مسائل امتحانات و نتائج سے بھی ایک ارتباط پیدا کر دے گا۔

چوتھا حصہ

تدابیر کو عملی جامہ پہنانے کا طریقہ:۔

ایک ایسا اشارہ، ایک ایسا مشورہ، اور ایک ایسی رہبری جس میں عمل کے ساتھ ساتھ فرد کی ذات اور کاروبار بھی متعلق ہو کورس کی تکمیل کے بعد باہمی صلاح و تعاون کے ذریعہ خود کی تجویز کردہ اسکیم کو عمل میں لانے کا بلا واسطہ امداد کا موجب ہوتا ہے۔

صرف نصاب کی تکمیل کے دوران میں ہی نہیں بلکہ باہمی صلاح و مشورہ کے بعد بھی حیات کے مختلف شعبوں سے متعلق دلچسپ تمثیلات اور شخصی مسائل کے حل کو اس طرح ترتیب دینا چاہئے کہ خود بخود طالب علم کی زندگی کے عملی اسکیم کی

تیاری میں رہنمائی کر سکے۔

دورانِ کورس میں سائنٹفک طریقہ تعلیم اس طرح اختیار کیا جائے۔ کہ اس سے نہ صرف طالب علم کے مقاصد کی مزید تشکیل، اس کے رجحانات کی اصلاح اور اس کے مطمح نظر پر نظرثانی ہی ہوتی رہتے بلکہ وہ کسی عام اصول کے تحت ترقی کے مختلف مدارج کے تحقیقی حل میں آفات و مصائب سے دور رہنے کا علاج بھی معلوم کرلے جو آئندہ چل کر بہت ممکن ہے کہ ایک ذہنی خصوصیت یا مفید عام اصول کی شکل اختیار کرلے۔

اساتذہ کی فراہمی کا مسئلہ

اس مقصد کی تکمیل کی خاطر میں اب اساتذہ کی خدمات کی فراہمی کے مشکل مسئلہ پر آتا ہوں۔ اس سے کسی کو انکار نہیں کہ مختلف اعلیٰ قابلیتوں سے اساتذہ کی خدمات کی سخت ضرورت ہے اگر وہ انجمن جس نے اس کارِ خیر کا بیڑا اٹھایا ہے حتی الامکان اساتذہ کا تعاون اور ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش انسانی دوستانہ اسپرٹ کی بنیاد پر کرے تو بہت سے تعلیم یافتہ حضرات خود کو اس کام کی خاطر وقف کرنے کے لئے میدان میں اتر آئیں گے۔ اور جیسا کہ آپ واقف ہیں کہ محبت اور ہمدردی دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ بالغوں کے مدرسہ کا استاد ایک ایسے شخص کو ہونا چاہئے جو بے لوث اور بے غرض ہو۔ اور جس کو اپنے کام کے معاوضہ میں انعام واجرت کی مطلق خواہش نہ ہو اسی لئے حقیقی اساتذہ اور دیگر اعلیٰ تعلیم یافتہ کاروباری افراد کی ہمدردی اور عملی تعاون کے لئے لگاتار جدوجہد کی سخت ضرورت ہے۔ حفظانِ صحت اور اسی قسم کے دوسرے معاملات میں مشورہ کے لئے ایک ڈاکٹر کی ضرورت سب سے زیادہ مقدم ہے۔ اس کے بعد علم کے مختلف شعبوں کے باکمال افراد کی خدمات ضروری ہیں۔ مدبرین اور تجار کا

اشتراکِ عمل بھی اِس ضمن میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

حل تاوقتیکہ کوئی مالی ترغیب نہ ہو ان کا تعاون ذرا دشوار امر ہے۔ اور چونکہ یہاں نری مالی امداد بالکل ... ہے۔ اس لئے مقصد کی عظمت و شرافت، کوشش کی سنجیدگی ہی ان کے دلوں کو رام کرسکتی ہے۔

نمونہ ایثار نمونہ کی اہمیت سے کس کو انکار ہے اور پھر وہ بھی جب کہ شخصی ہو۔ اگر پہلے پہل کوئی مشہور و معروف عالم و ایثار کنندہ اس کا اقدام کرے۔ تو دوسرے بھی جبلی طور پر اس کی تتبع کرنے لگ جائیں گے

دلی تعلق محبت، دستگیری، خدمت گزاری اور دل سے دل کا تعلق جو انسان کے گوشت پوست کی حالت سے بالاتر ہے ہم پر ... ہماری دلی تمناؤں کو چھیڑ دیتا ہے اور اس طرح ان لوگوں کی امیدیں سرسبز و شاداب ہو جاتی ہیں جن کے ہاتھوں میں ہماری تنظیم و اصلاح کی ڈوریاں ہیں اس لئے مصلحین ہی بڑی حد تک نتائج کے ذمہ دار ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنھیں سب سے پہلے مرد میدان بننا چاہئے۔

نوع انسان سے ہمدردی نیک عادات، محبت اور ہمدردی عمدہ طرز گفتگو کا انھیں نہ صرف ایک گنجینہ بلکہ ایک مقناطیس ہونا چاہئے جو دوسروں کو بھی (تعلیم بالغاں کے لئے) بنی نوع کی خدمت کے لئے اپنی طرف کھینچ سکیں کیونکہ بقول اقبال کے نوع انسان سے ہمدردی ہے

شراب رُوح پرور ہے محبت نوع انساں کی
سکھایا اس نے مجھ کو مست بے جام و سبو رہنا

جغرافیہ کا قدیم اور جدید طریقہ تعلیم

دنیا کی قدیم اور جدید حالت میں بہت فرق آگیا ہے۔ حتےٰ تو اس کا طریقۂ تعلیم بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ کبھی تو کل تعلیم کا دارومدار قدیم السنہ دانی۔ عربی۔ فارسی۔ لاطینی اور یونانی سیکھنے پر تھا۔ پھر تاریخ کو نصاب تعلیم میں کچھ جگہ ملی۔ اس کے بعد سائنس دانی پر زیادہ زور دیا جانے لگا ان سب دوروں میں جغرافیہ بیچارہ پس پشت رہا۔ کبھی اس پر خیال بھی گیا تو سکندر سے پہلے اس کے متعلق یہ باور کیا جاتا تھا کہ ستون ہرقل Pillars of Hercules کے بعد زمین و سمندر ختم ہو جاتے ہیں۔ اور دنیا کے اطراف ایسا خلا ہے کہ جہاز آگے بڑھے تو ممکن ہے گر پڑے اور کہیں کا نہ رہے۔ جب تجارت صنعت و حرفت اور ذرائع آمدورفت میں ترقی ہوئی تو جغرافیائی معلومات میں اضافہ ہوا۔ متعدد نئے مقامات کا پتہ چلا کتابیں لکھی جانے لگیں۔ مگر عام طور پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا جغرافیہ دانی اور اس کی تعلیم صرف اس پر موقوف تھی کہ مختلف مقامات کے ناموں کی لمبی چوڑی فہرست طلبا کو رٹا دی جائے اور جو کچھ معلومات بہم پہنچائے جائیں وہ ایسے

انداز میں جیسے کوئی مریض کو دوا پلا رہا ہے۔ مقصد یہ ہوتا کہ دوا کی طرح معلومات جغرافیہ بھی مفید ہوں گے۔ اگرچہ کہ طالب علم کتنا ہی منھ بنائے اور اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کرے۔ ان حالات نے نہ صرف طلبا، کو متا[illegible] کیا بلکہ مدرسین بھی اس سے بہت کچھ لاپروا رہے۔ طلبا کو اس لئے دلچسپی نہیں تھی کہ ان تک یہ علم کسی نفسیاتی اصول کے تحت پہنچایا نہیں جاتا تھا۔ عوام کو کچھ تو لاعلمی کچھ قدامت پسندی اور کچھ تنگ خیالی کی وجہ سے یہ مضمون سرے سے غیر ضروری معلوم ہوتا تھا۔ اس عام حالت کو دیکھ کر مدرس بھی نہ تو اپنے معلومات بڑھاتے تھے اور نہ اس کو دلچسپ بنانے کی کوئی فکر کرتے تھے [illegible] نصاب غیر معین تھا۔ معلومات طبعی اور جغرافیہ سیاسی کو بالکل علٰحدہ علٰحدہ [illegible] کیا جاتا ہے جس کے خیال میں جیسا آیا ویسا ہی تعلیم دینے کی کوشش کی نہ تو استدلال سے کام لیا جاتا اور نہ تخیل کو کوئی دخل تھا۔ تلازم وارتباط کا ذکر ہی کیا تھا؟

عام طور پر جغرافیہ دانی اور تعلیم جغرافیہ سے جس لاپروائی کا اظہار کیا گیا وہ ایک حد تک ناگزیر بھی تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ ترقی کا قدیم مفہوم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علٰحدہ بنانے کے مرادف تھا۔ سیاسی معاشی آزادی کا مطلب یہ تھا کہ ایک ایک شہر آزاد سلطنت رکھے اپنے آپ پر بھروسہ وقناعت کرے Self Sufficiency کی عام خیال کو جب [illegible] سے رہائی ہوئی تو قومیت کا بھوت سر پر سوار ہوا ہر ایک اپنی قو[illegible] اپنے [illegible] کا دلدادہ بنا دوسروں سے علٰحدگی یا دوسروں پر فوقیت پانے کے خبط نے گھیرا۔ زمانہ نے اور ترقی کی اگرچہ کہ قدیم خیالات کے افراد اب بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر ان کو مدارج ارتقا کی ادنیٰ مثالیں کہا جائے۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ وسیع النظری

بتدریج غالب آرہی ہے۔ اور غالب آکر رہے گی۔ اب یہ خیال ترقی پذیر ہے کہ معاشی لحاظ سے دنیا میں سب ایک دوسرے کے دست نگر ہیں ان کو ایک دوسرے ا اہمیت ہمدردی اور دلچسپی کی ضرورت ہے۔ ترقی کناں تجارت آسان و ائل آمدورفت تیز حمل ونقل روز بروز اس خیال کو وسعت دے رہے ہیں اور جدائی کے سمندر پاٹ پاٹ کر تمام ماحول میں "بنی آدم اعضائے یکدیگر اند" کا مقولہ ثابت کر رہے ہیں۔

یہ خیال کہ "بنی آدم اعضائے یکدیگر اند" بڑی اہمیت رکھتا ہے آ انسان کو عام انسانی زندگی سے بہت دلچسپی ہوگئی ہے۔ اس بنا پر و ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف ہونا چاہتا ہے۔ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ مختلف مقامات کے باشندے کیسے ماحول میں کس طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ ہماری مدد کس طرح کر سکتا ہے اور ہم ان کے کس کام آسکتے ہیں قدرت نے ان کے واسطے کیا کیا آسانیاں فراہم کی ہیں۔ کن کن دشواریوں سے ان کو سامنا ہے اور انھوں نے کس طرح ان دشواریوں پر قابو پایا ہے یا پا رہے ہیں ان کی موجودہ حالت کیا ہے؟ موجودہ درجہ کن انقلابات کے بعد حاصل ہوا ہے۔ ان کی ترقی کا معیار کیا ہے؟ اور وسائل قدرت حالات زمین و آسمان یعنی وہاں کی قوت روئیدگی۔ گنجائش معدنیات ذرائع آبپاشی، موسم، آب و ہوا، آئندہ ترقی کو کس قدر وسعت دے سکتے ہیں۔ اس جستجو کی ہ ا نے کی ذمہ داری جغرافیہ پر ہے اس نے بھی اپنے دامن پھیلائے ہیں۔ اپنے میں مطالعۂ قدرت۔ تاریخ۔ نباتیات۔ حیاتیات طبیعیات۔ طبقات الارض معاشرت وغیرہ کو ایک مناسب حد تک داخل کر لیا ہے۔ مدرسین کے لئے اب کافی مواد موجود ہے۔ انسانی دلچسپی کے

ذرائع وافر ہیں۔ ان سب پہلوؤں کو لئے کر مدرس جغرافیہ کی تعلیم متعلم کے مشترکہ گھر یعنی مدرسہ سے شروع کرتا ہے پھر وہاں سے باہر نکلکر مقامی حالات لیتا ہے۔ اس کے بعد اپنا حلقۂ اثر تعلقہ لیتا ہے۔ پھر ضلع، صوبہ، ملک، اقلیم اور دنیا کی طرف رجوع ہوتا ہے اس طرح وہ معلوم سے نامعلوم کی طرف رجوع ہوکر سابقہ معلومات کی بنیاد پر نفسیاتی گُر کو مدنظر رکھتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ دوران تعلیم میں حسب ضرورت نقشہ بناتا اور بنواتا ہے۔ جن مقامات اور چیزوں کا علم بہم پہنچاتا ہے ان کے امکانی عینی مشاہدہ کروانے کی غرض سے اندھیری کوٹھری (darkroom) میں سینما۔ طلسمی فانوس سے کام لیتا ہے یا کم از کم تصاویر و نمونہ جات پیش کرتا ہے۔ الغرض آجکل مدرس کی کوشش یہ ہے کہ جغرافیہ ایک جیتا جاگتا دلچسپ مضمون بنے۔ طلباء اپنے حواس سے کام لیں، اور سارے جہاں کو اپنا وطن مان کر آئندہ اس کے سچے شہری ہونے کے قابل بنیں۔

اشارات اسباق

عثمانیہ ٹریننگ کالج بلدہ کی جماعت ڈپلوما ان ایجوکیشن کے چند طالب علموں نے بعض مضامین پر جو اشارات بطور خاص تیار کئے ہیں وہ مدرسین کی دلچسپی اور آگہی کے لئے درج ذیل ہیں۔ (مدیر)

نام مدرس۔ محمد بدرالدین حسن۔ بی اے۔ جماعت ہشتم۔ خورداد ۱۳۴۱ ف
مضمون جغرافیہ۔ سابقہ واقفیت طلباء۔ دنیا کے منطقے اور مفصل جغرافیہ ہند۔
تعداد طلباء = ۲۵۔ اوسط عمر طلباء = ۱۶ سال۔ آلات تعلیمی۔ دنیا کا طبعی نقشہ۔ شمالی امریکہ کا طبعی خاکہ۔
عنوان سبق۔ شمالی امریکہ۔ مدعا سبق۔ انسانی پہلو سے تعرف کرواتے ہوئے شمالی امریکہ کی قدرتی ساخت کی ابتدا کرنا۔

نشانات	سرخیاں	مضمون و طریقہ تعلیم	خلاصہ تختہ سیاہ
I ۱	مہ	حسب ذیل سوالات سے طلباء کی سابقہ واقفیت کو جگاتے ہوئے نئے درس کی طرف رہبری کی جائیگی آجکل قیصر ہند کون ہیں؟ یہ کہاں	

		رہتے ہیں؟ نقشہ پر جزائر برطانیہ بتاؤ۔ مقولہ ہے کہ "سلطنت برطانیہ پر آفتاب غروب نہیں ہوتا" اس سے کیا مراد ہے؟	
ب	اظہار مدعا	انگریزوں کا کچھ علاقہ امریکہ میں بھی ہے آج شمالی امریکہ کا جغرافیہ شروع کیا جائے گا۔	
II	استحضار ابتدائی تاریخ نوآبادی انگریزاں	آپ نے اردو کی چوتھی کتاب میں اور کہیں پڑھا ہوگا امریکہ کو سب سے پہلے کس نے دریافت کیا؟	امریکہ کو کولمبس نے ۱۴۹۲ء میں دریافت کیا یہ پورچگیز قوم کی طرف سے گیا تھا۔
		کولمبس کس قوم کی طرف سے گیا تھا	پس امریکہ ابتدائً پورچگیز کا تھا۔
		پس ابتدائً امریکہ کے کون دعویدار تھے	وہاں
		مدرس بتلائیگا کہ:۔	وہ صرف سونا چاندی کانوں سے نکالتے تھے کسی ملک کی حقیقی
		کسی ملک کی حقیقی دائمی دولت کیا ہوسکتی ہے؟	ودائمی دولت وہاں کی قدرتی زرعی پیداوار ہے۔ زراعت کی طرف توجہ
		مدرس بتلائے گا کہ:۔	نہیں کی گئی تاآنکہ انگریز آ پہنچے۔
		ازمنہ وسطی کی سیاسی ومذہبی کشمکش کا سرسری ذکر کرتے ہوئے مدرس بتلائے گا کہ:۔	مذہبی وسیاسی [illegible] میں شمالی امریکہ کے مشرقی ساحل پر انگریز قابض ہوگئے۔
ب	ابتدائی پیشے بلحاظ حالات	غیر آباد۔ وحشی جانوروں اور انسانوں سے	سب سے پہلے جنگل کی کٹان

		پھیلے ہوئے جنگل کا زبانی خاکہ پیش کرتے ہوئے۔ غیر آباد جنگل میں بسنے پر زراعت سے پہلے جنگل کو کیا کرنا ہوگا	شروع ہوئی۔ اور پھر زراعت
		اس نو آباد علاقہ کی آب و ہوا بلحاظ منطقہ انگلستان کے مقابلہ میں کیسی ہوگی؟	نو آباد علاقہ بلحاظ منطقہ آب و ہوا میں انگلستان کے مماثل تھا۔
		آریا قوم گنگا و سندھ کے زرخیز علاقہ میں آباد ہوئی تو اس کی مردم شماری و خوشحالی پر کیا اثر ہوا؟	گنگا و سندھ کے میدان میں آریا جلد پھلے پھولے۔
		اسی طرح اس خوش آب و ہوا علاقہ امریکہ کی نوآبادی پر کیا اثر ہوا ہوگا؟	اسی طرح امریکہ والی نوآبادی نے خوب ترقی کی۔
ح	ترقی و آزادی بوجہ فطری حالات	ترقی یافتہ و قوی قوم ضرور کچھ آزادی اور حقوق کی طالب ہوتی ہے مگر اس کے متعلق مادر وطن کا کیا خیال ہوگا؟	ترقی یافتہ نوآبادی نے کچھ آزادی اور حقوق طلب کئے مگر مادر وطن نے ناپسند کیا۔
		مدرس بتلائے گا کہ:۔	اس کشمکش میں جنگ ہوئی اور امریکہ کا آباد علاقہ انگریزوں سے آزاد ہوگیا۔ غیر آباد علاقہ ان کے قبضہ میں رہا۔
د	شکل محل وقوع	نقشہ پر متوجہ کرتے ہوئے دریافت کیا جائے گا کہ کل شمالی امریکہ کو	شمالی امریکہ کی شکل تقریباً مثلث نما ہے جو منطقہ حارہ شمالی سے منطقہ

		سرسری طور پر دیکھیں تو جامٹری کی کون سی شکل کے مماثل معلوم ہوتا ہے؟ یہ علاقہ کتنے منطقوں میں واقع ہے؟ اس کا چوڑا حصہ کس منطقہ میں اور پتلا کس منطقے میں ہے؟ اس کا یہ محل وقوع یورپین آباد کاروں کے لئے موزوں ہے یا کیا؟	بارده شمالی تک چلا گیا ہے اس کا چوڑا حصہ منطقہ بارده و معتدلہ میں اور پتلا حصہ حارہ میں ہے۔ یہ شکل و محل وقوع یورپین آباد کاروں کے لئے بہت موزوں ہے۔
۸	سمندر و ساحل کے کارآمد و ناکارہ حصص	اس خطۂ زمین کے کتنے طرف سمندر واقع ہے؟ نقشہ پر جنوب میں وہ تنگ حصہ بتاؤ جو شمالی امریکہ کو جنوبی امریکہ سے متصل کرتا ہے! اس کا نام کیا ہے؟ یہاں کے ساحل کا مقابلہ ساحل ہند سے کرو۔ آپ کے خیال میں کون سا ساحل کٹا ہونے کے باوجود ناکارہ ہے؟ کیوں؟ مغربی اور مشرقی ساحل میں کون سا زیادہ کٹا ہے اس سے کیا فائدہ ممکن ہے۔	اس کے تقریباً چاروں طرف سمندر ہے۔ صرف جنوب میں خاکنائے پناما جنوبی امریکہ سے ملاتا ہے یہاں کا ساحل ہندوستان کے مقابلہ میں بہت زیادہ کٹا پھٹا ہے۔ شمالی ساحل ناکارہ ہے۔ چونکہ یہ منطقہ بارده برف سے ڈھپا رہتا ہے۔ مشرقی ساحل مغربی سے زیادہ کٹا ہوا ہے اس سے یورپ کے ساتھ خوب تجارت ہوسکتی ہے۔
۹	نہر پناما اور اس کے فوائد تجارتی و فوجی	مدرس نقشہ پر سے بتلائے گا کہ۔ اس نہر کا اثر بحری رستوں پر کیا ہوسکتا ہے	خاکنائے پناما صرف ۵۰ میل چوڑا ہے امریکن حکومت نے یہاں ایک نہر کھودی ہے اس سے امریکہ کا

		قدیم دنیا میں ایسی کوئی مثال ہے۔	مشرقی ساحل ایشیا سے اور مغربی ساحل یورپ سے قریب ہوگیا ہے۔ اس نہر کی وجہ سے امریکہ صرف ایک بیڑے سے اپنی حفاظت کرسکتا ہے۔ قدیم دنیا میں ایسی مفید نہر، نہر سوئز ہے۔
III	اعادہ	امریکہ کو کس نے دریافت کیا؟ یہ علاقہ پورچگیز سے انگریزوں کے قبضہ میں کب آیا؟ انگریز نوآبادی کی ترقی کے کیا اسباب تھے؟ اس ترقی کا اثر سلطنت برطانیہ پر کیا ہوا؟ شمالی امریکہ یورپین آباد کاروں کے لئے کیوں موزوں ہے؟ اس کا شمالی ساحل کیوں زیادہ کارآمد نہیں ہے۔ نہر پناما نقشہ پر تبلاؤ۔ اس نہر سے کیا فائدہ ہے؟ مغربی ساحل سے مشرقی ساحل کیوں زیادہ کارآمد ہے؟۔	

نام۔ ابوالمکارم نسیض محمد صدیقی
تاریخ
وقت۔ ۴۰ منٹ

جماعت آٹھویں
مضمون طبیعیات

مدعائے سبق۔ برقاؤ اور اس کے اقسام۔

سابقہ واقفیت:۔

۱۔ مقناطیس کی کیا خصوصیات ہیں؟
۲۔ اگر دو مقناطیس کے شمالی سروں کو ایک دوسرے کے قریب لایا جائے تو کیا عمل ہوگا؟
۳۔ اجسام کو رگڑتے ہیں تو کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے؟
۴۔ اجسام کو رگڑنے سے پیدائش حرارت کے علاوہ اور بھی کوئی بات تم نے دیکھی ہے؟

مسئلہ زیر بحث:۔

۱۔ برقاؤ کا مفہوم
۲۔ برقاؤ کے اقسام

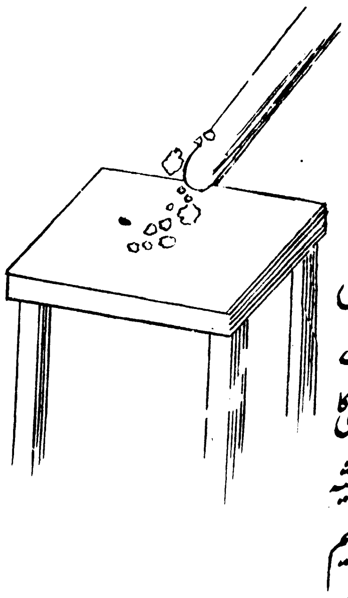

مسئلہ

(۱) برقاؤ کا مفہوم

تجربہ ۱۔ مختلف چیزوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مثلاً کاغذ کے پرزے لکڑی کا برادہ وغیرہ میز پر رکھو اور شیشہ کی ایک سلاخ کو خشک ریشم سے رگڑ کر ان کے قریب لاؤ۔

نتیجہ ۱۔ یہ چھوٹے ٹکڑے شیشہ کی سلاخ کی طرف کھنچ آتے ہیں (طلباء نوٹ کریں)

تجربہ ۲۔ آبنوس کی سلاخ کو فلالین سے رگڑو اور پہلے کی طرح اس کو ان ٹکڑوں کے قریب لاؤ۔

نتیجہ ۲۔ یہ چھوٹے ٹکڑے آبنوس کی سلاخ کی طرف کھنچ آتے ہیں (طلباء نوٹ کریں)

تجربہ ۳۔ لاکھ کی سلاخ کو فلالین کے کپڑے یا بلی کی کھال سے رگڑ کر ان ٹکڑوں کے قریب لاؤ۔

نتیجہ ۳۔ یہ چھوٹے ٹکڑے لاکھ کی سلاخ کی طرف کھنچ آتے ہیں (طلباء نوٹ کریں)

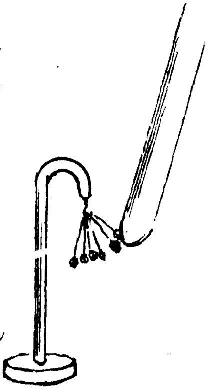

تجربہ ۴۔ سرکنڈے کے گودے کی گولیاں ریشم کے دھاگے سے باندھ کر استادہ کے ساتھ لٹکاؤ اور برقائی ہوئی سلاخ کو ان کے قریب لاؤ۔

نتیجہ ۴۔ گولیاں سلاخ کی طرف کھنچ آتی ہیں

عام نتیجہ:۔ جب ہم اشیاء کو مخصوص حالات کے تحت رگڑتے ہیں تو ان میں ایک قسم کی کشش کی قوت پیدا ہو جاتی ہے جس کو ہم "برق" کہتے ہیں اور شئے مذکور کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ "وہ برقائی گئی ہے"

مزید معلومات:۔

طالیس ملی نامی ایک شخص نے سنہ ۶۰۰ ق م میں یہ بات معلوم کی تھی کہ کہربا کو جب ریشم کے خشک کپڑے سے رگڑا جاتا ہے

تو اس میں تنکوں وغیرہ کے اٹھانے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے اس کے بہت زمانے بعد جان گلبرٹ نامی ایک سائنس داں نے یہ معلوم کیا کہ کہربا کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی اشیا، ہیں کہ جن کو اگر خاص حالات کے تحت خاص چیزوں سے رگڑا جائے تو اسی طرح کی کششی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھ لیا کہ لاکھ کی سلاخ کو فلالین سے شیشہ کی سلاخ کو ریشم کے کپڑے سے اور آبنوس کی سلاخ کو فلالین سے رگڑتے ہیں۔ تو ان میں بھی ایک قسم کی کشش کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۔ برقاؤ کے اقسام:۔

تجربہ ۱۔ آبنوس کی برقائی ہوئی سلاخ کو کاغذ کے پرزوں کے قریب لاؤ، پرزے اس سے لپٹ جائیں گے۔ آبنوس کی ایک دوسری سلاخ لے کر بھی اس کے ساتھ یہی عمل کرو۔ اس سے بھی پرزے لپٹ جائیں گے اور جب ہم ان کو ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں تو یہ پرزے ایک دوسرے سے بھاگنے لگتے ہیں۔ (طلبا، نوٹ کریں)

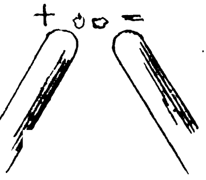

نتیجہ ۱۔ یکساں برقائی ہوئی سلاخوں میں دفع ہوتا ہے۔

تجربہ ۲۔ شیشہ کی برقائی ہوئی سلاخ سے کاغذ کے پرزوں کو اٹھاؤ اور آبنوس کی برقائی ہوئی سلاخ سے بھی پرزوں کو اٹھا کر پہلی سلاخ کے قریب لاؤ۔

نتیجہ ۲۔ ان میں جذب ہوتا ہے یعنی علٰحدہ طور پر برقائی ہوئی

سلاخ ہیں جذب ہوتا ہے۔ (طلبا، نوٹ کریں)

۔ شیشہ اور آبنوس کی سلاخیں علٰحدہ علٰحدہ طور پر برقائی گئی ہیں انیں برق کی نوعیت الگ الگ ہے۔ ماہران سائنس نے اِس بات کا تصفیہ کر لیا ہے کہ شیشہ کی سلاخ کو ریشم کے کپڑے سے رگڑنے سے جو برق پیدا ہوتی ہے۔ اس کو مثبت برق کہیں گے اور آبنوس کی سلاخ کو برقانے سے جو برق پیدا ہوگی اس کو منفی برق کہیں گے اِس لئے برقاؤ کے اقسام کے متعلق یہ کلیہ قائم کیا جاسکتا ہے کہ متضاد برق میں جذب اور یکساں میں دفع ہوتا ہے۔

۱۔ شیشہ کی سلاخ کو ریشم کے خشک کپڑے سے رگڑکر کاغذ کے پرزوں کے پاس لاتے ہیں تو کیا عمل ہوتا ہے۔

۲۔ آبنوس کی سلاخ کو کس چیز سے رگڑا جائے کہ اس میں کشش کی قوت پیدا ہو جائے۔

۳۔ برقاؤ کی تعریف کرو۔

۴۔ مثبت برق سے کیا مراد ہے؟

۵۔ مثبت اور منفی برق کا ایک دوسرے کے ساتھ کیا عمل ہے؟

نام مدرس	محمد اعجاز اللہ خاں	تاریخ	....
جماعت	درجہ ہشتم	وقت	۴۰ دقیقے
مضمون	جبر و مقابلہ	تعداد طلبا	۲۰ یا ۲۲

عنوان۔ اجزاء ضربی — اوسط عمر ۱۴ سال

سابقہ واقفیت (ا + ب)^{2} اور ا^{3} + ب^{3} کا ضابطہ — مدعائے سبق۔ ا^{3} + ب^{3} + ج^{3} - ۳ ا ب ج

رول نمبر ۲ — کا ضابطہ طلباء سے اخذ کروانا۔

مراحل	مضمون اور طریقۂ تعلیم	ذیلی اشارات و خلاصہ تختۂ سیاہ
۱۔ تمہید	سبق کے متعلقہ سابقہ معلومات کو تازہ کرنا۔ ذیل کے سوالات تختۂ سیاہ پر لکھ کر طلباء کی مدد سے حل کئے جائیں گے۔ (۱) (ا + ب)^{2} کا ضابطہ تحریر کیجیے (۲) (ا + ب)^{3} کا ضابطہ تحریر کیجیے۔ (۳) لا^{3} + ما^{3} کو اجزاء ضربی میں تحلیل کیجیے۔ (۴) (ا + ب)^{3} + ج^{3} کو اجزاء ضربی میں تحلیل کیجیے	(۱) (ا + ب)^{2} = ا^{2} + ۲ ا ب + ب^{2} (۲) (ا + ب)^{3} = ا^{3} + ب^{3} + ۳ ا ب (ا + ب) (۳) لا^{3} + ما^{3} = (لا + ما) (لا^{2} ... (۴) (ا + ب)^{3} + ج^{3} = (ا + ب + ج) {(ا + ب)^{2} + ... + (ا + ب)} = (ا + ب + ج) (ا^{2} + ۲ ا ب + ب^{2} + ج^{2} - اج - ب ج)
۲۔ استفسار	سوال:- (۱) کیا ا^{3} + ب^{3} مساوی ہو سکتی ہے (ا + ب)^{3} کے۔ اس سوال کے ذریعہ طلباء سے اخذ کروایا جائے گا	= (ا + ب + ج) (ا^{2} + ب^{2} + ج^{2} ... - اج - ب ج)

که $ا^{3} + ب^{3}$ مساوی ہو سکتی ہے $(ا + ب)^{3}$ کے
اگر اس میں سے ۳ اب (ا + ب) کو تفریق
کردیا جائے یعنی $ا^{3} + ب^{3} = (ا + ب)^{3}$
$- ۳ اب (ا + ب)$

اس کے بعد طلباء سے اخذ کروایا جائیگا کہ متذکرہ
بالا ثبوت کی بناء پر

$$ا^{3} + ب^{3} + ج^{3} - ۳ اب ج$$
$$= (ا + ب)^{3} - ۳ اب (ا + ب) + ج^{3} - ۳ اب ج$$
$$= (ا + ب)^{3} + ج^{3} - ۳ اب (ا + ب) - ۳ اب ج$$
$$= (ا + ب + ج)\{(ا + ب)^{2} + ج^{2} - (ا + ب) ج\}$$
$$- ۳ اب (ا + ب + ج)$$
$$= (ا + ب + ج)(ا^{2} + ۲ اب + ب^{2} + ج^{2} - اج - بج$$
$$- ۳ اب (ا + ب + ج)$$
$$= (ا + ب + ج)(ا^{2} + ۲ اب + ب^{2} + ج^{2}$$
$$- اج - بج - ۳ اب)$$
$$= (ا + ب + ج)(ا^{2} + ب^{2} + ج^{2} - اب$$
$$- اج - بج)$$

پس طلباء سے اخذ کرالیا جائے گا۔ کہ کسی مقادیر
کے مکعب کا مجموعہ اور انھیں مقادیر کے حاصل ضرب
سگنا بہ تبدیل علامت مساوی ہوتا ہے۔ دو ایسے
اجزاء ضربی کے جن میں سے پہلا جزو انھیں مقادیر

مجموعہ ہوتا ہے اور دوسرا اجزا انھیں مقادیر کا مربع اور پہلے اور دوسرے اور پہلے اور تیسرے اور دوسرے اور تیسرے کا حاصل ضرب بہ تبدیل علامات ہوتا ہے

یہ ضابطہ الفاظ میں طلباء سے اخذ کروا کر تختہ سیاہ پر تحریر کر دیا جائے گا۔ اور طلباء کو ہدایت کی جائے گی۔ کہ وہ اسکو اپنی کاپیوں میں درج کریں۔

۳- استعمال اور مشق

اجزاء ضربی میں تحلیل کرو۔

(۱) لا^3 + ما^3 + ی^3 − ۳ لا ما ی

(۲) لا^3 − ما^3 + ی^3 + ۳ لا ما ی

(۳) ۸ ا^3 + ب^3 + ج^3 − ۶ ا ب ج

(۴) ا^3 + ب^3 − ۸ ج^3 + ۶ ا ب ج

(۵) ا^3 + ب^3 + ۱ − ۳ ا ب۔

(۶) ا^3 + ۸ ب^3 − ۱ + ۶ ا ب

۴- اعادہ سبق

ان سوالات کو طلباء سے حل کرانے کے بعد طلباء سے ضابطہ کو پھر دہرانے کے لئے کہا جائیگا۔

۵- جانچ کے سوالات

یہ دریافت کرنے کے لئے کہ طلباء اس ضابطہ کو بخوبی سمجھ چکے ہیں اور استعمال کرنے کے لائق ہیں چند سوالات بطور جانچ کے دیے جائیں گے

(۱) لا^3 + ما^3 + ۲۷ ی^3 − ۹ لا ما ی

(۲) لا^3 + ۸ ما^3 + ۲۷ ی^3 − ۱۸ لا ما ی

جانچ کے سوالات کے بعد اور طلباء کا عام اندازہ لگا کر ہوم ورکس کے لئے چند سوالات دیئے جائیں گے۔ ایسے طلباء جو کہ بخوبی نہیں سمجھ سکے ہیں ان کی انفرادی امداد جماعت میں کی جا کر اُن کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کیجائے گی اور ایسے طلباء جن کو بہت امداد کی ضرورت ہو اُن کو جماعت کے علاوہ اوقات میں امداد بہم پہنچائی جائے گی۔

نام مدرس	مرزا عثمان علی بیگ	تاریخ ....
نام جماعت	نہم	مدعا
مضمون	اعلیٰ ریاضی (مسئلہ اثباتی ۲۵)	مثلث کا رقبہ دریافت
تعداد طلباء	۲۰	کرنے کا ضابطہ اخذ
اوسط عمر	۱۷ سال	کرنے کی تفہیم۔

منازل	خلاصہ مضمون و طریقۂ تفہیم	ذیلی اشارات
۱۔ تمہید	اور اکی تمثیلات بیدار کرنے کے لئے طلبہ سے ذیل کے سوال کے ذریعہ مثلث کا رقبہ دریافت کرنے کو کہا جائے گا۔ سوال۔ ایک مثلث نما کھیت کے ایک حصہ کی لمبائی	

۳۰ گز ہے اور اس کے مقابل کے گوشے سے اِس حصہ تک جو سب سے چھوٹا فاصلہ ناپا گیا وہ ۱۰ گز ہے کھیت کا رقبہ دریافت کرو :-

طلبار سے (سوال حل کرنے کے بعد) دریافت کیا جائیگا کہ انھوں نے کس ضابطہ کی مدد سے مثلث کا رقبہ دریافت کیا۔

(اظہارِ مدعا) طلبار سے کہا جائے گا کہ جس ضابطہ کا استعمال وہ مساحت میں کرتے ہیں۔ اس کے متعلق آج ہم اثباتی علم ہندسہ کے پچیسویں مسئلہ کے ذریعہ یہ دریافت کریں گے کہ یہ ضابطہ کیونکر اخذ کیا گیا ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے کہ اس کے ذریعہ سے مختلف قسم کے مثلوں مثلاً منفرجہ الزاویہ۔ قائمہ الزاویہ۔ حادہ الزاویہ وغیرہ کا صحیح طور پر رقبہ دریافت کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ حصا طلباء سے دریافت کیا جائے گا کہ ارتفاع کو قاعدے سے ضرب دینے سے کس شکل کا رقبہ نکلتا ہے اگر اس ضابطہ میں (ارتفاع × قاعدہ) کے عوض مستطیل رکھ دیں تو مثلث کا رقبہ مستطیل کے رقبہ کا کون سا حصہ ہوگا۔

اب طلبہ سے کہا جائے گا کہ مسئلہ (۲۵) اثباتی کا دعویٰ پڑھیں طلبا کو اثباتی طور پر ثبوت حاصل کرنے سے پہلے عملی ثبوت معلوم کرنے کے لئے ڈاکٹر مانٹیسوری کے Didactic Material کا ایک ٹیسٹ پیش

کیا جائے گا جس میں وہ خود مثلث کو مستطیل کے نصف حصہ میں ٹھیک جماکر اپنا اطمینان کرلیں گے۔

شکل مندرجہ حاشیہ تختۂ سیاہ پر کھینچی جائے گی اور طلبا سے دریافت کیا جائے گا کہ اس شکل میں کیا ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔

ارتفاع ہ م کھینچنے سے شکل کتنے مستطیلوں میں تقسیم ہوگئی؟

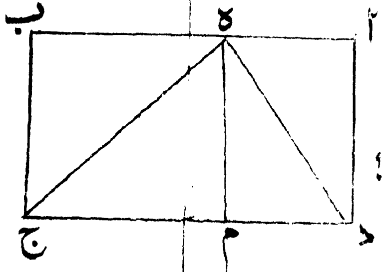

مثلث ہ م د اور مثلث ہ م ج۔

ہر ایک مثلث مستطیل کا کون سا حصہ ہے؟

ان دونوں مستطیلوں کو جوڑنے سے کون سا مستطیل بنتا ہے؟

اسی طرح مثلث ہ م د اور مثلث ہ م ج کو جوڑنے سے کون سا مثلث بنتا ہے؟ ا

اس درجہ پر پہنچ کر طلبا سے دریافت کیا جائے گا کہ وہ اب مثلث ہ ج د کو مستطیل ا ب ج د کا کون سا حصہ مانتے ہیں۔

طلبا سے اپنی اپنی کاپیوں پر مثلث منفرجہ الزاویہ کھینچ کر اس کے قاعدے پر مستطیل کھینچنے کو کہا جائیگا اور ہدایت دی جائے گی کہ اس سیکھے ہوئے مسئلہ کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کریں پھر شکل مندرجہ حاشیہ

تختہ سیاہ پر کھینچ کر دریافت کیا جائے گا کہ وتر ہ ج
مستطیل ہ ب ج ف کو کون سے دو مساوی مثلثوں
میں تقسیم کرتا ہے۔

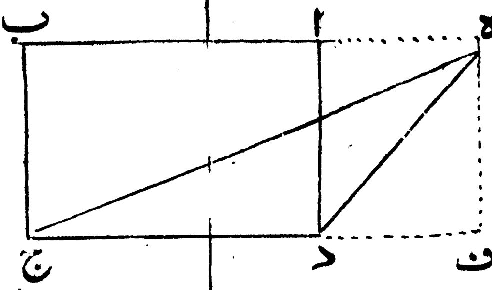

سوال کیا جائے گا کہ
دیئے ہوئے مثلث ہ ج د
میں کون سا دوسرا مثلث
ملنے سے یہ مثلث
ہ ج ف بنا جو مستطیل
ہ ب ج ف کا نصف ہے۔

پھر سوال کیا جائے گا کہ مثلث ہ د ف کس
مستطیل کا نصف ہے۔

یہاں پہنچ کر نتیجہ اخذ کرایا جائے گا کہ جب مثلث
ہ د ف نئے جوڑے ہوئے نقطے والے مستطیل کا
نصف ہے تو مثلث ہ ج د کس مستطیل کا نصف ہے؟

طلباء سے دریافت کیا جائے گا کہ ان دونوں ثبوتوں
سے وہ کس نتیجہ پر پہنچے۔

۳۔ اعادہ — پہلی شکل کے ثبوت کا اول اعادہ کرایا جائے گا پھر دوسری
شکل کا۔

۴۔ استعمال — طلبہ سے کہا جائے گا کہ وہ مندرجہ ذیل مثلث اپنی
کاپیوں پر کھینچیں اور بتلائیں کہ ان میں سے کون کون سے
پہلے قاعدہ (شکل) کے تحت ثابت کئے جا سکتے ہیں اور

اگر وقت رہے تو جماعت میں کرائے جائینگے ورنہ گھر پر کرنے کی ہدایت کر دی جائے گی۔

کون کون سے دوسرے قاعدے سے :-

۱۔ مثلث متساوی الاضلاع	
۲۔ مثلث منفرجہ الزاویہ۔	زاویہ منفرجہ قاعدہ پر ہوگا
۳۔ مثلث حادہ الزاویہ۔	زاویہ حادہ قاعدہ پر ہوگا
۴۔ مثلث قائمہ الزاویہ۔	زاویہ قائمہ قاعدہ پر ہوگا

اشارات

عثمانیہ ٹریننگ کالج — نام مدرس۔ سعید الدین خاں۔

مضمون (تاریخ ہند) فتح علی عرف ٹیپو سلطان — جماعت ہشتم۔ وقت ۴۰ منٹ

مدعا۔ ٹیپو سلطان کے حالات بیان کرنا۔ — تعداد طلباء (۳۵) اوسط عمر طلباء ۱۶ سال

آلات تعلیمی۔ نقشہ ہندوستان و تصویر ٹیپو سلطان — تاریخ

سرخیاں	طریقہ تعلیم	خلاصہ تختہ سیاہ (اس قسم کا ہوگا)
ٹیپو سلطان ٹیپو کی پیدائش اور تعلیم و تربیت ۱۷۵۲ء میں پیدا ہوا۔ تعلیم و تربیت میں حیدر علی نے خاص اہتمام کیا۔ فرانسیسی انگریزی زبانیں سکھلائی گئیں۔ فن سپاہ گری کے لئے بڑے بڑے ماہرین فن ملازم رکھے گئے۔	تصویر بتلا کر طلباء کے استدراکی تمثلات کو بیدار کیا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ کیا وہ اس سے واقف ہیں۔ بیان کرنے کے بعد بغرض خلاصہ تختہ سیاہ پوچھا جائے گا کہ ٹیپو کس سنہ میں پیدا ہوا؟ اس کی	ٹیپو سلطان ۱۷۵۲ء میں پیدا ہوا۔ ۳۰ سال کی عمر میں ۱۷۸۳ء میں تخت نشین ہوا۔ مرہٹوں اور انگریزوں سے اکثر معرکہ آرائیاں رہیں۔ تیسری و چوتھی میسور کی لڑائی میں اس کی قوت

ٹیپو کا عہد حکومت: ۱۷۸۳ء
میں تخت نشینی جنرل میتھوس سے جنگ
اور فتح۔ عہد نامہ بنگلور ۱۷۸۴ء
تیسری جنگ میسور۔ ٹراونکور پر حملہ
اور ٹیپو کی شکست ۱۷۹۲ء۔ چوتھی
جنگ میسور۔ ٹیپو کا شہید ہونا اور
سلطنت کا خاتمہ ۱۷۹۹ء۔

ٹیپو کا نظم و نسق

سلطنت کا سارا کام اپنی نگرانی
میں کرواتا تھا۔ جنگلوں کا قانون
مرتب کیا تھا۔ امیر البحر مقرر
کیا۔ مسکرات کا انسداد کیا۔ محکمہ
پولیس (جاسوسی) قائم کیا۔ رعایا
مرفع الحال تھی۔ تعصب سے بالکل
پاک تھا اس کے وزراء ہندو تھے
محل کے بہت ہی قریب مندر تھے
سالانہ رقم بطور امداد ان مندروں کو
دی جاتی تھی۔ کسانوں کا دوست
تھا۔ نئی نئی چیزوں کا شائق تھا
مہینوں کے نام بحساب ابجد مقرر
کیا۔ اور سال کو ۳۶۵ دن کا قرار دیا

تعلیم و تربیت میں حیدر علی نے کیا
اہتمام کیا۔ کس عمر میں اور کس سنہ
میں تخت نشین ہوا؟

بیان کیا جائے گا اور جو حصہ
تیسری جنگ میسور میں ٹیپو کے قلمرو
سے نکل گیا۔ نقشہ میں بتایا جائیگا
اور طلباء سے سوال کیا جائے گا
کہ وہ ٹیپو کے عہد حکومت کو کیا پاتے
ہیں۔ تیسری و چوتھی جنگ میسور کے
کیا واقعات و نتائج ہیں۔

یہ بیان کرنے کے بعد پوچھا
جائے گا کہ انتظام سلطنت میں ٹیپو
کیا حصہ لیا کرتا تھا؟ اس کے زمانہ
میں کیا کیا ترقیاں ہوئیں؟ اس
کی مذہبی رواداری کے متعلق وہ
کیا جانتے ہیں۔

بالکل لوٹ لی اور خود
شمشیر بکف لڑتا ہوا
۱۷۹۹ء میں شہید ہوا

اس کے عہد میں
رعایا خوش حال تھی۔ ملکی
انتظام بہترین تھا۔ یہ
تعصب سے پاک تھا وزرا
اس کے ہندو تھے۔ بڑا بہادر
جنرل اور علم دوست تھا ملک
کا سچا عاشق اور حقیقی خیرخواہ
تھا۔

عادات وخصائل

تعلیم یافتہ اور ادیبوں کا قدردان تھا۔ اس کا کتب خانہ نادر قلمی کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کو شراب سے سخت نفرت تھی عورتوں کی بہبودی کا خاص طور سے خیال تھا۔ باپ کی طرح جفاکش جنرل تھا۔ ملک کا سچا عاشق، آزادی کا دلدادہ، اور انگریزوں کا جانی دشمن تھا۔

بیان کرنے کے بعد سوال کیا جائیگا کہ شیو کے کیا عادات وخصائل تھے تم اس کو کیسا آدمی سمجھتے ہو۔

شذرات

مدرسہ تحتانیہ درجہ اول امراباد کے جلسہ کے انتظامات کے لئے صبح سے ہی صحن مدرسہ میں طلباء ومدرسین کی چہل پہل تھی۔ میدان مدرسہ وبیاڈمنٹن کورٹ رنگارنگ کی بیرقوں سے سجائے گئے تھے۔ چار بجے شام سے دف وشہنائی کی سریلی آواز ہوا میں گونج گونج کر معززین وساکنین امراباد کو مدرسہ کی جانب کھینچ کھینچ کر لارہی تھی۔

ٹھیک ۵ بجے شام سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ طلباء مدرسہ نے نہایت پھرتی و تیزی سے جھنڈیوں کا کام اور مختلف اسپورٹس کئے۔ و نیز طلباء مدرسہ کا فرنڈلی بیاڈمنٹن میچ بھی ہوا۔ جس سے حاضرین جلسہ محظوظ ہوئے۔

بعد ادائی نماز مغرب طلبا مدرسہ نے دنیا کی بے ثباتی کا ڈرامہ و قومی ہمدردی کا عملی نمونہ دلکش پیرایہ میں پیش کیا۔ جس سے حاضرین متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

ذریعہ مکالمہ والدین کی غفلت سے اولاد کے نقصان کو طلباء نے واضح طور پر ظاہر کیا۔

طلباء مدرسہ نے وقت کی قدر محنت۔ صرف دولت علم پر علحدہ علحدہ تقریریں کیں جو تصنیفی تھیں۔ ان سے اپنی تقاریر کی داد لے رہے تھے۔ مسٹر ہیروجی صاحب نے بزبان تلنگی علم کے فوائد پر روشنی ڈالی۔ محمد عظیم الدین صاحب مددگار نے انجمن تقاریر طلباء کے مقاصد اور فوائد واضح طور پر ظاہر کرتے ہوئے سابقہ جلسوں کی روئداد سنائی۔ محمد سلطان صدر مدرس نے "ہماری تعلیم اور ہم" کے عنوان پر پُرجوش تقریر کرتے ہوئے تعلیم و تربیت سے بے اعتنائی اولاد کو ناکارہ کردیتی ہے نہایت موزوں مثالوں سے ثابت کرکے آئندہ کے لئے مدرسین اور مدرسہ کا ہاتھ بٹانے کی ہدایت کی۔

آخر میں عالی جناب منشی فاضل مولوی محمد عبدالغنی صاحب ناظر مدارس و صدر نشین جلسہ نے تعلیم کے مختلف پہلو پر نظر ڈال کر تعلیم کی ترغیب دلائی۔

جلسہ کا اختتام دعائے سلامتی اعلحضرت بندگان عالی و صاحبزادگان والاشان پر ہوا۔

قواعد

(۱) یہ محض تعلیمی رسالہ ہے جس میں تعلیم کے مختلف شعبوں کے متعلق مضامین درج ہوں گے سیاسی مضامین شریک نہ کئے جائیں گے۔

(۲) یہ رسالہ ہر ماہ فصلی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا۔

(۳) پرچہ وصول نہ ہو تو ہر ماہ فصلی کی ۵ تاریخ تک خریدار صاحبان بحوالہ نمبر خریداری مطلع فرمائیں

(۴) جو مضامین ناقابل تصور ہوں گے ان کی واپسی خرچہ ڈاک کی روانگی پر منحصر ہوگی۔

(۵) اس رسالہ کی قیمت سالانہ (ہے) مع محصول ڈاک ہے جو پیشگی لی جائے گی۔

(۶) نمونہ کا پرچہ چھ آنہ کے ٹکٹ وصول ہونے پر ارسال کیا جائے گا۔

(۷) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ وصول ہونا چاہئے ورنہ ادائی جواب میں مجبوری ہوگی

(۸) اجرت طبع اشتہارات درج ذیل ہے رقم وصول ہونے پر اشتہارات طبع کئے جائیں گے۔

تعداد و مدت	صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک بار	عہ	صمہ ۸ر	سے ۸ر
سہ بار	لعہ ۸ر	للعہ	مہ ۸ر
ششماہ	للعہ	لعہ ۸ر	صعہ
سالانہ	صعہ	سعہ	ععہ ۸ر

(۹) جملہ مراسلت و ترسیل رقوم منی آرڈر وغیرہ پتہ ذیل پر ہونا چاہئے۔

دفتر رسالہ المعلم

خیریت آباد حیدرآباد دکن

اطلاع ضروری

برائے طلباء مدارس تحتانیہ و وسطانیہ و فوقانیہ

نئے سال تعلیمی ۱۳۴۲ف سے مختلف جماعتوں اور درجوں کے کتب نصاب میں چونکہ تغیرات ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم نے طلبار مدارس کی سہولت کے مدنظر ان تمام جدید کتب کا کافی اسٹاک فراہم کر رکھا ہے جس میں سے چند مطبع ہذا کی مطبوعہ بھی ہیں۔ اور اکثر کتب کی ایجنسی بھی کتب خانہ ہذا نے حاصل کرلی ہے خصوصاً انجمن ترقی اردو اورنگ آباد کے مرتبہ کل اردو ریڈرس پہلی سے ساتویں تک (جو شریک نصاب ہیں) ان سب کی ایجنسی بھی کتب خانہ ہذا کو ہے۔ جدید منظورہ نصاب کتب کی فہرست کتب خانہ ہذا نے طبع کی ہے۔ جو مفت روانہ کیجاتی ہے۔ امید کہ مدرسن صاحبان مدارس طلبار کو خریدی کتب میں بموجب نصاب جدید ہدایات فرماکر کارخانہ ہذا کی حوصلہ افزائی فرماویں گے

المشتہر

سید عبدالقادر تاجر کتب مالک اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹر

چارمینار حیدرآباد دکن

المعلم جلد ۸

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔